پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 20-2019ء

بینک دولت پاکستان

نامہ ترسیل

13اپریل2020ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے(2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2019-20ء مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامہ ترسیل

13اپریل2020ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9اے(2) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20-2019ء مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ،

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

اسد قیصر

اسپیکر

قومی اسمبلی

اسلام آباد

بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر رضا باقر	گورنر اور چیئرمین
جناب نوید کامران بلوچ	سیکریٹری فنانس
جناب عاطف آر بخاری	رکن
جناب اعظم فاروق	رکن
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	عمر فاروق ثاقب، محمد مظہر خان
2۔ حقیقی شعبہ	وقاص احمد، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسماخالد، فاطمہ خالق، امجد علی، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	محمد مظہر خان، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، محمد ادریس، علی رضا مہدی، سرمد الٰہی، محمد فرحان اکبر
خصوصی سیکشن	
پاکستان میں مسابقت کی کیفیت	اسماخالد، احمد مبین، فاطمہ خالق

منتظم مطبوعہ: عمر فاروق ثاقب، محمد مظہر خان

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)، محمد علی چوہدری، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد جاوید اسماعیل، عزیز اللہ خٹک، محمد فاروق عاربی، محمود الحسن خان، اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات ؛ اور نقل وحمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔ تبصروں اور سوالات کے لیے: quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

فہرست — صفحہ نمبر

1	**عمومی جائزہ**	**1**
1.1	اقتصادی جائزہ	1
1.2	معاشی منظر نامہ	3
1.3	رپورٹ کا خلاصہ	9
2	**حقیقی شعبہ**	**15**
2.1	عمومی جائزہ	15
2.2	زراعت	16
2.3	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	23
2.4	خدمات	32
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**35**
3.1	عمومی جائزہ	35
3.2	زری مجموعے	38
3.3	نجی شعبے کو قرضہ	42
3.4	مہنگائی	45
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**57**
4.1	عمومی جائزہ	57
4.2	محاصل	59
4.3	اخراجات	64
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	65
4.5	سرکاری قرضہ	69

5	**بیرونی شعبہ**	**76**
5.1	عمومی جائزہ	76
5.2	جاری کھاتہ	78
5.3	مالی کھاتہ	81
5.4	شرحِ مبادلہ اور ذخائر	84
5.5	تجارتی کھاتہ	86
6	**خصوصی سیکشن : پاکستان میں مسابقت کی کیفیت**	**101**
	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	123
	فرہنگ	127

باکس 1.1: کورونا وائرس کی وبا کے اثرات کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے اعلان کردہ حالیہ اقدامات 7
باکس 2.1: مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرعی قرضوں میں پیش رفت 17

1 عمومی جائزہ

1.1 اقتصادی جائزہ

رواں مالی سال کا نصف عرصہ گذرنے پر استحکام کی کوششوں میں نمایاں کامیابیاں ہوئی ہیں (**جدول 1.1**)۔ جاری کھاتے کا خسارہ خاصا سکڑ گیا ہے، زرِ مبادلہ کے ذخائر نمایاں طور پر بڑھے ہیں، بجٹ کا بنیادی خسارہ فاضل ہو گیا ہے اور قوزی مہنگائی حال ہی میں کم ہوئی ہے۔ مزید یہ کہ برآمدی اشیا سازی میں مزید زور پیدا ہوا ہے اور تعمیراتی سرگرمیوں میں کچھ تیزی کے آثار حال میں نمودار ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معیشت بتدریج بحالی کی راہ پر گامزن ہے۔ نیز، آئی ایم ایف کے جاری پروگرام کے تحت کارکردگی مضبوط ہے اور عالمی ریٹنگ ایجنسیوں نے پاکستان کے بارے میں ایک مستحکم نقطہ نظر قائم رکھا ہوا ہے۔

جدول 1.1: معاشی اظہاریے

	م س19ء	پہلی ششماہی م س19ء	پہلی ششماہی م س20ء
		شرحِ نمو (فیصد)	
بڑے پیمانے کی اشیا سازی[الف،1]	-3.3	-1.7	-2.8
قومی صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط سال بسال)[الف،2]	6.8	6.0	11.1
نجی قرضہ[ب]	11.6	9.5	3.2
رسدِ زر[ب]	11.3	3.6	5.2
برآمدات[الف]	-1.1	1.9	3.1
درآمدات[الف]	-9.9	-2.6	-17.0
ایف بی آر ٹیکس محاصل (ارب روپے)[ج]	3,828.5	1,794.8	2,094.1
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد)[ب]	-24.1	-12.5	3.4
		ملین امریکی ڈالر	
اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر (ختم مدت)[ب]	7,280.4	7,203.7	11,336.1
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	21,838.6	11,030.0	11,394.9
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری[ب]	1,668.0	796.8	1,341
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-13,830.0	-8,614.0	-2,099.0
مالیاتی توازن (جی ڈی پی کا فیصد)[ج]	-8.9	-2.7	-2.3

[2] ششماہی کے لیے اوسط صارف اشاریہ قیمت میں سال بسال اوسط نمو (نئی بیس 16-2015ء)۔

اعداد و شمار کے ماخذ: [الف] پاکستان دفترِ شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج] فیڈرل بورڈ آف ریونیو؛ اور [د] وزارتِ خزانہ

یہ کامیابیاں بنیادی طور پر پچھلے ایک سال کے دوران استحکام سے متعلق اور ضوابطی اقدامات کے مجموعی اثر کی عکاسی کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کا چھ سال کی پست ترین سطح پر چلا جانا طلبی انتظام کے اقدامات، مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کے نظام کو اختیار کیے جانے اور غیر لازمی درآمدات کو کم کرنے اور باضابطہ چینلز سے کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں اضافے کی ضوابطی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مالیاتی صورت حال میں بہتری محاصل کے بہاؤ کو بڑھانے کے لیے ٹیکس اور نان ٹیکس اقدامات کے اثر اور حکومت کی جانب سے اخراجات پر نمایاں قابو کی عکاسی کرتی ہے۔ استحکام کے اس عمل میں ملکی پیداوار اور خردہ تجارت کی سرگرمیوں پر منفی اثر پڑا۔

اگرچہ معاشی سرگرمی میں بحالی کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں، تاہم استحکام کے حوالے سے حاصل شدہ فوائد کو مستحکم کرنا ضروری ہے۔ خصوصاً، کچھ شعبوں میں پیش رفت ابھی کمزور ہے اور معیشت کو پائیدار نمو کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے مزید کام کرنا ہوگا۔

توازن ادائیگی کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت اس پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔ خاص طور پر جاری کھاتے کے خسارے میں کمی درآمدی بل میں کمی کی بنا پر ہوئی ہے جبکہ برآمدی وصولیاں ابھی تک اس بہتری میں نمایاں کردار ادا نہیں کرسکیں۔ اس کا بڑا سبب اجناس کی عالمی قیمتوں کی پستی ہے جس نے مسابقتی شرح مبادلہ سے حاصل ہونے والے برآمدی حجم کے فوائد کو جزوی طور پر زائل کردیا۔ مزید برآں، اشیاسازی کی پست بنیاد اور پاکستان کی برآمدات کے مارکیٹ میں محدود نفوذ نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ دوم، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد بھی حوصلہ افزا نہ تھی کیونکہ ٹیلی مواصلات کے شعبے کے سوا اس مد میں آنے والی رقوم کی سطح پچھلے برس جتنی ہی تھی۔ اس صورتِ حال سے نمٹنا ضروری ہے کیونکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری وسط مدت میں ملک کی اپنی اشیاسازی اور برآمدات کی بیس بڑھانے کی صلاحیت سے داخلی طور پر مربوط ہے۔ چنانچہ ملک میں مزید بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری لانے اور قائم رکھنے کے لیے اصلاحاتی کوششوں کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔

اسی حوالے سے محاصل کی نمایاں نمو کے طفیل بنیادی بجٹ کا فاضل حوصلہ افزا ہے۔ جب ایف بی آر نے قبل ازیں دی گئی رعایات ختم کیں، نئی لیویز عائد کیں اور خصوصاً شعبہ توانائی میں قیمتوں میں اضافے سے فائدہ اٹھایا تو ملکی ٹیکس وصولی مالی سال 12ء کی پہلی ششماہی سے اب تک کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ تاہم محاصل کے مجموعی اہداف حاصل نہ ہوسکے جس کا بنیادی سبب ملکی درآمدات میں نمایاں سکڑاؤ ہے جو محاصل کی وصولی میں بڑا حصہ ڈالتی ہیں۔ ان حالات سے ٹیکس بنیاد کو وسیع کرنے اور معیشت میں دستاویزیت بڑھانے کی کوششیں تیز کرنے کی گنجائش ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ مالیاتی اور ٹیکس حکام کے درمیان رابطہ کاری بھی بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ اخراجات کی نمو کو متوقع محاصل سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔

حقیقی شعبے کو بھی طویل مدتی دشواریوں کا سامنا ہے خصوصاً زرعی شعبے میں۔ مثال کے طور پر فصلوں کی یافت کم اور پانی کی دستیابی محدود ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی جیسے اضافی مسائل ابھر رہے ہیں اس لیے پیداوار کی بیرونی عوامل کا مقابلہ کرنے کی اہلیت کم معلوم ہوتی ہے۔ اس سال بھی کپاس کی فصل ناسازگار موسم، پانی کی کم دستیابی اور وبائی حملوں کا شکار ہوئی۔ چنانچہ مالی سال 20ء میں گندم اور گلہ بانی کے حوصلہ افزا امکانات کے باوجود کپاس کی پیداوار میں کمی زراعت کی کارکردگی کو متاثر کرے گی۔

جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے، شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران قوزی مہنگائی مستحکم رہی ہے جس سے استحکام کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے اثر کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم مہنگائی کا مضمر دباؤ اتنا کم نہیں ہوا کہ بڑھتی ہوئی عمومی مہنگائی کو روک سکے جس میں زیادہ تر غذائی گرانی کا کردار تھا۔ اس طرح عمومی مہنگائی نے قوزی مہنگائی میں استحکام کا اثر زائل کر دیا اور اعتمادِ صارف (جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں کم رہا) نومبر 2019ء میں آئی بی اے ایس بی پی اعتمادِ صارف سروے میں مزید کم ہو گیا۔ تاہم پالیسی سازوں نے مستقبل میں مہنگائی کے راستے پر ان غذائی دھچکوں کے صرف عارضی اثر کی پیش بینی کرتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی کے ستمبر اور نومبر 2019ء کے فیصلوں میں پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا۔ تاہم یہ تسلیم کیا گیا کہ اگر یہ دھچکے مہنگائی میں مسلسل اضافوں پر (جیسے ماہ بہ ماہ بنیاد پر) منتج ہوئے تو مہنگائی کی توقعات مضبوط ہو سکتی ہیں۔

چنانچہ پائیدار بنیاد پر استحکام کو کامیاب کرنے کے لیے موجودہ کوششوں کے ساتھ مزید ساختی اصلاحات کی جانی چاہئیں۔ عملاً استحکام سے نمو کی طرف جانے کے لیے پالیسی میں زیادہ نگرانی اور قوت درکار ہے۔ اس حوالے سے ماضی میں اسٹیٹ بینک کی رپورٹوں میں دی گئی کئی دیگر سفارشات کے علاوہ زیرِ نظر رپورٹ کے مطابق جس شعبے پر پالیسی سازوں کی فوری توجہ درکار ہے وہ ملکی معیشت میں مسابقت کی ناقص کیفیت ہے۔

اس تناظر میں اس رپورٹ کے **خصوصی سیکشن** میں ملک میں مسابقت کی موجودہ کیفیت کو جانچا گیا ہے اور معیشت میں اقتصادی نمو اور نرخوں کے استحکام کے حصول کے لیے مسابقت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ مؤخر الذکر زری پالیسی کے نقطہ نظر سے بطور خاص اہم ہے کیونکہ دنیا بھر کے مرکزی بینک اپنے اہم مقاصد میں قیمتوں کے استحکام کو ہدف بنانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سیکشن میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں مجموعی مسابقتی ماحول پیداوار میں اضافے اور نمو کے لیے سازگار نہیں رہا ہے۔ اس تناظر میں معیشت کے ضوابطی ڈھانچے کے لیے از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ سرکاری شعبے کا کردار بھی عموماً ساختی اصلاحات کے ذریعے مارکیٹ کی ناکامیوں سے نمٹنے اور کاروباری اداروں کو وسیع تر ادارہ جاتی مدد فراہم کرنے تک محدود رہنا چاہیے۔ جب مارکیٹ کی ناکامی کی صورت میں سرگرمی کو تحریک دینے کے لیے ہدفی اقدامات کرنا ناگزیر ہو جائے تو اس امر کو یقینی بنانا ہو گا کہ یہ اقدامات راسخ نہ ہو جائیں۔

1.2 معاشی منظر نامہ

پاکستان میں کورونا وائرس کے انفیکشن سامنے آنے سے پہلے ملک کی معیشت بحران سے نمٹنے کی کیفیت سے نکلنا شروع ہو گئی تھی۔ جاری کھاتے کے اعداد و شمار ہر ماہ بہتر ہو رہے تھے اور زرِ مبادلہ کے ذخائر بڑھتے جا رہے تھے۔ علاوہ ازیں عمومی مہنگائی کے اگلے 24 ماہ کے دوران 5 تا 7 فیصد کے وسط مدتی ہدف پر واپس جانے کی توقع تھی۔ تاہم اس سال کے حقیقی جی ڈی پی ہدف 4.0 فیصد کے حصول کا امکان نہ تھا

کیونکہ شعبہ زراعت کی کارکردگی توقعات سے کم تھی جبکہ ایل ایس ایم میں برآمدات کی بناپر نمو ملکی مارکیٹ کی دھیمی سرگرمی کی تلافی کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ لہٰذا مالی سال20ء میں جی ڈی پی نمو کے اسٹیٹ بینک کے تخمینے پر نظرثانی کرکے اسے 3.0 فیصد کردیا گیا تھا جبکہ پچھلے سال یہ 3.3 فیصد تھا۔ امکان ہے کہ ان تخمینوں میں مزید کمی ہوگی۔ لیکن وسیع تر تناظر میں جڑواں خسارے کے قدرے قابو میں ہونے، ایف اے ٹی ایف کے محاذ پر حوصلہ افزا پیش رفت، کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے مستحکم منظر نامہ سامنے آنے اور آئی ایم ایف پروگرام کی بناپر اعتماد کی وجہ سے پاکستان کی معیشت بہتر ہونے لگی تھی۔ تاہم اب یہ خوش امیدی کورونا وائرس کے عالمی اور ملکی پھیلاؤ سے پیدا ہونے والے خطرات کی زد میں ہے۔

کرونا وائرس کی وبا

چین کے شہر ووہان سے آنے والا نوول کورونا وائرس زیرِ نظر رپورٹ کی تحریر کے وقت 212 ممالک تک پھیل چکا ہے اور دنیا بھر میں لگ بھگ 1.4 ملین لوگ اس سے متاثر ہو چکے ہیں۔ عالمی ادارۂ صحت نے اسے عالمی وبا قرار دیا ہے اور ملکوں پر زور دیا ہے کہ اس کی روک تھام کے لیے مؤثر حکمت عملی نافذ کریں۔ متعدد ممالک اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے پروازیں معطل کر چکے ہیں اور سماجی دوری کے لیے سخت اقدامات کر چکے ہیں۔ تاہم اس وائرس کے مالی اثرات پہلے ہی بہت زیادہ ہیں اور معاشی اثرات سامنے آ رہے ہیں۔

ابتدا میں وائرس کی وجہ سے پیدا ہونے والی گھبراہٹ نے سعودی عرب اور روس کے درمیان خام تیل کے معاملے پر کشیدگی سمیت دنیا کی سرمایہ اور اجناسی مارکیٹوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ بین الاقوامی کساد بازاری اور کثیر رسد کے خوف کے باعث خام تیل کی عالمی قیمتیں 21 سال کی پست ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں۔ طلب کے نقطہ نظر سے قیمتوں پر خاصا اثر چین کی وجہ سے آیا جو کووڈ19 کا اصل مرکز تھا جہاں 2020ء کے پہلے دو ماہ کے دوران صنعتی سرگرمیوں میں 13.5 فیصد کی کمی ریکارڈ کی گئی (اگرچہ مارچ 2020ء میں کچھ بحالی ریکارڈ کی گئی)۔[1] اس کے علاوہ عالمی ہوابازی، گاڑیوں، سیاحت اور توانائی کو درپیش اچانک شٹ ڈاؤن کی وجہ سے ان شعبوں میں کمزوریاں بڑھ گئی ہیں۔ دیگر شعبوں میں بھی خردہ فروشی کے شعبے میں کم خریداری، غیر فروخت شدہ انونٹری اور رسدی زنجیر میں تعطل کے باعث دباؤ پیدا ہو رہا ہے — گوکہ عالمی بینکاری صنعت میں سیالیت کے بہتر بفرز (جن کو حالیہ اعلان کردہ مانیٹری تحریک کے پیکیجز سے مدد ملی) سے ابھی تک مالی پریشانی سے بچنے میں مدد ملی ہے۔

[1] ماخذ: چین کا قومی دفتر شماریات۔

نتیجے کے طور پر مجموعی عالمی معاشی منظر نامہ انتہائی غیر یقینی اور وبا سے پہلے کے تخمینوں کے مقابلے میں واضح طور پر دھیما ہے جبکہ لاک ڈاؤن کے سبب ملازمین کی چھانٹی میں اضافے کا خدشہ ہے۔[2] او ای سی ڈی، ایشیائی ترقیاتی بینک اور آئی ایم ایف سب نے عالمی معیشت کے لیے اپنے نمو کے تخمینے کم کر دیے ہیں۔ حکومتوں اور مرکزی بینکوں نے اپنی روایتی ٹول کٹس کا استعمال کیا ہے: بیشتر ابھرتی ہوئی معیشتوں جیسے بھارت، انڈونیشیا، ملائیشیا، فلپائن، جنوبی افریقہ اور ویت نام نے شرح سود کم کر دی ہے۔ فیڈرل ریزرو نے شرح سود صفر کر دی ہے اور مقداری نرمی کا ایک پروگرام (جس کی ابتدائی مالیت 700 ارب ڈالر ہے) متعارف کرایا ہے۔ یورپی مرکزی بینک نے بھی یورپی یونین کی معیشتوں کو سہارا دینے کے لیے اسی طرح کا 820 ارب ڈالر کا ایک پروگرام شروع کیا ہے۔ بعد میں فیڈرل ریزرو اور یورپی مرکزی بینک دونوں نے بانڈ کی خریداری کے ان پروگراموں پر منسلکہ حدود ہٹا دیں۔ بعض ممالک میں بیروزگاری کے فوائد میں اضافہ کیا جا رہا ہے نیز نقد امداد دی جا رہی ہے جبکہ منتخب ٹیکس رعایات کی بھی پیشکش کی گئی ہے۔

پاکستان کو دیکھیں تو زیر نظر تحریر کے وقت کووڈ 19 کے مصدقہ کیسز کی تعداد 4400 سے تجاوز کر چکی ہے جن میں ابتدائی انفیکشن اور ثانوی پھیلاؤ دونوں شامل ہیں۔ انفیکشن میں اضافے کو کم سے کم کرنے کے لیے حکومت نے ملکی اور بین الاقوامی پروازیں معطل کر دی ہیں اور سرحد پار نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ مزید یہ کہ صوبائی حکومتوں نے مختلف علاقوں میں لاک ڈاؤن کیا ہے اور صرف انتہائی ضروری شعبوں جیسے صحت میں بلا تعطل آپریشن کی اجازت دی ہے۔ سماجی رابطے کے بیشتر مقامات جیسے سماجی ادارے، شاپنگ سینٹرز، تھیٹرز اور ریستوران وغیرہ بند کر دیے گئے ہیں جبکہ پبلک ٹرانسپورٹ بشمول آن لائن خدمات معطل کر دی گئی ہے۔ مالی اداروں، فیکٹریوں اور کاروباری اداروں کے بیشتر ملازمین جہاں ممکن ہے گھر بیٹھ کر کام کر رہے ہیں اور صرف انتہائی ضروری اسٹاف کو جائے ملازمت پر آنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان تمام اقدامات سے ملکی معاشی سرگرمیاں اور صارفی طلب کمزور ہو گی۔

مزید برآں، عالمی معاشی سست روی کے اثرات بھی خاصے ہو سکتے ہیں۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ تیل کی عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی سے پاکستان کو، جو تیل کا خالص درآمد کنندہ ہے، فائدہ ہو گا۔ اس سے اسٹیٹ بینک کی ارزانی کی کوششوں میں مہنگائی میں اعانت کے علاوہ درآمدی بل اور جاری کھاتے کا خسارہ مزید کم ہو گا۔

[2] امریکہ کے لیبر شماریات کے دفتر کے مطابق (28 مارچ 2020ء کو ختم ہونے والے) ایک ہفتے میں 6.6 ملین افراد کی ریکارڈ تعداد نے بیروزگاری انشورنس کے دعوے دائر کیے جو ''موسمی مطابقتی سیریز کی تاریخ میں موسمی طور پر مطابق بنائے گئے ابتدائی دعووں کی بلند ترین سطح'' ہے۔ یہ اضافہ پچھلے ہفتے دائر کردہ 3.3 دعووں کے علاوہ تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ دو ہفتے کے عرصے میں لگ بھگ دس ملین افراد کو بیروزگاری کا سامنا تھا۔

تاہم منفی پہلو یہ ہے کہ یورپ اور شمالی امریکہ میں وائرس کی وبا اور اس کے بعد لاک ڈاؤن کے پاکستان کی برآمدات پر منفی اثرات پڑیں گے۔ ملکی برآمد کنندگان پہلے ہی برآمدی منڈیوں میں خردہ فروخت کی کمی اور بندرگاہوں اور جہاز رانی کی سرگرمیاں محدود ہونے کے ساتھ آرڈرز کی منسوخی سے متنبہ کر رہے ہیں۔ ان حالات میں برآمد کنندگان کو کچھ عرصے کے لیے نقد کی سخت کمی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اس دوران اہم ممالک سے آنے والی ترسیلاتِ زر آئندہ مہینوں میں عارضی طور پر گھٹ سکتی ہیں جبکہ ملکی کھپت میں وقتی کمی آسکتی ہے۔ مالی منڈیاں بھی شدید دباؤ میں آگئی ہیں۔ ملکی سرمایہ کاروں کے عالمی وبا کی صورت حال میں محتاط ہونے کی بنا پر ایکویٹی مارکیٹ سب سے زیادہ متاثر ہوئی۔ کارپوریٹ شعبہ پہلے ہی پست طلب اور کم مارجنز سے نمٹ رہا تھا جن کے ساتھ اب کووڈ19 سے متعلق غیر یقینی کیفیت بھی شامل ہو گئی ہے۔ قرضہ مارکیٹ کو بھی فروخت کے دباؤ کا سامنا رہا کیونکہ بیرونی سرمایہ کاروں نے مارچ 2020ء میں ٹی بل سرمایہ کاریوں سے 1.7 ارب ڈالر سے زائد رقم نکال لی جس سے بازار مبادلہ میں قیمت کی کمی کا دباؤ بڑھا۔

اس مرحلے پر یہ بات اہم ہے کہ کورونا وائرس کی وبا سے متعلق صورت حال انتہائی سیال اور غیر یقینی ہے۔ حکومت تیزی سے نئے ابھرتے ہوئے حالات کے مطابق اقدامات کر رہی ہے۔ پھیلاؤ کو روکنا اور مریضوں کے ٹیسٹ اور علاج کی بھرپور سہولتوں کو یقینی بنانا حکومت کی اوّلین پالیسی ترجیح ہے۔ غذائی تحفظ کو یقینی بنانا ایک اور اہم ایجنڈا ہے جس پر حکومت فعال اور محتاط انداز میں عمل کر رہی ہے۔ مزید برآں، دہاڑی دار مزدوروں اور برطرف شدہ ملازمین پر لاک ڈاؤن کے اثرات کو کم سے کم کرنے میں مدد دینے کے لیے سماجی تحفظ کے نظام کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔ یقیناً ان سب اقدامات کے لیے بھاری مالیاتی اخراجات درکار ہوں گے۔ قدرے حال میں حکومت نے 1.2 ٹریلین روپے کے معاشی ریلیف پیکیج کا اعلان کیا ہے جس میں پیٹرولیم کی ملکی قیمتوں میں بڑی کمی، دہاڑی پر کام کرنے والے کارکنوں کے لیے وظیفہ اور احساس پروگرام کے دائرۂ کار اور نقد مدد میں اضافہ، ایف بی آر کے برآمدی ریفنڈز کا فوری اجرا، یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی کی تاریخ میں توسیع اور یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کے لیے مختلف رقوم میں اضافہ شامل ہیں۔

جہاں تک اسٹیٹ بینک کا تعلق ہے، اس نے کورونا وائرس کی وبا کے معیشت پر اثرات کو کم سے کم کرنے کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں۔ آٹھ دن کے اندر اندر (17 تا 24 مارچ 2020ء) زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 225 بیسس پوائنٹ کمی کی۔ مزید یہ کہ کووڈ19 کے پھیلاؤ کی اس صورتِ حال میں مالی خدمات تک عوام الناس کی رسائی کو آسان بنانے کے حوالے سے اسٹیٹ بینک نے کئی اقدامات کا اعلان کیا ہے، برآمد کنندگان کے لیے طریقہ کار آسان بنایا گیا ہے اور درآمد کنندگان اور بینکوں کو ان کے مالی گوشواروں پر وبا سے پڑنے والے نقصانات کو درج کرنے کے حوالے سے رعایتیں دی گئی ہیں (**باکس 1.1**)۔

باکس 1.1: کوروناوائرس کی وبا کے اثرات کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے اعلان کردہ حالیہ اقدامات

1۔ **کووڈ19 کا مقابلہ کرنے کے لیے ری فنانس سہولت (RFCC):** کوروناوائرس کا سراغ لگانے، محدود کرنے اور علاج کے آلات کی خریداری پر اسپتالوں اور طبّی مراکز کی سہولت کے لیے؛اسکیم کا مجموعی حجم 5ارب روپے ہے۔

2۔ **کوروناوائرس سے متعلق درآمدات پر پیشگی ادائیگی کی حدود کا خاتمہ:** اسٹیٹ بینک نے وفاقی اور صوبائی حکومت کے تمام محکموں، سرکاری و نجی اسپتالوں، فلاحی اداروں، اشیاسازوں اور تجارتی درآمد کنندگان کو کووڈ19 کے علاج کے لیے طبّی آلات، ادویات اور دیگر متعلقہ اشیا کی درآمد پر کسی حد کے بغیر ایڈوانس پیمنٹ امپورٹ اور امپورٹ آن اوپن اکاؤنٹ کی اجازت دی ہے۔

3۔ **قرض لینے والوں کو قرضے دلوانے کی سہولت اور قرض کی ادائیگی کے نظام الاوقات میں نرمی:** اسٹیٹ بینک نے کیپٹل کنزرویشن بفر کو 2.5 فیصد کی موجودہ سطح سے کم کرکے 1.5 فیصد کردیا ہے۔ اس سہولت سے بینکوں کے پاس قابل قرضہ رقوم میں لگ بھگ 800 ارب روپے کا اضافہ ہوجائے گا۔ مزید یہ کہ صارفی قرضوں کے لیے قرض کے بوجھ کا تناسب 50 فیصد سے بہتر بنا کر 60 فیصد کردیا گیا ہے جس سے توقع ہے کہ تقریباً 2.3 ملین افراد کو بینکوں سے مزید قرض لینے میں مدد ملے گی۔

قرض لینے والوں کے مالی مسائل کو کم کرنے کے لیے بینکوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اصل رقم کی واپسی کو ایک سال کے لیے مؤخر کردیں جس کے قرض لینے والوں کی کریڈٹ ہسٹری پر کوئی منفی اثرات نہیں ہوں گے۔ جن قرض گیروں کے مالی حالات واپسی کی مدت میں ایک سال کی توسیع سے زیادہ ریلیف کے متقاضی ہیں ان کے لیے اسٹیٹ بینک نے قرضوں کی ری اسٹرکچرنگ/ری شیڈولنگ کے ضوابطی پیمانے نرم کردیے ہیں۔ جو قرضے واپسی کی تاریخ کے 180 دن کے اندر ری شیڈول کردیے جائیں گے انہیں نادہندہ شمار نہیں کیا جائے گا اور بینکوں پر یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ ایسے قرضوں کے عوض وصول نہ ہونے والے مارک اپ کو معطل کریں۔ علاوہ ازیں ''ٹریڈ بلز'' کی زمرہ بندی کے وقت میں بھی توسیع کردی گئی ہے اور اسے 180 دن سے بڑھا کر 365 دن کردیا گیا ہے۔

4۔ **ای ایف ایس اور ایل ٹی ایف ایف کے لیے برآمدی کارکردگی کی مدت میں توسیع:** رعایتی قرضہ اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والے برآمد کنندگان کو ای ایف ایس کے تحت قرض لینے کے چھ ماہ کے اندر اپنا سامان روانہ کرنا ہوتا ہے۔ ناکامی کی صورت میں جرمانے عائد کیے جاتے ہیں۔ اس مدت کو چھ مہینے سے بڑھا کر بارہ مہینے کردیا گیا ہے۔

برآمد کنندگان کے لیے آخر جون 2020ء تک ای ایف ایس کے تحت کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ضروری تھا۔ اس مدت میں چھ ماہ کی توسیع کردی گئی ہے اور اسے آخر دسمبر 2020ء کردیا گیا ہے۔ چونکہ اضافی مدت نئی حدود کے تعین میں شمار نہیں کی جائیں گی اس لیے اس سے برآمد کنندگان کو مالی سال 21ء کے لیے بلند حدود حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کے تحت قرضہ حاصل کرنے کے خواہاں برآمد کنندگان کے لیے لازم ہے کہ ان کی برآمدات مجموعی فروخت کے 50 فیصد یا 5 ملین ڈالر کے مساوی ہوں۔ یکم جنوری 2020ء سے 30 ستمبر 2020ء کے دوران ایل ٹی ایف ایف کے تحت تمام قرضوں کے لیے یہ حد کم کرکے 40 فیصد

یا 4 ملین ڈالر کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ایل ٹی ایف ایف کے حصول کے لیے چار برسوں کے لیے سالانہ تخمین شدہ برآمدی کارکردگی کی شرط میں ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔

5۔ **برآمدی آمدنی کی وصولی اور ایڈوانس پیمنٹ کے تحت سامان کی آمد میں توسیع:** اسٹیٹ بینک نے کیس ٹو کیس بنیاد پر جہاں تاخیر کووڈ 19 کے باعث ہو، بینکوں کو برآمدی آمدنی کی وصولی کی مدت کو 180 سے بڑھا کر 270 دن کرنے کی اجازت دی ہے۔ درآمد کنندگان کو سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے پاکستان میں ایڈوانس پیمنٹ کے عوض سامان کی درآمد کا وقت 120 سے بڑھا کر 210 دن کر دیا ہے۔

اسٹیٹ بینک نے بعض شرائط کے ساتھ برآمد کنندگان کو اجازت دی ہے کہ وہ کسی حد کے بغیر اپنی برآمدی کھیپ کی شپنگ دستاویزات براہ راست اپنے غیر ملکی خریداروں کو بھیج سکتے ہیں۔ قبل ازیں برآمد کنندگان کو 100,000 ڈالر یا دیگر کرنسیوں میں اسی مالیت تک کی برآمدی کھیپ غیر ملکی خریداروں کو براہ راست بھیجنے کی اجازت تھی۔

درآمد کنندگان کے لیے اسٹیٹ بینک نے اشیا ساز اور صنعتی اداروں اور خام مال کی درآمد کے لیے کمرشل درآمد کنندگان کی جانب سے ایڈوانس پیمنٹ کے لیے 10,000 ڈالر فی انوائس کی موجودہ حد بڑھا کر 25,000 ڈالر کر دی ہے۔

6۔ **زرمبادلہ سے متعلق کیسوں کی اسٹیٹ بینک کو الیکٹرانک طریقے سے پیش کاری:** اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے لیے ضوابطی منظوری کا نظام (آر اے ایس) فعال کیا ہے جس کے ذریعے وہ شعبہ زرمبادلہ آپریشنز (ایف ای او ڈی) اور شعبہ مبادلہ پالیسی (ای پی ڈی) کو زرمبادلہ آپریشنز اور پالیسی سے متعلقہ کیس الیکٹرانک طریقے سے جمع کرا سکتے ہیں۔[3] آر اے ایس سے بینکوں کے صارفین کو کیس پیش کرنے سے لے کر اس کی تکمیل تک ای میل کے ذریعے سسٹم سے جنریٹ کیا ہوا اپ ڈیٹ اسٹیٹس وصول کرنے میں مدد ملے گی۔

7۔ **ایس ایم ایز کو قرضہ:** بینکوں کو خردہ ایس ایم ایز کو مزید قرضے فراہم کرنے کی ترغیب دینے کے لیے 125 ملین روپے فی ایس ایم ای کی موجودہ ضوابطی خردہ حد کو مستقل طور پر بڑھا کر 180 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔

8۔ **ایکویٹی کی فروخت اور بینک فنانسنگ پر مارجن کال کی شرط:** ایکویٹیز میں تیزی سے کمی کے پیش نظر فہرستی حصص کے عوض بینکوں کی مالکاری پر ایکویٹیز میں تیزی سے کمی کے پیش نظر فہرستی حصص کے عوض بینکوں کی مالکاری پر 30 فیصد مارجن کال کی شرط کم کر کے 10 فیصد کر دی گئی ہے۔ بینکوں کو یہ اجازت بھی دی گئی ہے کہ وہ اپنی گروپ کمپنیوں کے حصص کے عوض قرض لینے والوں کو قرض دے سکیں۔ بینکوں کو دسمبر 2020ء تک مرحلہ وار اپنی "دستیاب برائے فروخت" کی ایکویٹی تمسکات پر امپیرمنٹ نقصان درج کر سکتے ہیں۔

[3] ای پی ڈی سے متعلق کیسوں کے لیے بینکوں کو مزید ہدایات آنے تک سرفیس میل کے ذریعے دستی طور پر بھی کیس جمع کرانے ہوں گے۔

9۔ **جراثیم سے پاک کرنسی نوٹ:** اسٹیٹ بینک نے اسپتالوں اور کلینکوں سے اکٹھا کی جانے والی تمام نقدی کو صاف، جراثیم سے پاک، سربمہر اور قرنطینہ کرنے اور مارکیٹ میں ایسی نقدی کی گردش روکنے کے بارے میں تفصیلی ہدایات جاری کی ہیں۔ بینک اسپتالوں سے آنے والی نقد کی وصولی کے بارے میں اسٹیٹ بینک کو روزانہ رپورٹ دیں گے اور بینک جتنی رقم قرنطینہ کریں گے اتنی ہی بینکوں کے کھاتوں میں کریڈٹ کردی جائے گی۔

10۔ **عارضی معاشی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) کے ذریعے اشیاسازی میں سرمایہ کاری کو متحرک کرنا:** نئے صنعتی یونٹوں کے قیام کے لیے اسٹیٹ بینک آخری صارف کو 10 سال کے لیے 7 فیصد کی زیادہ سے زیادہ شرح پر مالکاری فراہم کرنے کے لیے بینکوں کو نومالکاری دے گا۔اس اسکیم کا مجموعی حجم 100 ارب روپے ہے جس میں فی منصوبہ قرض کا حجم 5 ارب روپے ہوگا۔ بجلی کے شعبے کے سوا تمام اشیاساز صنعتیں اس سے فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔اس کے لیے آخر مارچ 2021ء تک لیٹر آف کریڈٹ (ایل سی) کھولنا ہوگا۔

11۔ **آئی بی ٹی ایف، اے ٹی ایم سے رقوم نکلوانے پر کوئی چارجز نہیں ہوں گے:** اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو آن لائن بینکاری چینلز جیسے انٹر بینک فنڈ ٹرانسفر (آئی بی ٹی ایف)، اسٹیٹ بینک کے رئیل ٹائم گراس سیٹلمنٹ سسٹم اور اے ٹی ایم سے رقوم نکلوانے پر تمام چارجز ختم کرنے کی ہدایت کی ہے۔

12۔ **صارفین کے لیے عمومی سہولتیں:** بینکوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ ایسے کاروباری طریقہ ہائے کار اپنائیں کہ صارفین کو بینک برانچوں میں کم آنا پڑے اور صارفین اور بینک کے اسٹاف کے درمیان رابطہ کاری کا وقت کم سے کم ہو۔ان ہدایات میں وہ طریقہ ہائے کار شامل ہیں جہاں صارفین کی بایومیٹرک تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے جیسے اکاؤنٹ کھولنا اور برانچ لیس بینکنگ کی لین دین۔ بینکوں کو برانچوں میں صارفین کی آمد ورفت کم کرنے کے لیے متبادل ڈلیوری چینلز (آن لائن بینکنگ، اے ٹی ایم وغیرہ) کو فروغ دینے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔اسٹیٹ بینک نے چیک کلیرنگ کے طریقہ کار میں بھی سہولت دی ہے اور بینکوں کو ڈائریکٹ چیک ڈپازٹ فیسلٹی فراہم کرنے کی اجازت دی گئی ہے جس کے تحت وہ شخص جس کے نام چیک ہو کراس چیک اپنی بینک برانچوں کے بجائے (جیسا کہ موجودہ طریقہ ہے) براہ راست ادائیگی کرنے والے بینک میں جمع کراسکتا ہے۔ بینکوں کو بھی اجازت دی گئی ہے کہ وہ (کارپوریٹ اور ترجیحی صارفین کے لیے) مناسب چھان بین کے بعد چیکوں کی اسکین کی ہوئی نقول پروسیس کریں اور صارفین کے ایڈریس پر جاکر چیک لے لیں۔

1.3 رپورٹ کا خلاصہ

حقیقی شعبہ

بحیثیتِ مجموعی مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران حقیقی معاشی سرگرمی کسی قدر دھیمی تھی۔ خاص طور پر صنعتی شعبہ معاشی استحکام کے جاری اقدامات سے متاثر ہوا۔ تاہم کئی شعبے معاشی سست روی کے اثر سے نمٹنے میں کامیاب ہوگئے اور ان میں ٹھوس کارکردگی دیکھی گئی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرگرمی اپنی پست ترین سطح تک پہنچ چکی ہے۔اس کی ایک مثال کھاد کا شعبہ ہے۔ گذشتہ سال، یوریا بنانے والے چھوٹے یونٹ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران تین مہینے کے لیے غیر فعال رہے تھے۔ تاہم اس سال یہ چھوٹے یونٹ پوری

پہلی ششماہی میں فعال رہے جس سے پیداوار میں سال بسال نمو ہوئی۔ مزید یہ کہ رواں مدت میں سیمنٹ اور ٹیکسٹائل کی صنعتوں میں برآمدات کی وجہ سے بلند نمو پائی گئی۔ ایل ایس ایم پر منفی اثر گاڑیوں کی شعبے کی پیداوار میں کمی سے آیا جبکہ بقیہ اثر پیٹرولیم اور فولاد کی بناپر تھا۔

زراعت کے لیے ابتدائی تخمینے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کچھ بہتری کے باوجود کپاس کی پیداوار میں کمی اور گنے اور کپاس کی فصل کی معمولی نمو مالی سال 20ء کے دوران اس شعبے کی نمو کو محدود کرسکتی ہے۔ گذشتہ برس کی نسبت گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا اور خام مال کی دستیابی بھی ربیع کے موسم میں بہتر تھی۔ تاہم گندم کا زیرِ کاشت رقبہ اس کے باوجود مالی سال 20ء کے ہدف سے نیچے رہا۔

شعبہ خدمات میں تھوک اور خردہ تجارت کے پراکسی اظہاریے، جیسے ایل ایس ایم، قرض کا شعبہ جاتی استعمال اور درآمدات کی نمو سرگرمی کے مدھم ہونے کا اشارہ دیتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ کے ذیلی شعبے سے بھی اسی طرح کی تصویر ابھرتی ہے جس کا اندازہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں نمایاں کمی اور پیٹرولیم مصنوعات کی پست شعبہ وار فروخت سے ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ٹیلی کمیونی کیشن کے ذیلی زمرے نے بظاہر بہتر کارکردگی دکھائی۔ سیلولر ٹیلی ڈینسٹی میں مزید بہتری آئی اور موبائل فون کی درآمدات 69.2 فیصد بڑھ گئیں۔ اس دوران مالیات اور بیمے میں بینکاری شعبے کا بعد از ٹیکس منافع ایک سال پہلے کی نسبت مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 21.0 فیصد بڑھ گیا۔

مہنگائی اور زری پالیسی

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی کا دباؤ بڑھتا رہا، عمومی گرانی 11.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 6.0 فیصد تھی جس کی بنیادی وجہ غذائی مہنگائی میں تیزی سے اضافہ ہے۔ اس رجحان کو کئی عوامل سے منسوب کیا گیا جیسے تلف پذیر اشیا کی فراہمی میں عارضی رکاوٹیں، نقل و حمل کی بلند لاگت اور خوردنی تیل اور چینی سمیت کچن کی اہم اشیا پر سیلز ٹیکس ریٹ۔ اس کے مقابلے میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی طلب کم ہونے کی بنا پر گھٹ گئی۔ یہ نہ صرف تقریباً گذشتہ سال کی سطح پر رہی بلکہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں پچھلی سہ ماہی کی نسبت کم ہوگئی۔

لہٰذا زیرِ جائزہ مدت کے دوران مہنگائی میں اضافے کے باوجود مالی سال 20ء میں اوسط عمومی گرانی کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں تبدیل نہیں ہوئیں اور 11 سے 12 فیصد پر رہیں۔ علاوہ ازیں ملک کی توازنِ ادائیگی کی صورتِ حال میں نمایاں بہتری (جس کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر بھی بڑھی) اور مالیاتی استحکام کی کوششوں سے حکومت کی مجموعی وابستگی نے بھی مختصر مدت کے مہنگائی کے منظر نامے

کو مستحکم کرنے میں کردار ادا کیا۔ اس لیے اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے نومبر 2019ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ درمیانی مدت میں مہنگائی کو 5 تا 7 فیصد ہدف کی حدود میں لانے کے لیے کمیٹی کو موجودہ ریٹ مناسب معلوم ہوا۔

جہاں تک زری پالیسی کے نفاذ کا تعلق ہے، بین البینک شبینہ شرحوں کو ٹارگٹ ریٹ سے قریب رکھنے میں کم مداخلتیں درکار تھیں۔ مزید برآں، مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پچھلی سہ ماہی کی نسبت شبینہ شرح ہائے سود میں کم تغیر پذیری دیکھی گئی۔ جدولی بینکوں کو حکومت کی جانب سے خالص واپسی سے سیالیت میں بہتری آئی کیونکہ حکومت کو مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بیرونی اور نان بینک ذرائع سے زیادہ مالکاری موصول ہوئی اور اس نے اسٹیٹ بینک کے زیر تحویل اپنے ڈپازٹس (کیش بفرز) بھی استعمال کیں۔

علاوہ ازیں صنعتی سرگرمیاں زیادہ تر دھیمی رہنے کی وجہ سے نجی شعبے کی جانب سے قرضے کی طلب بھی کمزور تھی۔ برآمدی شعبے کسی حد تک متحرک رہے لیکن ان کی قرض گیری میں گذشتہ سال کی نسبت تھوڑا اضافہ ہی ہوا۔ بلند تر برآمدی آمدنی اور ٹیکس ریفنڈ کی ہموار ادائیگی کی وجہ سے ان شعبوں میں سیالیت بہتر رہی۔ اہم بات یہ ہے کہ غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کے حق میں ہیئت ترکیبی کی تبدیلی آئی جس سے شرح سود کا ویسا ہی فرق پیدا ہوا جو اسٹیٹ بینک کی رعایتی روپی فنانسنگ اسکیم کی صورت میں دستیاب تھا۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی شعبے میں نمایاں بہتری دیکھی گئی۔ پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں مالیاتی اور محصولاتی خسارے دونوں قابو میں رہے۔ جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے مالیاتی خسارہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 2.7 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 2.3 فیصد ہو گیا۔ بنیادی فاضل ہدف سے تجاوز کر گیا اور محاصل کی نمو خاصی بلند تھی جبکہ سماجی شعبے پر خرچ اور ترقیاتی اخراجات تیزی سے بڑھے۔ محاصل کی وصولی میں اضافہ ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل دونوں سے منسوب کیا گیا۔ پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی میں اضافے، ٹیلی کام خدمات پر ٹیکس کے نفاذ کے قانون، سیمنٹ اور سگریٹ پر ایکسائز ڈیوٹی بڑھائے جانے، تنخواہوں کے مدارج میں اضافے، بجلی کے نرخوں میں ردّوبدل، بعض شعبوں کے لیے ترجیحی برتاؤ کے خاتمے اور پانچ برآمدی شعبوں کے لیے صفر ریٹنگ نظام جیسے پالیسی اقدامات نے ٹیکس وصولی بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ نان ٹیکس محاصل خصوصاً اسٹیٹ بینک کے منافع اور جی ایس ایم کی تجدیدی فیس نے بھی محاصل کی مجموعی وصولی کے لیے تحریک مہیا کی۔ تاہم درآمدی سکڑاؤ محاصل کی وصولی کو بدستور منفی طور پر متاثر کرتا رہا۔

مصارف میں جاری اور ترقیاتی اخراجات دونوں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں تیزی سے بڑھے۔ علی الخصوص دوسری سہ ماہی کے دوران اخراجات میں تیز نمو دیکھی گئی جس نے محاصل میں اضافے کو زائل کر دیا۔ جاری اخراجات کی بلند نمو میں سودی ادائیگیوں اور

گرانٹس کا اہم کردار تھا۔ اس کے علاوہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں صوبائی اور وفاقی سطح دونوں پر ترقیاتی اخراجات تیز رفتاری سے بڑھے جن میں اہم کردار انفراسٹرکچر منصوبوں اور سماجی شعبے پر خرچ کا تھا۔

جزواًمالکاری کی کم ضروریات اور جزواًامریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت بڑھنے کی بنا پر سرکاری قرض جمع ہونے کا عمل قابو میں رہا۔ مزید برآں، حکومت نے اپنی مالکاری کی ضروریات پوری کرنے اور قرضے کا موجودہ اسٹاک واپس کرنے کے لیے بینکاری نظام میں موجود اپنے ڈپازٹس استعمال کیے (خصوصاًدوسری سہ ماہی میں)۔ حکومت مرکزی بینکوں سے صفر قرض گیری کے عہد پر سختی سے کاربند رہی اور اس نے کمرشل بینکوں سے (بیشتر پہلی سہ ماہی) اور قومی بچت اسکیموں کے ذریعے رقوم اکٹھا کیں۔ اس دوران مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے نئے قرضوں، آئی ایم ایف کے قسطوں کی وصولی اور حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری میں اضافے کی بنا پر ڈالر میں بیرونی قرضہ 3.7 ارب ڈالر بڑھ گیا۔ سرکاری بیرونی قرض کی واپسی (اصل اور سودی ادائیگی دونوں) بڑھ کر 5.9 ارب ڈالر ہو گئی۔ اصل ادائیگیوں میں صکوک (1.0 ارب ڈالر)، دوطرفہ اور قلیل مدتی قرضوں کی واپسی میں نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔

بیرونی شعبہ

بنیادی طور پر درآمدات میں وسیع البنیاد سکڑاؤ کی وجہ سے بیرونی کھاتے میں نمایاں بہتری نظر آئی اور جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں چھ سال کی پست ترین سطح پر چلا گیا۔ درآمدات میں کمی استحکام کے جاری اقدامات، تیل کی کم قیمتوں اور بجلی کے شعبے کے فرنس آئل جنریشن سے گریز کی وجہ سے آئی۔ خاص طور پر نقل و حمل کے شعبے میں درآمدات کی طلب کم رہی کیونکہ گاڑیاں بنانے والوں کو کاروں کی فروخت میں نمایاں کمی کا سامنا رہا۔ اس کا اثر فولاد کے شعبے پر بھی پڑا اور اس کی درآمدی فولادی اسکریپ اور تیار شدہ اشیا کی طلب گھٹ گئی۔ مزید یہ کہ غیر لازمی درآمدات کو کم کرنے اور تجارتی شراکت داروں کی جانب سے ڈمپنگ کے ضوابطی اقدامات نے بھی درآمدی ادائیگیوں کو گھٹانے میں کردار ادا کیا۔

اس دوران اجناس کی پست عالمی قیمتیں پاکستان کی اہم برآمدی مصنوعات یعنی ٹیکسٹائل اور چاول کی ہونے والی برآمدی آمدنی کو کم کرتی رہیں جس سے برآمدی حجم میں مناسب اضافے کا اثر زائل ہو گیا۔ ٹیکسٹائل اور چاول کے برآمد کنندگان یورپی یونین، امریکہ اور مشرق وسطیٰ میں اپنے مارکیٹ کے حصے کو بڑھانے میں کامیاب رہے۔ کچھ عرصہ قبل کرنسی کے اتار چڑھاؤ سے برآمد کنندگان کو مشکل عالمی ماحول میں مقابلے کے قابل رہنے کا موقع ملا۔ ساتھ ہی ترسیلاتِ زر بڑھتی رہیں اور امریکہ، برطانیہ اور سعودی عرب سے زیادہ رقوم آئیں۔

مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کے متعارف کرائے جانے اور اس کی پائیداری کے بارے میں بیرونی سرمایہ کاروں کے تاثر سے ملک کو زیرِ جائزہ عرصے کے دوران بیرونی مالکاری لانے میں مدد ملی۔ بین الاقوامی مالی اداروں (بشمول آئی ایم ایف)، کمرشل بینکوں اور جزدانی سرمایہ کاروں

کی خاصی رقوم آئیں جس سے اس مدت کے دوران قرضہ جاتی اور ڈپازٹس کی واپسی ممکن ہوئی۔ ان رقوم سے اسٹیٹ بینک کو فارورڈ مارکیٹ میں اپنے خالص شارٹ پوزیشن ختم کرنے اور اپنے ذخائر میں اضافہ کرنے کا موقع ملا، جو آخر دسمبر 2019ء میں 11.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جو بیس ماہ کی بلند ترین سطح ہے۔ نتیجتاً مذکورہ مدت کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپیہ 3.4 فیصد بڑھ گیا۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں حقیقی معاشی سرگرمی کسی حد تک کمزور رہی۔ اس صورت حال کو جزوی طور پر کلی معاشی استحکام کے اقدامات کے تسلسل سے منسوب کیا جاسکتا ہے جن کے صنعتی شعبے پر قابل ذکر اثرات مرتب ہوئے۔ ابتدائی تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 20ء میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں کچھ بہتری کے باوجود کپاس کی پیداوار میں کمی اور چینی اور چاول کی فصلوں کی کمزور کارکردگی کے اثرات زراعت کے شعبے میں نمو کو محدود کرسکتے ہیں۔ خدمات کا شعبہ بھی اجناس کے پیداواری شعبے میں پیش رفتوں سے متاثر ہوا، جس کی عکاسی تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبوں سے متعلق بعض اظہاریوں میں اعتدال یا کمی سے ہوتی ہے۔

خصوصاً، مالی سال 20ء میں زرعی شعبے کی نمو کی سمت کا دارومدار گندم اور گلہ بانی کے شعبے کے نتائج پر ہوگا۔ گلہ بانی کے اظہاریے فی الحال دستیاب نہیں ہیں، تاہم گذشتہ برس کے مقابلے میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ ایک خوش آئند پیش رفت ہے لیکن یہ ابھی تک حکومت کے مقررہ ہدف سے کم ہے۔ ربیع کے موسم میں خام مال کی بہتر دستیابی کے باوجود پیداوار میں متوقع اضافہ کپاس کی نمو میں کمی کی تلافی کے لیے ناکافی ثابت ہوسکتا ہے۔

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے نے مالی سال 20ء اور مالی سال 19ء دونوں کی پہلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں کچھ مثبت علامات دکھانا شروع کیں اور نمو کی صورت حال میں قابل ذکر بہتری آئی۔ تعمیرات سے منسلک صنعت میں نمایاں توسیع ہوئی جسے بظاہر سیمنٹ کی برآمدات اور حکومت کے ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے فائدہ پہنچا۔ مزید برآں، سازگار موسمی حالات (جو خام مال سے بلند سکروز جز نکالنے میں معاون تھا) کے ساتھ ساتھ پچل کاری کے موسم کا گذشتہ برس کی نسبت قدرے بروقت آغاز چینی کی پیداوار میں تیزی سے اضافے کا سبب بنا۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی پیداوار بھی زیادہ برآمدات کی بدولت بڑھ گئی۔ منفی پیش رفتوں میں گاڑیوں کی صنعت کی کمزور کارکردگی جبکہ پیٹرولیم نے بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو کم کرنے میں کردار ادا کیا۔ گیس کی رسد میں رکاوٹوں کی وجہ سے کھاد کے شعبے میں سست روی دیکھی گئی۔ بحیثیت مجموعی ملکی طلب میں کمی اور عالمی نمو کو لاحق خطرات بڑھنے سے صنعتی شعبے کی پیداوار میں کمی کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

خدمات کے شعبے میں نمو کا انحصار اجناس کے پیداواری شعبے کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ درآمدات کے سکڑنے اور فصلی شعبے کی کمزور کارکردگی سے خردہ ذیلی شعبے کی نمو متاثر ہونے کا خدشہ ہے، جبکہ معاشی سست رفتاری کے ٹرانسپورٹ شعبے کی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کی مزید نشاندہی پیٹرولیم مصنوعات اور کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں کمی سے ہوتی ہے۔ اب تک امید کی کرن بینکوں کی نفع یابی ہے، جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند رہی، جسے جزوی طور پر اس وقت کے شرح سود کے منظرنامے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

2.2 زراعت

خریف کے موسم میں قدرے سست رفتاری کے بعد ابتدائی اظہاریے ربیع کے موسم میں زرعی شعبے میں کچھ بہتری کے عکاس ہیں۔ خریف کے موسم میں کپاس کی پیداوار میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بالترتیب 4.2 فیصد کمی کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جس سے مالی سال 20ء کے لیے 25.7 فیصد کا ہدف حاصل نہیں ہوسکے گا۔ اگرچہ مالی سال 20ء میں گنے کی پیداوار اپنے مقررہ ہدف سے تقریباً 1.5 فیصد کم ہے لیکن پھر بھی یہ گذشتہ برس سے تھوڑی سی زیادہ رہنے کا امکان ہے۔ اسی طرح مالی سال 20ء میں چاول نے معمولی کارکردگی دکھائی کیونکہ اس کی پیداوار 3.0 فیصد کے فرق سے ہدف حاصل نہیں کر سکی اور گذشتہ برس کی سطح کے قریب رہی۔ ربیع میں خام مال کی صورت حال گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر رہی۔ خصوصاً، پانی کی دستیابی 5 سالہ اوسط سے زائد رہی، قرضوں کی تقسیم میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 19ء کے مقابلے میں یوریا کا استعمال بڑھ گیا۔ گذشتہ برس کے موسم ربیع کے مقابلے میں خام مال کی بہتر صورت حال سے فصلوں کی پیداوار، خصوصاً گندم کی فصل کو تقویت ملنے کا امکان ہے۔

شکل 2.1: دوسری سہ ماہی میں پانی کی دستیابی

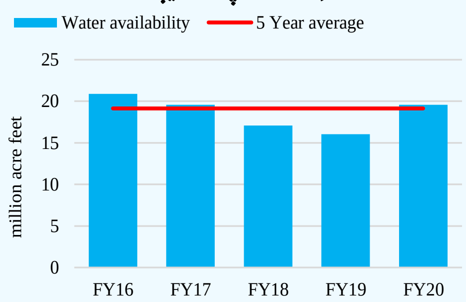

Data source: Pakistan Space and Upper Atmosphere Research Commission (SUPARCO)

خام مال

پانچ سالہ اوسط اور گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ربیع کے موسم کی پہلی ششماہی کے دوران نہری پانی کے استعمال میں اضافہ ہو گیا (**شکل 2.1**)۔ نمایاں بہتری پنجاب اور سندھ میں دیکھی گئی جہاں اکتوبر تا دسمبر 2019ء میں آبپاشی کے پانی کی رسد بڑھ گئی تھی۔[1]

[1] اسپارکو کے اعداد و شمار کے مطابق آبپاشی کے پانی کی فراہمی میں پنجاب میں 24.5 فیصد اور سندھ میں 21.8 فیصد اضافہ ہوا۔

مزید بر آں، خصوصاً سندھ اور پنجاب میں گندم کی بوائی کے موسم میں گذشتہ برسوں کی نسبت زیادہ بارشیں ہوئیں۔ علاوہ ازیں، گندم کی فصل میں نمود اور کاشت کے مرحلے میں درجہ حرارت کا گرنا کٹائی کے وقت پیداوار میں کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے۔

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں زرعی قرضوں میں بھی 16.5 فیصد کا خاصا اضافہ دیکھا گیا۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں مہنگائی کی 11.1 فیصد شرح کو بھی شامل کیا جائے تو اس مدت کے لیے قرضوں میں حقیقی نمو تقریباً 5.4 فیصد بنتی ہے۔ معین سرمایہ کاری قرضوں کی تقسیم میں قابل ذکر اضافہ اس مدت کے دوران زرعی قرضوں کی نمایاں پیش رفتوں میں سے ایک ہے(**باکس 2.1**)۔

باکس 2.1 : مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرعی قرضوں میں پیش رفت

زراعت کے شعبے میں قرضوں کو بنیادی خام مال کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ زری رقوم کی آمد اور اخراج کا انحصار فصل کے پیداواری چکر پر ہوتا ہے۔ سیالیت کی عارضی مشکلات کے خاتمے کے حوالے سے اس کی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک قرض دینے کے رسمی اداروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ دیہی شعبے کو قرضے فراہم کریں۔ اسٹیٹ بینک کا بنیادی آلہ علامتی اہداف متعین کرنا ہے۔ مرکزی بینک بھی قرض دینے والے اداروں کی نگرانی میں بہتری لانے اور قرض لینے والوں کے لیے دستاویزی رکاوٹیں دور کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہا ہے۔ ان پالیسیوں کی کامیابی اس حقیقت سے بھی عیاں ہے کہ بینک تقریباً ہر سال اپنے اہداف کے حصول میں کامیاب رہے ہیں۔ مالی سال 10ء میں 260 ارب روپے کے خام قرضے دیے گئے تھے، جبکہ اب مرکزی بینک کا مالی سال20ء کے لیے زرعی قرضوں کی تقسیم کا موجودہ 1,350 ارب روپے کا ہدف قابل رسائی ہے– یہ ایک دہائی میں چار گنا سے زیادہ اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

جدول 2.1.1: پہلی ششماہی کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س19ء	م س20ء	نمو
فارم(I)	231	279.4	21.0
جس میں، کارپوریٹ کاشت کاری	75.9	83.7	10.3
غیر فارم(II)	265.2	291.3	9.8
جس میں، مرغبانی	61.5	120.4	95.8
جس میں، گلہ بانی	132.6	148.8	12.2
جاری سرمایہ(I + II = الف)	496.2	570.7	15.0
فارم(III)	17.5	22.5	28.6
غیر فارم(IV)	13.6	21.2	55.9
جس میں مرغبانی	1.2	6.8	466.7
مجموعی پیداواری قرضے(III + IV = ب)	31.1	43.7	40.5
مجموعی قرضہ(الف+ب)	**527.3**	**614.4**	**16.5**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اپنے مالی سال20ء کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے الیکٹرانک ویئرہاؤس ریسیٹ فنانسنگ کی اجازت دی اور زرعی قرضوں کے نظر ثانی شدہ محتاطیہ ضوابط (پی آرز) میں ترقیاتی قرضوں کی واپسی کی زیادہ سے زیادہ مدت 5 سال سے بڑھا کر 10 سال کر دی۔ الیکٹرانک ویئرہاؤس ریسیٹ فنانسنگ سے کاشت کاروں کی قرضوں تک رسائی بہتر بنانے میں مدد ملے گی اور اس کے تحت زرعی پیداوار اور اجناس کی ذخیرہ کاری پر قرضے دینے کے لیے بینکوں کو ویئرہاؤس رسیدوں

کو بطور ضمانت قبول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسکیم سے خصوصاً چھوٹے کاشت کاروں کو فائدہ پہنچے گا جنہیں عام طور پر زرعی اراضی کی عدم دستیابی کی وجہ سے قرض لینے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے فصل کی کٹائی کے بعد نقصانات میں کمی اور کاشت کاروں کے منافع کو بڑھانے میں مدد ملے گی۔ اسٹیٹ بینک نے حال ہی میں قرضوں کی علامتی حدود میں اضافہ اور زرعی قرضوں کے اہل اجزا کو اپڈیٹ کیا ہے۔

شکل 2.1.1: خام زرعی قرضوں کی تقسیم

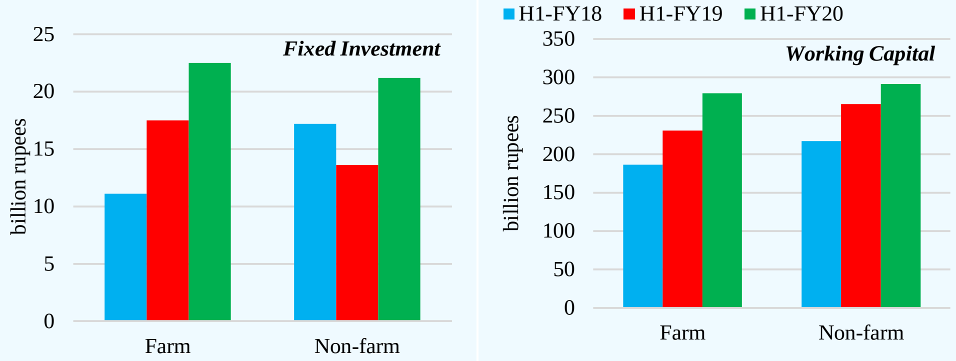

Data source: State Bank of Pakistan

یہ طرز فکر کامیاب رہا ہے جس کی عکاسی مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ترقیاتی اور جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافے سے ہوتی ہے (**شکل 2.1.1**)۔ معین سرمایہ کاری کے لحاظ سے مرغبانی کے شعبے کے قرضوں میں خاصا اضافہ دیکھا گیا اور پہلی ششماہی میں قرضوں کی خام تقسیم گذشتہ برس کی اسی مدت کے 1.2 ارب روپے سے بڑھ کر 6.8 ارب روپے تک پہنچ گئی (**جدول 2.1.1**)۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مرغبانی کے شعبے کو جاری سرمائے کے قرضے تقریباً دگنے اضافے سے بڑھ کر 120.4 ارب روپے پر آ گئے۔ مرغبانی کے شعبے میں ترقیاتی اور جاری سرمائے کے قرضوں کی نمو سے نشاندہی ہوتی ہے کہ اس شعبے کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ گلہ بانی / ڈیری اور کارپوریٹ کاشت کاری نے بھی جاری سرمائے کے قرضے بڑھانے میں کردار ادا کیا ہے۔

شکل 2.1.2: چھوٹے بمقابلہ بڑے فارموں کے زرعی قرضے

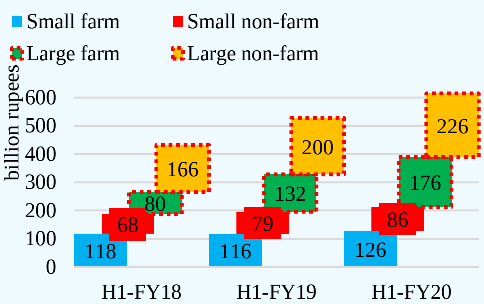

Data source: State bank of Pakistan

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں زرعی قرضوں میں ایک اور پیش رفت نمو کا زیادہ تر بڑے فارموں کے زمرے میں مرتکز رہنا تھا (**شکل 2.1.2**)۔ قرضوں کے مجموعی جزدان میں بڑے فارموں کا حصہ دو برس پہلے کے 56.9 فیصد سے بڑھ کر 65.4 فیصد پر آ گیا ہے۔ یہ منتقلی دو اہم پیش رفتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اول، بینک بڑے پیمانے کے قرض گیروں پر توجہ دے رہے ہیں۔ دوم، بڑے فارموں کی طلب موجود ہے، خصوصاً مرغبانی اور گلہ بانی کے ذیلی شعبے میں۔

ادارہ جاتی قرض گاری کے لحاظ سے زرعی قرضوں کی نمو کو تحریک روایتی کمرشل بینکوں سے ملی، جن کا قرضوں کی تقسیم میں حصہ تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔ مائیکرو فنانس بینکوں اور مالی اداروں کی کارکردگی کمزور رہی۔ اس کے واضح سبب کا تعین کرنا قبل از وقت ہوگا لیکن انسدادِ منی لانڈرنگ / دہشت گردی کی فنانسنگ سے نمٹنے کے لیے حال ہی میں جاری کردہ رہنما خطوط پر عملدرآمد کا ممکنہ طور پر مائیکرو فنانس بینکوں اور مالی اداروں کے قرضوں کی نمو کو سست کرنے میں کردار ہو سکتا ہے۔

خام مال کے ایک اور اہم جز کھاد میں ربیع کے موسم میں ملا جلا رجحان دیکھنے میں آیا۔ اس مدت میں کھاد کے استعمال میں 10.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ ڈی اے پی میں مسلسل کمی کا رجحان جاری رہا اور اس میں 11.0 فیصد کمی ہوئی (**شکل 2.2**)۔ کھاد کے استعمال میں تبدیلی کاشت کاروں کی جانب سے مہنگی ڈی اے پی کے مقابلے میں سستے یوریا کو ترجیح دینے سے ہوتی ہے۔ یوریا کی قیمت میں 15.2 فیصد اضافے کے باوجود یہ ڈی اے پی کے مقابلے میں 45.7 فیصد سستی ہے جبکہ اس مدت میں ڈی اے پی کی قیمت میں 2.8 فیصد اضافہ ہو سکا۔

شکل 2.2 (الف): دوسری سہ ماہی میں یوریا کا استعمال اور قیمت

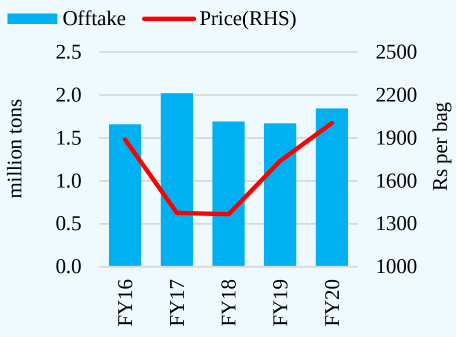

Data source: National Fertilizer Development Center

شکل 2.2 (ب): دوسری سہ ماہی میں ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت

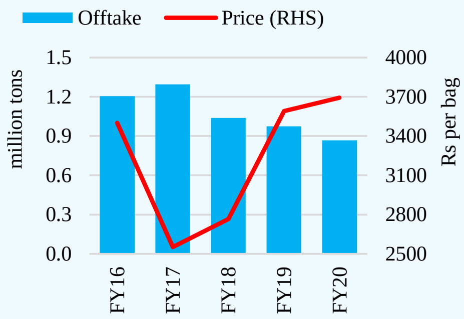

خریف کی فصلوں کا جائزہ[2]

کپاس کی فصل مسلسل دوسرے برس بہتر کارکردگی نہیں دکھا سکی کیونکہ اس کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں 4.2 فیصد کمی کے ساتھ تقریباً 9.5 ملین گانٹھوں پر آ گئی (**جدول 2.1**)۔ گذشتہ چند برسوں کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے 12.7 ملین گانٹھوں کا ہدف امید افزا تھا۔ عبوری تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہدف کے مقابلے میں پیداوار 25.7 فیصد کم رہی۔ پودے کی نمود کے اہم مراحل میں

[2] اس سیکشن میں دیا گیا تجزیہ 10 اکتوبر 2019ء کو منعقد ہونے والے ایف سی اے کے اجلاس کی روداد پر مبنی ہے۔ جبکہ کپاس کی جانچ جائزہ کمیٹی برائے کپاس کی مطبوعات 13 مارچ 2020ء کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

ناساز گار موسم اور پانی کی کم دستیابی کے ساتھ کیڑوں کے حملوں (گلابی سنڈی اور سفید مکھی) نے اہم کردار ادا کیا۔ حتیٰ کہ مجموعی رقبے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 5.9 فیصد اضافہ ہوگیا، تاہم مجموعی طور پر اس کی کارکردگی پست یافت، خصوصاً سندھ میں، کے سبب اچھی نہیں رہی۔

ایسی صورت حال میں ملک کو خام کپاس درآمد کرنے کی ضرورت ہو گی کیونکہ ملکی کارخانوں میں اس کا استعمال اوسطاً 12 ملین گانٹھیں سالانہ سے کافی زیادہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال20ء میں 2.5 ملین گانٹھیں درآمد کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات گذشتہ برس کی سطح سے کم رہی ہیں لیکن اگلی ششماہی میں صورت حال بدل سکتی ہے۔

جدول 2.1: کپاس کی فصل کے تخمینے

	م س18ء	م س19ء	م س 20ءہ	م س20ءع	نمو فیصد میں: م س19ء	نمو فیصد میں: م س20ء
رقبہ (ہزار ہیکٹرز)						
پنجاب	2,053	1,888	2,145	1,860	-8.0	-1.5
سندھ	612	448	640	615	-26.8	37.3
پاکستان	2,700	2,373	2,895	2,513	-12.1	5.9
پیداوار (ہزار گانٹھیں)						
پنجاب	8,077	6,826	7,900	6,671	-15.5	-2.3
سندھ	3,776	2,938	4,600	2,680	-22.2	-8.8
پاکستان	11,946	9,861	12,720	9,451	-17.5	-4.2
یافت (کلوگرام / ہیکٹرز)						
پنجاب	669	615	626	610	-8.1	-0.8
سندھ	1,049	1,115	1,223	741	6.3	-33.5
پاکستان	753	707		639	-6.1	-9.5

ہ= ہدف، ع= عبوری

ڈیٹا کا ماخذ: جائزہ کمیٹی برائے کپاس، وفاقی کمیٹی برائے زراعت، پاکستان دفتر شماریات، اسٹیٹ بینک کے تخمینے۔

دوسری ششماہی میں گنے کی پیداوار کے نظر ثانی شدہ تخمینے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ گذشتہ برس کی فصل کے مقابلے میں 0.7 فیصد اضافے کے ساتھ 67.7 ملین ٹن رہی۔ یہ ہدف سے 1.5 فیصد کم تھی۔ گنے کی فصل کے رقبے میں کمی، خصوصاً پنجاب میں، اس کارکردگی کا ایک اہم سبب تھی جبکہ مجموعی یافت میں اضافہ درج کیا گیا۔

مالی سال20ء میں چاول کی پیداوار 7.2 ملین ٹن کی سطح پر منجمد رہی (**جدول 2.2**)۔ چاول کی فصل کے زیر کاشت رقبے میں جزوی طور پر بلند ملکی قیمتوں اور زراعانت یافتہ نرخوں پر خام مال کی دستیابی کی بدولت 8.2 فیصد اضافہ ہوا، تاہم سندھ میں چاول کی یافت میں کمی نے مجموعی پیداوار میں کمی کر دی۔

ربیع کا موسم -گندم

ابتدائی تخمینوں سے ربیع کے موسم میں گندم کی فصل کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس میں مجموعی طور پر 3.2 فیصد اضافہ ہوا جو وفاقی کمیٹی برائے زراعت کے مقررہ ہدف سے 2.4 فیصد کم تھا (**جدول 2.3**)۔ گندم کے زیر کاشت رقبے میں نصف اضافہ پنجاب میں ہوا جہاں پر یہ گذشتہ برس کی سطح کے ساتھ ساتھ ہدف سے بھی تجاوز کر گیا۔ سندھ میں بھی گندم کے زیر کاشت رقبے میں 7.5 فیصد کا بلند اضافہ ہوا، اگرچہ اس کا زیر کاشت رقبہ ہدف سے تقریباً 1.6 فیصد کم تھا۔

جدول2.2: چاول کی فصل کی کارکردگی

	م س18ء	م س19ء	م س20ہ	م س20ع	نمو فیصد میں م س19ء	نمو فیصد میں م س20ء
رقبہ (ہزار ہیکٹرز)						
پنجاب	1,841	1,904	1,869	2,029	3.4	6.6
سندھ	828	690	770	776	-16.7	12.4
پاکستان	2,901	2,810	2,877	3,041	-3.1	8.2
پیداوار (ہزار ٹن)						
پنجاب	3,898	3,979	4,000	4,144	2.1	4.1
سندھ	2,851	2,571	2,710	2,374	-9.8	-7.7
پاکستان	7,450	7,202	7,432	7,206	-3.3	0.1
پیداوار (کلوگرام/ہیکٹر)						
پنجاب	2,117	2,090	2,140	2,042	-1.3	-2.3
سندھ	3,443	3,726	3,519	3,060	8.2	-17.9
پاکستان	2,568	2,563	2,583	2,370	-0.2	-7.5

ع= عبوری، ہ= ہدف

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت

دو صوبوں (جن کا مجموعی پیداوار میں حصہ تقریباً 90 فیصد ہے) میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے ساتھ بلند یافتوں کے پیش نظر امکان ہے کہ اس کے پیداوار پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں خام مال کی بہتر صورت حال اور بوائی کی شروعات میں کم درجہ حرارت مالی سال 20ء میں گندم کی فصل کے امکانات کے لیے خوش آئند ہے۔ خصوصاً توقع ہے کہ یوریا کے استعمال میں اضافہ اور قرضوں کی تقسیم کی بلند سطح مثبت کردار ادا کرے گی۔ مختصر یہ کہ ٹڈی دل کے حملوں سے پیداوار میں کمی کا خطرہ ہے۔ فروری 2020ء میں ٹڈی دل کے بڑے حملوں سے متعلق قومی ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور وزارت قومی غذائی سلامتی و تحقیق کی پریس ریلیزوں کے مطابق ایف اے او اور چین سے ٹڈی دل حملوں سے نمٹنے کے لیے مدد طلب کی گئی۔

جہاں تک گندم کی سرکاری خریداری کا تعلق ہے تو حکومت نے اس کی امدادی قیمت مالی سال 19ء کے 1300 روپے سے بڑھا کر مالی سال 20ء میں 1,365 روپے کر دی ہے۔ اگرچہ یہ اضافہ مہنگائی کی سطح سے ہم آہنگ نہیں ہے، تاہم امدادی قیمت پر نظر ثانی گندم کی پیداوار پر اثرانداز ہو سکتی ہے۔ اگر خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیاں ہدف کے مطابق 8.25 ملین ٹن گندم[3] کی خریداری کر لیتی ہیں تو اس سے کٹائی کے وقت اضافی عوامی طلب پیدا ہو جائے گی، جو گذشتہ برس مفقود تھی۔ تاہم یہ ہدف بظاہر کافی امید افزا معلوم ہوتا ہے کیونکہ حکومت نے گذشتہ پانچ برسوں میں اوسطاً تقریباً 6 ملین ٹن خریداری کی تھی۔ وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو گذشتہ برس (جب مالی سال 13ء کے بعد گندم کی ملکی پیداوار اپنی کم ترین سطح پر تھی) صوبوں کی جانب سے خریداری میں کمی کے اثرات مالی سال 20ء میں گندم اور آٹے کی قلت کی صورت میں برآمد ہوئے تھے۔ سندھ نے گذشتہ برس گندم کی خریداری نہیں کی جبکہ پنجاب بھی خریداری کا ہدف حاصل نہیں کر سکا تھا۔ ایسی صورت حال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ قومی اور ذیلی قومی سطحوں پر گندم کے سرکاری ذخائر کی موزوں سطح کی دوبارہ تعریف وضع کی جائے۔

جدول 2.3: گندم کے زیر کاشت رقبہ (ہیکٹرز)

	م س19ء	م س20ء	
	اصل	ہدف	تخمینہ
پنجاب	6495.9	6,560	6636.7
سندھ	1052.7	1,150	1131.5
خیبر پختونخوا	724.1	900	747.2
بلوچستان	389.6	550	427.2
پاکستان	8662.3	9,160	8942.6

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

جدول 2.4: چھوٹی فصلیں (ربیع)

رقبہ "ہزار ہیکٹرز، پیداوار ہزار میٹرک ٹن، نمو فیصد میں

	م س19ء کی پیداوار		م س20ء کا ہدف		برہدف نمو* (فیصد)	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
آلو	188	4,748	192	4,869	2	3
پیاز	148	2,080	148	2,106	0	1
چنا	943	447	983	526	4	18
ٹماٹر	38	414	54	601	39	45
مسور	13	6	17	9	33	46

* م س20 کا ہدف / م س19ء کی پیداوار

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

[3] اقتصادی رابطہ کمیٹی نے فروری 2020ء میں 8.25 ملین ٹن گندم کی خریداری کا ہدف مقرر کیا تھا۔ یہ گذشتہ 5 برسوں کی پیداوار کی بنیاد پر گندم کی مجموعی پیداوار کے ایک تہائی حصے کو ظاہر کرتا ہے۔

چھوٹی فصلیں

اگرچہ ربیع کے موسم کے لیے چھوٹی فصلوں کی پیداوار کے ابتدائی تخمینے ابھی تک موصول نہیں ہوئے، تاہم مالی سال 20ء کے اہداف سے مالی سال 20ء کی دوسری ششماہی سے وابستہ توقعات کا ابتدائی جائزہ لیا جاسکتا ہے (**جدول 2.4**)۔ بر ہدف علاقے اور پیداوار دونوں کے لحاظ سے سب سے قابلِ ذکر اضافہ ٹماٹر کی پیداوار میں ہوا ہے۔ مالی سال 20ء کی دوسری ششماہی میں ٹماٹر کی قیمت تیزی سے بڑھ گئی تھی، ایسی پیش رفتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پیداوار میں اضافہ خود کفالت کے لیے درست سمت میں ایک قدم ہوگا۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی[4]

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں صنعتی شعبے کی پیدوار میں گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں کچھ بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ خصوصاً مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں تیزی سے کمی کا عمل سست ہو گیا۔ اس میں صرف 0.02 فیصد (سال بسال) کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 5.7 فیصد تک کمی ہوئی تھی (**جدول 2.5**)۔ اس نتیجے کو بڑی حد تک چینی کی پیداوار میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے ورنہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں 2.7 فیصد تک کمی ہو جاتی۔ یہ کارکردگی حوصلہ افزا ہے لیکن اس سال چینی کی بروقت پیداوار سے منسلک موسمی عامل اور مالی سال 19ء میں پیداوار کی شروعات میں تاخیر کا مطلب ہے کہ یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ آیا یہ رجحان مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی جاری رہ سکتا ہے۔

بعض دیگر ذیلی شعبوں نے بھی بہتر کارکردگی دکھائی۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں کھاد کے شعبے کی پیداوار میں اضافہ ہوا تاہم دوسری سہ ماہی میں اس کی رفتار کچھ سست پڑ گئی کیونکہ دسمبر 2019ء میں یوریا بنانے والے دو کارخانوں نے اس کی پیداوار روک دی تھی۔ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں سیمنٹ کی صنعت میں بلند برآمدات کے ساتھ ملکی طلب میں کچھ بحالی کی بدولت 6.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ پچھلی سہ ماہی کے دوران اس میں کمی کا رجحان تھا۔ اگرچہ فولاد اور سیمنٹ کے شعبوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے لیکن مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بہتری کے باوجود دوسری سہ ماہی میں فولاد کا شعبہ مثبت نمو نہیں دکھا سکا۔

دیگر اہم صنعتوں کی نمو میں بدستور کمی کا رجحان ہے جو معاشی سست رفتاری سے ہم آہنگ ہے۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی کے بڑے حصے کا ذمہ دار صرف گاڑیوں کا شعبہ ہے، تاہم اس کارکردگی میں گاڑیوں کی صنعت میں

[4] اس سیکشن میں دیا گیا تجزیہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی صنعتوں کے جنوری 2020ء کے مقداری اشاریے پر مبنی ہے۔

جدول 2.5 : بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو

(فیصد)

	وزن	پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی	
		م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	-1.7	-2.8	-0.5	-5.7	-2.9	0.0
ٹیکسٹائل	20.9	-0.2	0.4	-0.2	0.2	-0.3	0.5
سوتی دھاگہ	13	0.0	0.1	0.0	0.2	0.0	0.1
سوتی کپڑا	7.2	0.1	0.2	0.1	0.1	0.2	0.3
پٹ سن کی اشیا	0.3	-8.0	-5.3	-8.1	-14.8	-8.0	3.5
غذا	12.4	-3.3	3.9	1.9	-8.8	-7.6	15.4
چینی	3.5	-37.2	97.1	-	-	-37.2	97.1
سگریٹ	2.1	6.8	-29.3	4.4	-34.5	9.1	-24.3
نباتی گھی	1.1	1.7	5.1	4.1	2.0	-0.7	8.3
خوردنی تیل	2.2	1.3	7.0	6.9	0.2	-3.8	13.9
مشروبات	0.9	-1.7	-12.0	-6.7	-13.5	8.1	-9.5
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-4.9	-10.3	-5.4	-14.5	-4.4	-5.9
فولاد	5.4	-7.6	-12.3	-2.9	-17.0	-12.4	-6.8
غیر دھاتی معدنیات	5.4	-1.2	2.9	0.1	-0.9	-2.3	6.3
سیمنٹ	5.3	-1.6	2.7	0.1	-1.4	-3.0	6.3
گاڑیاں	4.6	-3.8	-36.4	-1.2	-33.9	-6.4	-39.1
جیپیں اور کاریں	2.8	2.3	-46.4	4.7	-38.6	-0.2	-54.6
کھاد	4.4	6.5	4.9	-4.8	15.9	19.2	-5.1
ادویات	3.6	-10.1	-6.2	-4.8	-11.9	-14.6	-0.7
کاغذ	2.3	-2.0	7.2	3.9	-1.3	-7.5	16.0
الیکٹرونکس	2	20.1	1.9	16.9	11.0	23.1	-6.1
کیمیکلز	1.7	-3.3	-4.7	-6.7	-8.9	0.3	0.4
کاسٹک سوڈا	0.4	5.3	-14.7	17.2	-21.4	-5.3	-7.4
چمڑے کی مصنوعات	0.9	-1.9	11.2	0.5	6.3	-4.1	16.0

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

نواردوں کی پیداوار کو شامل نہیں کیا گیا۔ طلب میں کمی کے علاوہ پیٹرولیم کی صنعت ابھی تک فرنس آئل پر مبنی بجلی کے پلانٹس کی مرحلہ وار بندش کے حکومتی فیصلے کے اثرات سے باہر نکل رہی ہے۔ گذشتہ چند سہ ماہیوں میں الیکٹرونکس صنعت کی نمو میں برقی موٹروں کی پیداوار میں اضافے نے اہم کردار ادا کیا تھا لیکن اس کی پیداوار میں تیزی سے کمی ہوئی کیونکہ ربیع کے موسم میں پانی کی وافر دستیابی نے پانی نکالنے کے پمپوں کی طلب کو گھٹا دیا تھا۔

مختصر یہ کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 2.8 فیصد سال بسال کمی ہوئی، جو گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ نمو کے امکانات ہمت آزما معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آئندہ مہینوں میں خصوصاً چینی اور کھاد کی پیداوار میں سست رفتاری متوقع ہے، لہٰذا، صنعتی شعبے کی بحالی کے مرحلے کے بارے میں ابھی کچھ یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔

شکل 2.3 (الف): پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے شعبے میں نمو (سال بسال)

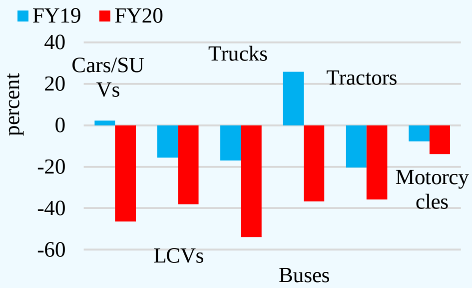

Data source: Pakistan Automotive Manufacturers Association

شکل 2.3 (ب): پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے شعبے میں نمو اور نمو میں حصہ

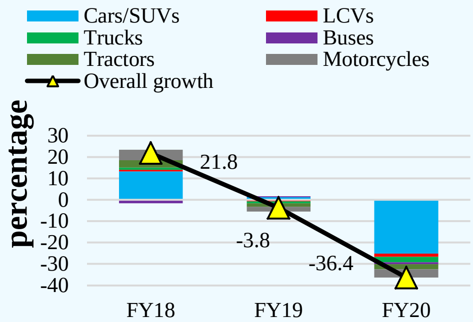

گاڑیاں

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کے شعبے کی نمو میں 36.4 فیصد کمی ہوئی۔ مالی سال 06ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نئی اساس متعین کرنے کے بعد سے یہ اس کی کم ترین سطح ہے۔ مزید برآں، اس شعبے میں مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں ہونے والی کمی پچھلی سہ ماہی سے زیادہ تھی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں اپنے وزن کی وجہ سے اس خراب کارکردگی میں اہم حصہ مسافر کاروں کے زمرے کا تھا۔ دیگر ذیلی شعبوں کی پیداوار بھی تیزی سے گر گئی (**شکل 2.3**)۔

گاڑیوں کے شعبے کے لیے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعداد و شمار کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ طلب میں کمی کی اہم وجہ شرحِ مبادلہ میں ردوبدل تھا۔ اس کا جزوی سبب گاڑیوں کے پرزوں کی مقامی تیاری تھی۔ مزید برآں، گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں کمی کو مالیاتی یکجائی اور سخت زری پالیسی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً، مالیاتی کفایت شعاری کے اقدامات کے سبب گاڑیوں کے لیے سرکاری شعبے کی طلب کمزور ہوگئی۔

نئ کمپنیوں نے کسی حد تک گاڑیوں کی صنعت کے تحرکات کو تبدیل کیا ہے۔ چونکہ وہ گاڑیوں کے کئ زمروں میں موجودہ فریقوں کو مسابقت دے رہے ہیں، اس لیے یہ پہلو گاڑیوں کے شعبے کے سکڑنے کی رفتار اور شدت کو مزید بڑھا رہا ہے۔ فی الوقت ان فرموں کا پیداواری ڈیٹا بڑے پیمانے کی اشیاسازی کا حصہ نہیں ہے۔ اگر ان فرموں کی پیداوار کو بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی معلومات کے مجموعے میں شامل کیا جاتا تو یہ سکڑاؤ بہت زیادہ نہیں ہوتا۔

شکل 2.4 :پہلی ششماہی میں فولاد کی پیداوار اور درآمدات میں نمو

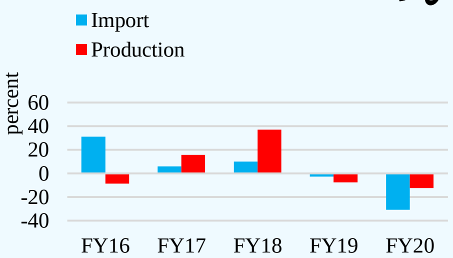

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تعمیرات اور منسلک صنعتیں

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کی صنعت کی پیداوار میں 12.3 فیصد کمی ہوئی (**شکل 2.4**)، تاہم مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں اس کے سکڑنے کی رفتار پچھلی سہ ماہی کے مقابلے میں سست ہو گئی۔ بحیثیت مجموعی مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولادی چادروں میں کمی زیادہ نمایاں تھی جس سے معیشت میں کمزور تعمیراتی سرگرمیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسکریپ کی درآمدات، خصوصاً چھوٹے پیمانے کے پیداکار فولاد کی صنعت میں ثانوی خام مال کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کی مقدار میں بھی 17.0 فیصد کمی آئی۔ اس مدت میں فولاد کی تیار مصنوعات کی نمو میں بھی 28.3 فیصد کی خاصی کمی دیکھی گئی۔ تاہم، فولاد کی سادہ مصنوعات (فولادی چادروں) کی مستحکم طلب موجود رہی۔

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں سیمنٹ کی صنعت میں نمو کی رفتار بڑھ گئی۔ اس کی اہم وجوہات میں سے ایک کلنکر کی برآمدات میں اضافہ تھا۔ دوسرا عامل بلند ترقیاتی اخراجات کے باعث ملکی طلب میں کچھ بہتری اور ترسیلات زر کے بہاؤ کا بڑھنا تھا جو نجی تعمیرات پر اخراجات کا سبب ہو سکتا ہے۔

سیمنٹ کی ترسیلات پر آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کے ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 9.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ پچھلی سہ ماہی میں 2.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کارکردگی میں مقامی اور برآمدی فروخت کا حصہ برابر تھا جبکہ اس سے قبل نمو میں برآمدات کو بالادستی حاصل تھی۔ ڈیٹا کے مزید تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مقامی فروخت کی نمو میں سارا حصہ شمالی خطے کا تھا جبکہ جنوبی علاقے نے برآمدی کارکردگی میں اہم کردار ادا کیا (**شکل 2.5**)۔

کلنکر کی بیشتر برآمدات بنگلہ دیش کو بھیجی گئیں کیونکہ اس کے سابقہ رسد کار ویت نام نے اپنی رسد چین کی مارکیٹ کی طرف منتقل کر دی تھی۔[5] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں اس سے سیمنٹ کی مقامی صنعت کو فائدہ پہنچا۔ مقدار کے لحاظ سے سیمنٹ کی مجموعی برآمدات میں کلنکر کا حصہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 47.5 فیصد تک پہنچ گیا جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 29.2 فیصد تھا۔ بھارت کو برآمدات نہ ہونے کے باوجود پورٹ لینڈ سیمنٹ کی برآمدات تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر تھیں جبکہ مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کے دوران ہماری سیمنٹ کی برآمدات میں بھارتی منڈی کا حصہ پچیس فیصد سے زیادہ تھا(**باب 5**)۔

شکل 2.5 :سیمنٹ کی ترسیلات

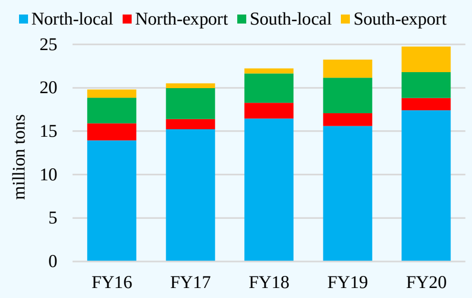

Data source: All Pakistan Cement Manufacturers Association

تعمیرات میں باہمی ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے سیمنٹ کی صنعت کے پیداواری نتائج کے مقابلے میں فولاد کی پیداوار میں کمی، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے بعد سیمنٹ کے شعبے میں صحت مند مارجن اور فاضل پیداواری گنجائش سے نشاندہی ہوتی ہے کہ سیمنٹ کے پیداکار اپنی نمو کی حکمت عملی کو برآمدات سے اچھی طرح ہم آہنگ کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں فولاد سازوں کی موجودہ پیداوار ملکی ضروریات سے خاصی کم ہے جو درآمدات کو ضروری بنا دیتی ہے۔

اس عدم مطابقت کا ایک اور سبب بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے پرانے سروے کا نمونہ ہو سکتا ہے جن سے ان دونوں صنعتوں کے موجودہ زمینی حقائق کی عکاسی نہیں ہوتی۔ آخری بار بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نئی اساس کا دوبارہ تعین مالی سال 06ء میں کیا گیا تھا اور تب سے اب تک اس میں کوئی اہم نظر ثانی نہیں ہوئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کیونکہ اس مدت کے دوران ان دونوں شعبوں میں نئی فرموں کے قیام کے علاوہ موجودہ فرموں نے پیداواری گنجائش کی توسیع میں بھاری سرمایہ کاری کی ہے۔

کھاد

کھاد کی صنعت کی نمو میں اضافے کا رجحان جاری رہا اور مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 4.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ کھاد کی صنعت کے تفصیلی اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ نمو کا سبب یوریا کے کارخانے،

[5] عمدہ پاوڈر والے پورٹ لینڈ سیمنٹ کے پروسیس میں کلنکر کی پیداوار ہوتی ہے جو انبار یا پتھروں کی شکل میں تیار ہوتا ہے۔ پورٹ لینڈ سیمنٹ کی تیاری کے لیے کلنکر کو پیسا جاتا ہے۔

خاص طور پر چھوٹے یونٹ تھے۔ تاہم ڈی اے پی، ایس ایس پی اور این پی جیسی دیگر کھادوں کی پیداوار مزید کم ہوگئی۔ ملک میں کھاد کے اطلاق میں عدم توازن کے پیش نظر یہ ایک اچھی پیش رفت نہیں ہے کیونکہ کاشت کاروں کو درآمدی کھاد کے متبادل پر قدرے زیادہ انحصار کرنا پڑے گا۔[6]

یوریا کے شعبے کے نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں مجموعی نمو 7.8 فیصد ہوئی جو نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سینٹر (این ڈی ایف سی) کے اعداد وشمار کے مطابق گذشتہ برس کے 8.5 فیصد سے کچھ کم ہے۔ یوریا کے بڑے کارخانوں کی نمو کا تسلسل تیسرے برس بھی برقرار رہا کیونکہ اس مدت میں ان کی مجموعی پیداوار میں مزید 2.3 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا۔

یوریا کے چھوٹے کارخانوں نے گذشتہ برس کی کارکردگی پر انحصار کرتے ہوئے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 84.2 فیصد نمو دکھائی۔ یہ پیداوار مالی سال 11ء کے بعد سے بلند ترین ہے۔ جیسا کہ پچھلی رپورٹس میں نشاندہی کی گئی ہے کہ کارکردگی کا دارومدار ان یونٹوں کو گیس کی رسد پر ہوتا ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں ان یونٹوں کو گیس کی رسد کا بڑا حصہ دوسری سہ ماہی میں موصول ہوا۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران چھوٹے کارخانے 6 میں سے 5 مہینوں میں گیس کی رسد کے حصول میں کامیاب رہے، جس سے کارکردگی میں بلند اضافے کی وضاحت ہوتی ہے۔

جدول 2.6 : پہلی ششماہی میں کھاد کا توازن

ملین ٹن

	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س19ء	م س20ء
ابتدائی ذخائر	0.2	1.7	1.1	0.1	0.2
درآمدی رسد	0.3	0.0	0.0	0.1	0.1
ملکی پیداوار	2.8	3.0	2.8	3.0	3.3
مجموعی دستیابی	3.3	4.7	3.9	3.2	3.6
استعمال	2.7	3.7	3.2	3.1	3.3
برآمدات	0.0	0.0	0.4	0.0	0.0
قلمزد / دستیاب	0.0	0.0	0.1	0.0	0.0
کم ہوتے ذخائر	0.6	1.0	0.3	0.2	0.2

ڈیٹا کا ماخذ: این ایف ڈی سی

چھوٹے یونٹوں کو گیس کی رسد میں تعطل کے سبب دسمبر 2019ء میں یوریا کی پیداوار رک گئی تھی۔ چونکہ یوریا وافر مقدار میں دستیاب تھی لہٰذا یہ تعطل فی الحال ملکی منڈی کو متاثر نہیں کرسکتا (**جدول 2.6**)۔ آگے چل کر ضروری ہے کہ حکومت ان یونٹوں کے لیے ایک واضح حکمت عملی وضع کرے جس سے انہیں آپریشنل رکھنے میں مدد ملے گی۔ ملک میں یوریا کی قلت کے باوجود زراعانت یافتہ گیس کی فراہمی اور پیداوار کے ایک خاص سطح تک پہنچنے کے بعد گیس کی رسد فراہم نہ کرنے کی موجودہ پالیسی نہ صرف کھاد کی فرموں کی کارکردگی بلکہ اس

---

[6] ایف اے او ڈیٹا کے مطابق پاکستان میں کھاد کے استعمال کا جھکاؤ نائٹروجنوس فرٹیلائزروں کی طرف ہے جس کا سبب اس کی کم لاگت اور دستیابی ہے۔ غیر متوازن آمیزے کے استعمال کا نتیجہ پاکستان میں فصلوں کی کم یافتوں کی صورت میں نکلتا ہے۔

کے ساتھ ساتھ ملک کی معاشی نمو کو بھی نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس رجحان میں بھی پورے سال کی پیداواری سطح میں کچھ یکسانیت ہونی چاہیے۔

کھاد کی مصنوعات کی پیداوار میں مسلسل چوتھے برس کمی کا رجحان رہا۔ یہ پیداوار مالی سال 13ء کے بعد سے کم ترین تھی۔ زراعت میں پیداواریت کو بڑھانے کے لیے ملک کو متوازن غذائی اجزا کی ضرورت ہے۔ کھاد کے مجوزہ استعمال کے تقاضے پورے نہیں کیے جا رہے جو دیگر ممالک کے مقابلے میں فصل کی یافتوں میں کم نمو کی وجوہات میں سے ایک ہے۔ اس پس منظر میں کھاد کی دیگر مصنوعات کی پیداوار میں کمی کا مطلب ہے کہ ملک کو یا تو ان اجناس کی درآمد کرنا پڑے گی یا پھر انہیں استعمال کیے بغیر گذارہ کرنا ہو گا۔

تمباکو

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت سگریٹ کی پیداوار میں 29.3 فیصد کمی ہوئی۔ دو سطحوں پر مشتمل ایکسائز ڈیوٹی کی ساخت دوبارہ متعارف کرانے سے ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم کے نفاذ اور طریقہ کار کے بارے میں بے یقینی اور اسمگل شدہ اور جعلی متبادل سگریٹوں سے جاری مسابقت مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں اس صنعت کی ترقی میں رکاوٹ بن گئی تھی۔

حکومت نے سگریٹوں کے لیے دو سطحوں پر مشتمل ڈیوٹی کی ساخت اختیار کی تاکہ تمباکو کے استعمال کی حوصلہ شکنی اور اس ذیلی شعبے سے محصولات کی وصولی کو بڑھایا جاسکے۔ پیداوار میں مذکورہ کمی سے قطع نظر ممکن ہے کہ مختصر مدت میں اس کا استعمال اتنی شرح سے کم نہ ہوا ہو کیونکہ سگریٹ کے استعمال کی نوعیت عام طور پر قدرے غیر لچکدار ہوتی ہے۔ یہ حالات صارفین کی رسمی منڈی سے غیر رسمی شعبے کو منتقلی کا سبب ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں وفاقی حکومت ہدف کے مطابق محاصل جمع کرنے سے قاصر رہی۔

چینی

دسمبر 2019ء میں چینی کی صنعت کی پیداوار میں 97.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اسی مہینے میں 37.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ پاکستان میں چینی کی پیداوار کا چکر نومبر تا اپریل جاری رہتا ہے جبکہ 90 فیصد سے زائد پیداواری سرگرمی دسمبر تا مارچ کے 4 مہینوں میں مرتکز رہتی ہے۔ سازگار موسم، گذشتہ برس کے بقیہ اسٹاک کے کم ہوتے ذخائر اور چینی کے کارخانوں میں مسابقت نے فرموں کو اس سال گنے کی جلد کچل کاری پر مجبور کر دیا (**شکل 2.6**)۔[7] مالی سال 19ء کے مقابلے میں گنے کی کچل کاری کی بروقت شروعات کے نتیجے میں اساسی اثر

[7] چینی کی پیداوار کے لیے سرد موسم موزوں ہے کیونکہ اس سے فصل میں سکروز کا جز بڑھ جاتا ہے، جس کے نتیجے میں چینی بنانے کی یافت بڑھ جاتی ہے۔

کی وجہ سے چینی کی پیداوار کی شرح نمو غیر معمولی طور بلند رہی۔ تاہم بحیثیت مجموعی اس کی پروسیسنگ تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہنے کی توقع ہے، کیونکہ پیداواری تخمینے مالی سال20ء میں گنے کی پیداوار میں معمولی اضافے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

شکل 2.6 : چینی کی پیداوار (گذشتہ 5 برس بمقابلہ م س20ء)

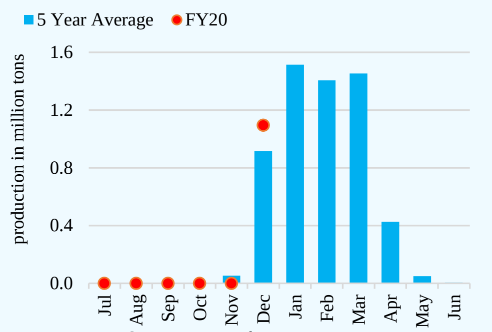

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

چینی کی صنعت کو متاثر کرنے والا ایک اور اہم عامل کاشت کاروں، کارخانے داروں اور حکومت کے درمیان گنے کی قیمت کے تعین کے طریقہ کار کے بارے میں پایا جانے والا عدم اتفاق ہے۔[8] چونکہ گنے کی فصل تیار ہونے میں 12 مہینے سے زائد عرصہ لگ جاتا ہے، اس لیے کٹائی کے وقت قیمتوں کے تعین کا علامتی طریقہ کار فریقین کے مفاد میں نہیں ہے۔ مثلاً، جو کاشت کار وقت اور وسائل کی سرمایہ کاری کرتے ہیں وہ اپنی سرمایہ کاری سے ہم آہنگ منافع چاہتے ہیں۔ پیداواری لاگت میں فرق پایا جاتا ہے جبکہ کاشت کی مدت میں طلب و رسد کی صورت حال بدلتی رہتی ہے۔ صورت حال میں تبدیلی کے ساتھ گنے کی کچل کاری کے آغاز پر قیمتوں کا علامتی تعین کاشت کاروں کے لیے فصل کے منافع کو متاثر کرتا ہے۔ دوسری جانب حکومت کی اعلان کردہ علامتی قیمت پر گنے کی خریداری چینی کے ملکی کارخانوں کو بین الاقوامی پیداکاروں کے مقابلے میں غیر مسابقتی بنا دیتی ہے۔ ملک کے پاس چینی کی پیداوار کی فاضل مقدار کی صلاحیت موجود ہے۔ تاہم فریقوں کے درمیان قیمتوں کے تعین کے معاملے پر اختلافات کا تسلسل گذشتہ دو برسوں سے گنے اور چینی کی پیداوار میں اتار چڑھاؤ کا سبب بن رہا ہے۔

ٹیکسٹائل

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی میں بحالی کی کچھ علامات نظر آئی ہیں کیونکہ اس شعبے کی پیداوار میں 0.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں 0.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ نمو کو تحریک دھاگے اور کپڑے کے اجزا سے ملی جبکہ اونی اور پٹ سن کی اشیا کی پیداوار میں خاصی کمی آگئی۔ ٹیکسٹائل گروپ کی برآمدات مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں 3.9 فیصد نمو کے ساتھ 6.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جو مالی سال14ء کی پہلی ششماہی کے بعد سے اس کی بلندترین سطح تھی۔

[8] قبل ازیں اس مسئلے کو بینک دولت پاکستان کی پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال19ء میں اجاگر کیا گیا تھا۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور برآمدی ڈیٹا کے درمیان فرق بڑھتا جارہا ہے کیونکہ ٹیکسٹائل کی صنعت مسلسل بلند رسدی زنجیر سے منسلک مصنوعات پر منتقل ہورہی ہے، جن کا احاطہ صنعتی پیداوار کے ڈیٹا میں نہیں کیا جاتا۔ اس مدت کے دوران ملبوسات کی برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا جبکہ ثانوی مصنوعات برآمدی کارکردگی پر بوجھ تھیں (**دیکھیے باب 5**)۔ چند پیداکاروں نے اندرونی ساختہ ثانوی خام مال (دھاگہ، کپڑا وغیرہ) کو استعمال کرتے ہوئے اپنی توجہ برآمدی منڈی پر مرکوز کی ہے جبکہ قبل ازیں یہ تیار مصنوعات کی شکل میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں اپنا حصہ ڈال رہے تھے۔

الیکٹرونکس

گذشتہ چند برسوں کے دوران برقی موٹروں کی کارکردگی میں الیکٹرونکس کے شعبے میں نمو کو بالادستی حاصل رہی ہے۔ برقی موٹروں کی نمو میں کمی کے ساتھ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران الیکٹرونکس صنعت کی نمو گر کر صرف 1.9 فیصد پر آگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 20.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ گذشتہ تین برسوں کی پہلی ششماہی میں بالترتیب 10.9، 303.3 اور 31.3 فیصد کی نمو حاصل کرنے کے بعد برقی موٹروں کی پیداوار مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 4.1 فیصد کی معمولی نمو حاصل کر سکی۔ موٹر اجزا کی پیداوار میں کمی کو دیہی علاقوں میں گذشتہ چند مہینوں کے دوران پانی کی محدود طلب سے منسوب کیا جا سکتا ہے جو ملک میں پانی کی خاطر خواہ دستیابی سے ہم آہنگ ہے۔

پیٹرولیم

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کے شعبے میں 10.3 فیصد سکڑاو دیکھا گیا۔ تاہم مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کا دوسری سے تقابل کیا جائے تو دوسری سہ ماہی میں سکڑنے کی رفتار کافی سست ہے۔[9]

شکل 2.7: فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار

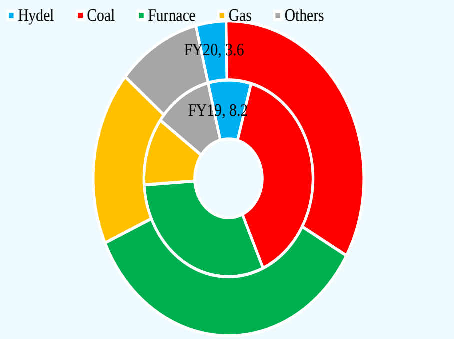

Data source: National Electric Power Regulatory Authority

چند مستثنیات کو چھوڑ کر مصنوعات کے تقریباً تمام زمروں میں وسیع البنیاد کمی ہوئی۔ فرنس آئل کے مرحلہ وار خاتمے اور خام مال کی بلند قیمتوں نے رسد کو متاثر کیا جبکہ مہنگی اشیا کی صارفی قیمتوں اور کمرشل سرگرمیوں میں کمی طلب کو کم کرنے کا باعث

[9] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم شعبے کی نمو میں 14.5 فیصد کمی ہوئی تھی جبکہ دوسری سہ ماہی میں 5.9 فیصد کمی دیکھی گئی۔

بنی۔ اس کے نتیجے میں فرنس آئل، پیٹرول اور ڈیزل کی مصنوعات کی پیداوار میں دوہندسی کمی دیکھنے میں آئی۔ کوئلے اور آبی بجلی کی رسد میں بہتری نے فرنس آئل اور ڈیزل کی طلب کو کم کر دیا، جس نے صنعت کی نمو پر منفی اثرات مرتب کیے (**شکل 2.7**)۔

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے کی پیداوار میں تھوک اور خردہ تجارت کی سرگرمی کا بڑا حصہ ہے اور مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ان کی کارکردگی خراب رہی۔ بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور شعبہ جاتی قرضوں کے استعمال جیسے پراکسی اظہاریوں میں پہلی ششماہی کے دوران سال بسال کم نمو ہوئی (**جدول 2.7**)۔ اس کے مقابلے میں شعبہ جاتی قرضوں کا بہاؤ گذشتہ برس کی اسی مدت میں مثبت رہا تھا، حتیٰ کہ خدمات کا شعبہ اپنا مالی سال 19ء کا ہدف حاصل نہیں کر سکا تھا۔ درآمدات میں بھی تیزی سے کمی ہوئی، جسے ملک میں جاری کلی معاشی استحکام کے اقدامات سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔

جدول 2.7: شعبہ خدمات کے منتخب اظہاریے (پہلی ششماہی)

	م س19ء	م س20ء
تھوک و خردہ تجارت (18.9 فیصد)		
شعبہ جاتی قرضوں کا استعمال*، بہاؤ (ارب روپے)	52.2	-38.8
درآمدات (ارب ڈالر)	28.0	23.2
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (سال بسال نمو)	-1.8	-3.4
زرعی قرضہ (تقسیم، ارب روپے)	527.3	614.4
ٹرانسپورٹ ، ذخیرہ کاری اور مواصلات (12.9 فیصد)		
ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین	7.2	6.3
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (اکائیاں)	24,559	11,488
موبائل فون کی گنجانیت (ملین)	72.7	78.2
براڈ بینڈ کے استعمال کنندگان	50.5	78.0
مالیات اور بیمہ (3.5 فیصد)		
اثاثہ جات (ارب روپے)	19,682.1	21,991.3
ڈپازٹس (ارب روپے)	14,254.2	15,953.5
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	72,753	88,030
انفیکشن کا تناسب	8.0	8.6
عمومی حکومت کی خدمات (8.4 فیصد)		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات*** (ارب روپے)	1,796.7	2,450.3

نوٹ: بریکٹس میں دی گئی قدریں مالی سال 19ء میں شعبہ جاتی حصے ہیں

* اسٹیٹ بینک کی جانب سے آئی ایس آئی سی 4 کی درجہ بندی کو اختیار کرنے کے بعد سے تھوک و خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمروں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ لہٰذا، شعبہ جاتی قرضوں کے ہر کیس کے استعمال کی فی کس پیمائش ممکن نہیں۔

** ذخائر، آخر دسمبر 2019ء تک۔

*** صرف وفاقی حکومت۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان، پی بی ایس، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ۔

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے جز میں کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں گذشتہ برس کی نسبت تیزی سے کمی ہوئی جبکہ اس کے ساتھ ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت بھی کم رہی۔ علاوہ ازیں ایکسل لوڈ کا مسئلہ (جسے بظاہر اکتوبر 2019ء میں حل کر لیا گیا تھا)

اکتوبر 2019ء میں ایک بار پھر سامنے آیا جس کے نتیجے میں جنوری 2020ء میں سامان کے ٹرانسپورٹروں نے آٹھ دن ہڑتال کی۔ اس پس منظر میں ٹرانسپورٹ کے ذیلی جز سے نمو میں کمی سے ابھرنے والے خطرات سال کی بقیہ مدت میں کردار ادا کرسکتے ہیں۔

مواصلات کے ذیلی جز موبائل فون کی گنجائیت میں اضافے کا سلسلہ جاری رہا اور براڈ بینڈ کے استعمال کنندگان کی تعداد میں قابل تعریف اضافہ ہوا۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت موبائل فون کی درآمدات بھی 69.2 فیصد بڑھ گئیں (امریکی ڈالر میں مالیت کے لحاظ سے)۔[10] مواصلاتی خدمات سے منسلک سرگرمیوں کو وسط تا طویل مدت میں ڈجیٹل پاکستان انی شیٹو کے دسمبر 2019ء میں افتتاح سے مزید فروغ حاصل ہوسکتا ہے، جس میں رسائی اور کنکٹیویٹی کو اہم ستونوں کی حیثیت دی گئی ہے۔

مالیات اور بیمہ کے لحاظ سے بحیثیت مجموعی بینکاری نظام کے بعد از ٹیکس منافع میں جولائی تا دسمبر 2019ء میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 21.0 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم، اس کے ساتھ ساتھ انفیکشن کا تناسب دسمبر 2019ء تک بڑھ کر 8.6 فیصد تک پہنچ گیا، جس میں واجب الادا (خام) غیر فعال قرضوں کی مالیت 761 ارب روپے ہے۔ مجموعی غیر فعال قرضوں کی رقم میں بیمار صنعتی یونٹوں کے قرضوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جنوری 2020ء میں پاکستان کارپوریٹ ری اسٹرکچرنگ کمپنی لمیٹڈ (پی سی آر سی ایل) کے قیام کے بعد ایسے قرضوں کی بحالی کا امکان موجود ہے۔[11] فوری ری اسٹرکچرنگ اور بیمار یونٹوں کے اسپانسروں کی جانب سے تازہ ایکویٹی کے ادخال سے اس اقدام کی کامیابی میں مدد مل سکتی ہے۔

---

[10] خصوصاً موبائل فون کی درآمدات مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے 364 ملین ڈالر کے مقابلے میں بڑھ کر 616.1 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔

[11] پی سی آر سی ایل دس کمرشل بینکوں نے مل کر قائم کیا ہے جن میں حبیب بینک، نیشنل بینک آف پاکستان، یونائیٹڈ بینک، ایم سی بی، الائیڈ بینک، میزان بینک، بینک الفلاح، بینک الحبیب، حبیب میٹروپولیٹن بینک اور فیصل بینک شامل ہیں۔ تفصیلات کے لیے براہِ مہربانی دیکھیے اسٹیٹ بینک کی پریس ریلیز بعنوان "پاکستان کارپوریٹ ری اسٹرکچرنگ کمپنی لمیٹڈ" جو 10 جنوری 2020ء کو جاری کی گئی۔

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مہنگائی کا دباؤ بڑھتا رہا۔ معیشت میں طلب کی پست صورتِ حال کے باعث غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں استحکام نظر آیا تاہم مالی سال 20ء کی دونوں سہ ماہیوں میں غذائی مہنگائی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اگرچہ پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی پر دباؤ غیر تلف پذیر اشیا کی جانب سے آیا تاہم دوسری سہ ماہی میں تلف پذیر اشیا اس کی بڑی وجہ تھیں (**شکل 3.1**)۔[1] توانائی کی اشیا کی مقررہ قیمتوں میں اضافے نے بھی بلند مہنگائی میں حصہ ڈالا۔ بالخصوص شہری علاقوں میں دوسری سہ ماہی کے دوران مہنگائی کے دیگر اجزا تقریباً مستحکم رہے۔ اس رجحان سے پتا چلتا ہے کہ اس مدت میں مہنگائی کے دباؤ میں اضافہ رسد میں تعطل کا نتیجہ تھا جو عموماً موسمی اور عارضی ہوتا ہے۔

شکل 3.1: صارف اشاریہ قیمت سال بسال مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

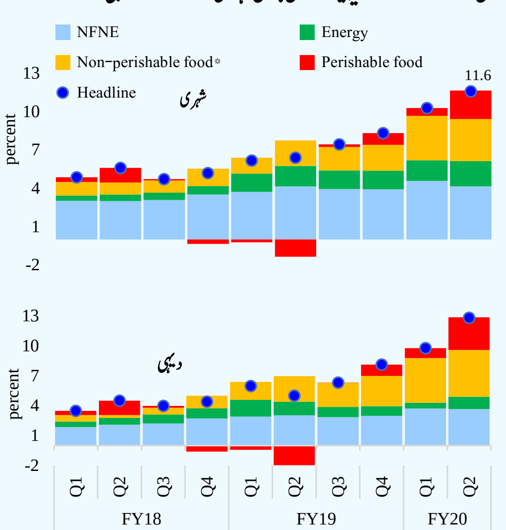

*Inclusive of alcohol beverages and readymade food
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

چنانچہ مالی سال 20ء کے لیے اوسط عمومی مہنگائی کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے تخمینے 11 تا 12 فیصد پر کافی حد تک مستحکم رہے۔ یہ تخمینہ سال کی دوسری ششماہی کے دوران ملکی طلب میں مندی اور تلف پذیر اشیا کی قلت کی عارضی نوعیت کی بنا پر مہنگائی کے دباؤ میں نرمی کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا گیا۔ مزید بر آں، ادائیگیوں کے توازن میں بہتری (جن کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر میں بہتری آئی) اور مالیاتی نظم و ضبط پر حکومت کی ثابت قدمی بھی مہنگائی کے قلیل مدتی منظر نامے میں آسانی فراہم کرتی رہی۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی زری

---

[1] مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں تلف پذیر اور غیر تلف پذیر اشیا کی قیمتیں بالترتیب 60.1 فیصد اور 11.2 فیصد تک پہنچ گئیں جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 16.6 فیصد اور 11.2 فیصد تھیں۔ اہم بات یہ ہے کہ دیہی علاقوں میں تلف پذیر اشیا کی مہنگائی میں اضافہ نمایاں تھا۔ چونکہ پاکستان نے ملکی رسد کے فرق کو پورا کرنے کے لیے درآمدات پر بہت زیادہ انحصار کیا لہٰذا اس رجحان سے داخلے کے مقامات (مثلاً طورخم، تافتان، اور کراچی کی بندرگاہ) سے دیہی علاقوں تک ان اشیا کی نقل و حمل میں تاخیر اور لاگت ظاہر ہوتی ہے۔

پالیسی کمیٹی نے نومبر 2019ء کے اجلاس میں شرحِ سود کو 13.25 فیصد کی شرح پر برقرار رکھا۔ زری پالیسی کمیٹی کے مطابق وسط مدت کے دوران مہنگائی کو کم کرکے 5 تا7 فیصد کے ہدف پر لانے کے لیے بھی موجودہ شرحِ سود مناسب تھی۔

شکل3.2: شبینہ شرحیں اور بازارِزر کے سودے

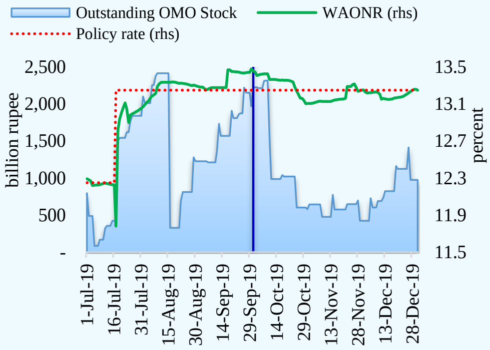

Data source: State Bank of Pakistan

پالیسی ریٹ کے نفاذ کے لیے پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی کے دوران بین البینک منڈی میں کسی قدر کم ادخالات درکار تھے۔ گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بین البینک شبینہ شرحوں میں بازار زر کے سودوں کے ادخالات اور تغیر پذیری دونوں ہی پست رہے جبکہ اسٹیٹ بینک کی قائمہ سہولت میں محدود سرگرمی دیکھی گئی (**شکل 3.2**)۔ بین البینک سیالیت میں یہ نرمی بنیادی طور حکومت کی جانب سے جدولی بینکوں کو قرضوں کی واپسی اور اسٹیٹ بینک کی زرمبادلہ کی خریداریوں کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ اگرچہ دورانِ سہ ماہی مجموعی مالیاتی خسارہ گذشتہ برس نیز پچھلی سہ ماہی کے مقابلے میں بلند رہا تاہم حکومت کو بیرونی اور نان بینک ذرائع سے کافی قرضہ دستیاب تھا۔ مزید برآں، حکومت نے نقدر قوم کے بفرز بھی استعمال کیے جو اس نے پچھلی دو سہ ماہیوں کے دوران اسٹیٹ بینک کے پاس رکھے تھے۔

مزید یہ کہ نجی شعبے کی قرضے کی طلب بھی نہیں بڑھی کیونکہ صنعتی بحالی نہ ہو سکی۔ گوکہ دورانِ سہ ماہی برآمدی شعبوں میں تیزی دکھائی دی تاہم بینکاری نظام سے ان کی قرض گیری گذشتہ برس کے مقابلے میں صرف معمولی سی بلند تھی (**شکل 3.3الف**)۔ اس سے ممکنہ طور پر فرمز کی مضبوط سیالیت ظاہر ہوتی ہے جس کی وجہ دورانِ سہ ماہی روپے کے لحاظ سے ان کی نمایاں طور پر بلند برآمدی آمدنی اور ٹیکس کے نسبتاً ہموار ری فنڈز تھے۔[2] تاہم مالی سال 20ء کی پوری پہلی ششماہی کے دوران ایک اہم پیش رفت ملکی اور غیر ملکی کرنسی میں قرضوں کے مابین تبدل (switching) تھا۔ جیسا کہ **شکل 3.3ب** میں دکھایا گیا ہے، فرمز نے لائبور پر مبنی غیر ملکی کرنسی (ایف ای 25) کے قرضوں سے بہت زیادہ استفادہ کیا، اور اسٹیٹ بینک کی رعایتی سہولت (ای ایف ایس) کے ساتھ ساتھ روپے میں مہنگے قرضوں پر کم انحصار کیا۔

[2] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی ٹیکس کے ری فنڈ 37.0 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 75.5 ارب روپے ہوگئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 55.1 ارب روپے تھے۔

شکل 3.3الف: کاروباری قرضوں کے اجزائے ترکیبی

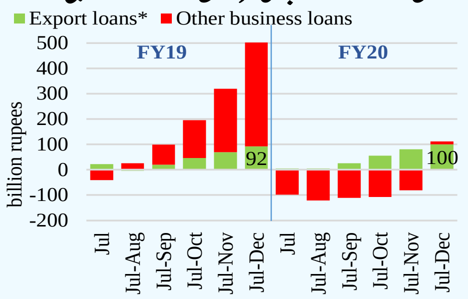

*This includes all types of financing facilities to exporters i.e. EFS, LTFF, foreign currency loans and other rupee denominated loans
Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.3ب: برآمدی قرضوں کے اجزائے ترکیبی

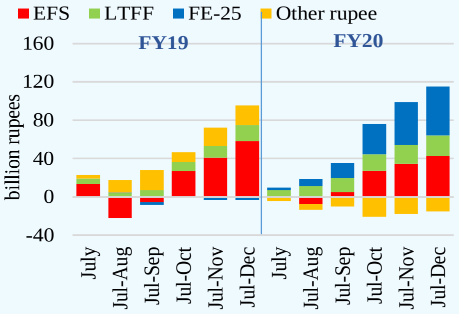

Data source: State Bank of Pakistan

اس کے برخلاف غیر برآمدی شعبوں کی مالی حیثیت عمومی طور پر کمزور رہی۔ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران انونٹری کے ذخائر اور بلند خام مال اور آپریشنل لاگت کی وجہ سے رقوم کے بہاؤ کی رکاوٹیں دور کرنے کے لیے فرمز کو بہت زیادہ لیوراجیہ لینا پڑا، جس نے اگلے مہینوں میں ان کے مالکاری کے اخراجات کو بڑھا دیا۔ ستمبر 2019ء کے اختتام تک کچھ صنعتوں، جیسے فولاد، گاڑیوں کے پرزوں اور برقی اشیا، میں مالی اخراجات فرمز کے مجموعی منافع کے 80 فیصد تک پہنچ گئے (**شکل 3.4**)۔ اس طرح بالخصوص سود کی موجودہ شرح کی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان فرمز کے لیے مزید لیوراجیہ کوئی قابلِ عمل راستہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

شکل 3.4: غیر مالی فرمز کی مالکاری کی لاگت (ایف سی) اور نفع آوری

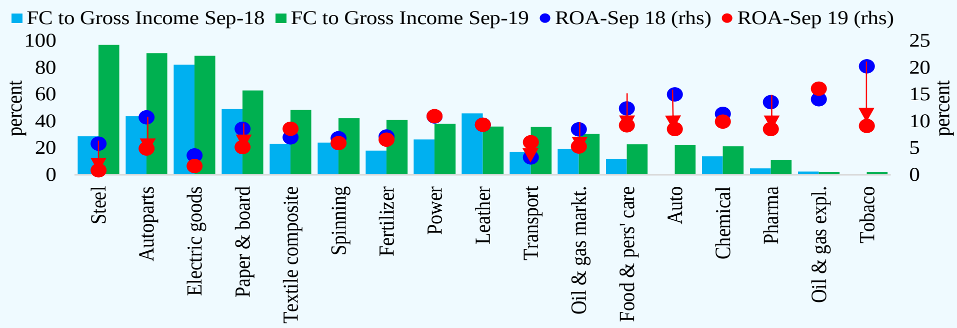

*Profitability= Return on assets (ROA), FC = Expense associated with the company's financing activities, Gross income/loss = Net sales + Other operating income - Cost of goods sold - Other operating expenses.
Data source: Bloomberg (financial data was available for 71 firms)

شکل 3.5: مجموعی غیر فعال قرضوں کے اجزائے ترکیبی

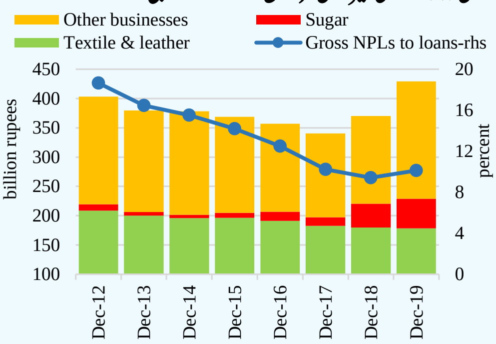

Data source: State Bank of Pakistan

چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان فرمز کی قرضوں کی واپسی کی استعداد میں کمزوری حیران کن نہیں تھی۔ جیسا کہ **شکل 3.5** میں دکھایا گیا ہے، اگرچہ اہم برآمدی شعبوں (ٹیکسٹائل اور چمڑا) کے مجموعی غیر فعال قرضے روبہ زوال رہے، تاہم دورانِ مدت دیگر شعبوں کے غیر فعال قرضے بڑھ گئے۔ یہ بھی اہم بات ہے کہ گذشتہ 6 برسوں کی مسلسل کمی کے بعد مجموعی قرضوں کے فیصد کے طور پر بھی مجموعی غیر فعال قرضوں میں معمولی اضافہ ہوا۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران زرِ وسیع میں بھی 812.1 ارب روپے کی توسیع درج کی گئی جبکہ مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ 554.8 ارب روپے تھی (**جدول 3.1**)۔ اس اضافے کی بڑی وجہ بینکاری نظام، بالخصوص اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں تیز اضافہ تھا۔ اس دوران خالص ملکی اثاثوں میں اضافہ خاصا کم تھا کیونکہ سرکاری و نجی دونوں شعبوں میں ہی قرضے کی طلب گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہی۔

جدول 3.1: پہلی ششماہی میں زری مجموعے[ع]

ارب روپے

	مالی سال19ء		مالی سال20ء	
	سہ1	سہ2	سہ1	سہ2
زر2 (الف+ب)	22.4	554.8	105.2	812.1
الف۔خالص بیرونی اثاثے	-148.5	-532.6	259.6	618.4
ب۔خالص ملکی اثاثے	171.0	1,087.5	-154.4	193.7
میزانی قرض گیری*	84.6	566.0	156.0	30.6
اسٹیٹ بینک	1518.3	-261.2	-1586.9	846.4
جدولی بینک	-1433.7	827.3	1742.9	-815.7
اجناسی کارروائیاں	-10.8	-74.6	-15.6	-12.9
نجی شعبہ	127.9	442.5	-16.9	232.5
سرکاری شعبے کے ادارے	60.7	84.4	-2.0	-0.3
دیگر اجزا	-91.8	66.5	-275.2	-58.8
زربنیاد	-31.0	198.5	-207.4	372.6

ع: عبوری

** یہ اعداد واجب الوصول بنیاد پر ہیں۔ **جدول 4.1** میں دی گئی نقد بینک فنانسنگ کے مطابق نہیں ہیں۔

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں یہ توسیع جاری کھاتے کے خسارے میں بہتری اور عالمی مالی اداروں نیز غیر ملکی سرمایہ کاروں کے بڑھتے ہوئے اعتماد کی عکاسی کرتی ہے۔ نتیجتاً بین البینک مارکیٹ سے خریداریوں، کثیر فریقی ایجنسیوں سے رقوم کی آمد اور حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری کے باعث اسٹیٹ بینک نے اپنے زرِ مبادلہ ذخائر میں پھر اضافہ کرلیا (**باب 5**)۔

واجبات کے ضمن میں گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیرِ گردش کرنسی کی نمو بلند رہی۔ اسی دوران، مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جدولی بینکوں کے ڈپازٹس میں 587.4 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 433.8 ارب روپے بڑھے تھے۔ اس اضافے کی بڑی وجہ ذاتی ڈپازٹس میں نمو تھی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ دسمبر2019ء، جو عموماً موسمی اضافے کی مدت سمجھی جاتی ہے، کے بعد سے ذاتی ڈپازٹس کی نمو میں کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دی۔ ڈپازٹس کی متاثر کن شرح کو اس نمو کی ممکنہ وجہ قرار دیا جاسکتا ہے جس کی عکاسی نفع بخش ڈپازٹس کا حصہ بڑھ جانے سے بھی ہوتی ہے، جو دسمبر2019ء کے اختتام پر بڑھ کر 61.3 فیصد ہو گیا جبکہ جون2019ء کے اختتام پر یہ 59.3 فیصد تھا۔[3]

شکل3.6 : کرنسی اور امانت کا تناسب

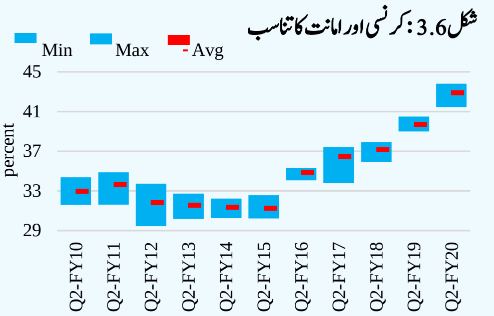

* The blue bars represent the min/max of currency to deposit ratio observed on a weekly basis during the quarter, whereas red lines indicate its quarterly averages.
Data source: State Bank of Pakistan

اس کے برخلاف، نجی کاروبار اور نان بینک مالی اداروں کے ڈپازٹس میں ہونے والا تقریباً تمام اضافہ محض عارضی تھا۔ خاص طور پر یہ رجحان اے ایم ایل/سی ایف ٹی ضوابط کے ساتھ ساتھ ٹیکس چوری پر سخت گرفت کے حوالے سے کاروباری افراد کے خدشات کو اجاگر کرتا ہے۔ مجموعی لحاظ سے کرنسی تا ڈپازٹس کے تناسب میں مالی سال 16ء سے شروع ہونے والا اضافے کا رجحان جاری رہا(**شکل3.6**)۔

حکومتی قرض گیری

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت کے بینکاری نظام سے قرضوں (نقد کی بنیاد پر) میں نمایاں کمی آئی جو گذشتہ برس کے 485.1 ارب روپے سے گھٹ کر 164.7 ارب روپے رہ گئے۔ مالی تفاوت میں اضافے کے باوجود ، جو گذشتہ برس کے 488.2 ارب روپے سے بڑھ کر 708.7 ارب روپے ہو گیا۔ حکومت کی مالکاری کی بیشتر ضروریات بیرونی و نان بینک ذرائع سے پوری کی گئیں (**شکل3.7**)۔

شکل3.7 : مالیاتی خسارے کی مالکاری کے ذرائع

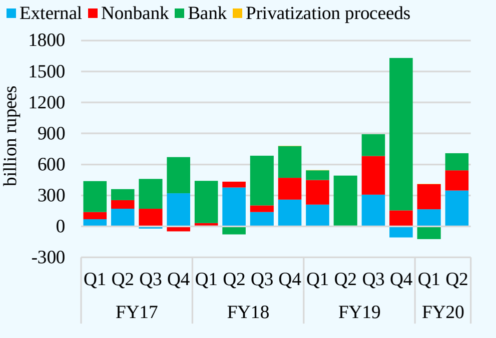

Data source: State Bank of Pakistan

[3] بہ وزن اوسط امانتوں کی شرح ٰیں (علاوہ زیرو مارک اپ اور بین البینک ڈپازٹس) جون2019ء کے دوران 10.2 فیصد سے بڑھ کر دسمبر2019ء میں 10.9 فیصد ہو گئیں۔

بینکاری نظام میں اس اضافے کی عکاسی اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں سے ہوتی ہے کیونکہ حکومت نے جدولی بینکوں کو قرضے واپس کیے۔ تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک سے قرضوں میں یہ خالص اضافہ اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ حکومت نے اسٹیٹ بینک کے پاس رکھے ہوئے اپنے ڈپازٹس نکلوا لیے۔ مجموعی لحاظ سے حکومت نے مرکزی بینک کو 285.0 ارب روپے کے ایم آر ٹی بیز واپس کیے (**شکل 3.8**)۔

شکل 3.8: اسٹیٹ بینک کے زیرِ تحویل حکومتی امانتوں اور تمسکات کا اسٹاک

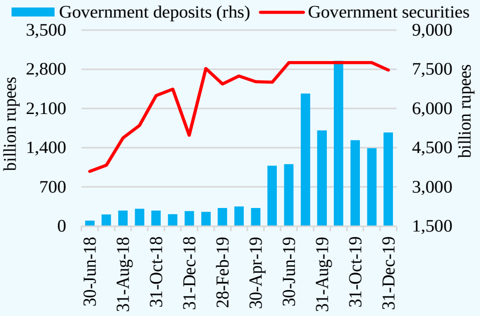

Data source: State Bank of Pakistan

دوسری سہ ماہی کے دوران پوری ہونے والی عرصیتوں کے مقابلے میں مارکیٹ ٹریژری بلز کے قبل از نیلامی اہداف خاصے پست تھے (**جدول 3.2**)۔ حکومت نے نیلامی کے اہداف برقرار رکھنے کو ترجیح دی کیونکہ اس سے خطِ یافت کے مختصر سرے پر قرض گیری کی لاگت کو کم کرنے کا موقع ملا۔ خاص طور پر پہلی تین نیلامیوں میں حکومت نے سہ ماہی، ششماہی اور 12 ماہی ٹی بلز کی قاطع شرحوں میں بالترتیب 44 بی پی ایس، 55 بی پی ایس اور 106 بی پی ایس کمی کر دی۔ اس کے نتیجے میں نیلامی میں عرصیتوں کو منہا کر کے قبولیتیں منفی رہیں۔ کم ہوتی شرحوں کے ساتھ چوتھی نیلامی میں جدولی بینکوں کی شراکت میں کمی دیکھی گئی جس کے نتیجے میں حکومت نے سہ ماہی اور 12 ماہی پیپرز کے لیے یافتوں میں اضافہ کر دیا۔

جدول 3.2: مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹی بلز نیلامی کا خلاصہ

تاریخ نیلامی	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبولیت
09 اکتوبر 2019ء	1,000.0	2,064.5	2,563.3	883.5
23 اکتوبر 2019ء	600.0	822.1	1,963.8	670.6
06 نومبر 2019ء	600.0	1,174.4	1,513.0	887.8
20 نومبر 2019ء	500.0	175.8	518.3	256.0
04 دسمبر 2019ء	300.0	74.9	1,147.8	398.4
18 دسمبر 2019ء	300.0	125.5	817.71	484.2
مالی سال 20ء – سہ 2	**3,300.0**	**4,437.2**	**8,523.7**	**3,580.7**

* صرف مسابقتی بولی پر

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 3.9: قلیل مدتی حکومتی تمسکات کا خاکۂ عرصیت

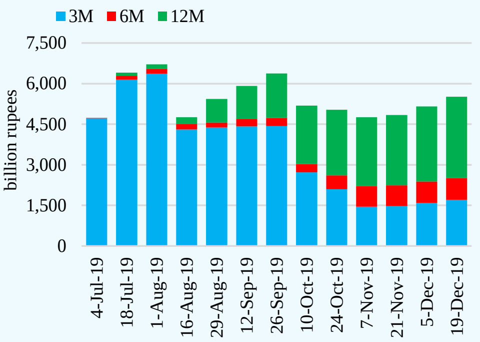

Data source: State Bank of Pakistan

اس سے نہ صرف ٹی بلز میں مارکیٹ کی دلچسپی بحال ہوئی بلکہ سہ ماہی کی آخری تین نیلامیوں کے دوران عرصیتوں سے زائد قرض گیری میں بھی حکومت کو مدد ملی۔ اس اثنا میں، دورانِ سہ ماہی قلیل مدتی پیپرز میں حکومت کا خاکۂ عرصیت نمایاں طور پر

بڑھ گیا(**شکل 3.9**)۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے اختتام پر واجب الاداٹی بلز کا تقریباً70 فیصد سہ ماہی پیپرز پر مشتمل تھا۔ اختتامِ دسمبر تک یہ کم ہو کر محض 31 فیصد رہ گیا جبکہ 12 ماہی پیپرز کا حصہ بڑھ کر 55 فیصد ہو گیا۔ مستقبل میں ٹی بلز کی دیر سے مکمل ہونے والی عرصیتیں بھی بین البینک منڈی میں تغیر پذیری کو محدود کرنے میں مددگار ہوں گی۔

جدول3.3: پی آئی بی نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے میں

	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبولیت
معین شرح				
مالی سال19ء– سہ1	150.0	461.1	64.1	20.6
مالی سال19ء– سہ2	150.0	0.0	45.3	22.5
مالی سال20ء – سہ1	325.0	275.9	2,521.2	963.5
مالی سال20ء– سہ2	**300.0**	**255.4**	**1,003.5**	**411.4**
رواں شرح				
مالی سال19ء– سہ1	150.0	–	151.5	108.3
مالی سال19ء– سہ2	150.0	–	93.4	–
مالی سال20ء – سہ1	400.0	–	334.2	219.4
مالی سال20ء– سہ2	**150.0**	**–**	**468.7**	**178.6**

*صرف مسابقتی بولی پر

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

طویل دورانیے کے بانڈز کے لیے شرحوں میں بڑی کٹوتیاں

پی آئی بیز کے ضمن میں حکومت نے مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 255.4 ارب روپے کی عرصیتوں کے لیے 450.0 ارب روپے (معین ورواں شرح دونوں) کے ہدف کا تعین کیا تھا (**جدول 3.3**)۔ معین کوپن پی آئی بیز کی صورت میں اگرچہ مارکیٹ کا ردعمل مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں کم تھا تاہم پیشکش اور ہدف کا تناسب اوسطاً 3.3 گُنا رہا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مارکیٹ طویل مدتی تمسکات کو بدستور ترجیح دے رہی ہے۔ تاہم ٹی بلز کی طرح قبولیتیں بھی پست رہیں، جس نے ثانوی بازار میں طویل مدتی بانڈز کی سیالیت کو محدود کر دیا۔ نسبتاً پست رسد اور قریبی مدت میں ریٹ میں کٹوتی کی توقعات سے طویل مدتی بانڈز کی یافت بھی تیزی سے گھٹ گئی۔ اس سے حکومت کو دورانِ سہ ماہی اپنے قبل از نیلامی اہداف آسانی سے پورے کرتے ہوئے، 3 سالہ، 5 سالہ، اور 10 سالہ پی آئی بیز کے لیے قاطع شرحوں کو بالترتیب 117 بی پی ایس، 123 بی پی ایس، اور 120 بی پی ایس تک کم کرنے میں مدد ملی۔

شکل 3.10: خطِ یافت

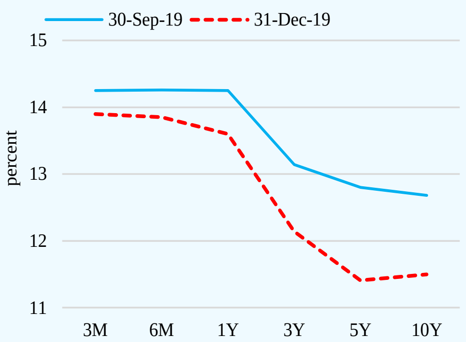

Data source: Mutual Funds Association of Pakistan

نتیجتاً، خطِ یافت مزید نیچے چلا گیا اور یافتیں طویل سرے کی جانب مزید جھک گئیں (**شکل 3.10**)۔ اس کی دو وجوہات تھیں: (i) طلب کے ضمن میں، مارکیٹ کے فریقوں نے زری پالیسی میں نرمی کی توقعات کی وجہ سے طویل مدتی بانڈز کے لیے پست

شرحوں پر بولی دینا جاری رکھا، اور (ii) رسد کی جانب، حکومت نے اپنی قرض گیری لاگت کو کم کرنے کے لیے طویل مدتی شرحوں میں فعال طور پر ردوبدل کیا۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں نجی شعبے کے قرضے میں کمی کا رجحان برقرار رہا کیونکہ کاروباری ادارے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ کم کرتے اور داخلی مالکاری پر انحصار بڑھاتے رہے (**جدول 3.4**)۔ یہ رجحان دورانِ سہ ماہی پست صنعتی پیداوار (بالخصوص بڑے پیمانے کی اشیا سازی) اور درآمدات میں وسیع البنیاد کمی سے ہم آہنگ تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ تمام قرضے جاری سرمائے کے تھے؛ معین سرمایہ کاری قرضوں کے ضمن میں، مینوفیکچرنگ شعبوں (جیسے ٹیکسٹائل اور کھاد) کے قرضے میں اضافے کا اثر نان مینوفیکچرنگ شعبوں، جیسے تعمیرات، بجلی اور ٹرانسپورٹ میں قرضے کی خالص واپسی سے پوری طرح زائل ہو گیا۔

جاری سرمائے کے قرضے

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضے کے اسٹاک میں ہونے والا اضافہ مالی سال19ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے اضافے کا محض ایک چوتھائی تھا۔ اس رجحان کی وجہ شکر، پیٹرولیم ریفائننگ اور خوردنی تیل کی صنعتوں میں قرضوں کی واپسی کے ساتھ ساتھ ٹیکسٹائل اور چاول پروسیسنگ کے شعبوں میں پست قرض گیری تھی۔

شکل 3.11: مختلف قرض گاری شرحوں کا رجحان

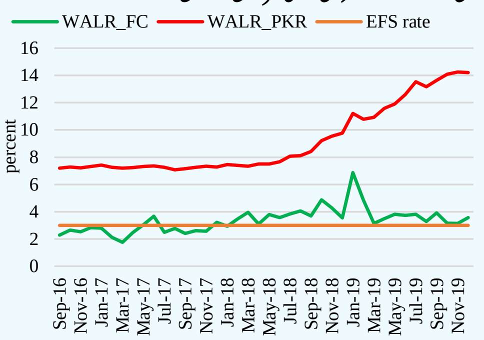

Data source: State Bank of Pakistan

برآمدی شعبوں میں بڑھتی ہوئی شعبہ جاتی سرگرمی کے باوجود بینک سے پست مالکاری، اس سال، بالخصوص سیالیت کی بہتر صورتِ حال کو ظاہر کرتی ہے جس کی وجہ پاکستانی روپے کے لحاظ سے بلند برآمدی مقداریں اور ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس ری فنڈز کا نسبتاً آسانی سے اجرا ہے۔ ان عوامل کی وجہ سے فرمز نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) سے قرض لینے میں دلچسپی نہیں لی، جس میں شرحِ سود کا فرق بڑھ کر اوسطاً 10.81 فیصد ہو گیا تھا۔ ای ایف ایس کے تحت لیے جانے والے قرضے کم ہو کر 42.5 ارب روپے رہ گئے جبکہ گذشتہ برس یہ 58.0 ارب روپے تھے۔ اس اثنا میں، کچھ برآمد

کنندگان (ممکنہ طور پر وہ جو ای ایف ایس کے لیے نااہل تھے) نے تجارتی مقاصد کے لیے فارن کرنسی میں (ایف ای 25 ڈپازٹس پر) قرضے لیے کیونکہ اس نوعیت کی مالکاری کی شرحیں تقریباً ای ایف ایس کے مساوی تھیں (**شکل 3.11**)۔ نتیجتاً برآمدکنندگان اس مالکاری کی طرف مزید مائل ہوگئے؛ غالباً ای ایف ایس کے لیے نااہل فرمز اس رویے کی وجہ تھیں۔

جدول 3.4 : نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو پہلی ششماہی میں قرضہ*

بہاؤ ارب روپے میں

	مجموعی قرضے		جاری سرمائے کے قرضے**		معینہ سرمایہ کاری	
	م س 19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**506.7**	**111.9**	**469.7**	**112.8**	**37.0**	**-0.8**
اشیاسازی	385.9	122.7	349.8	107.5	36.1	15.1
ٹیکسٹائل	202.5	112.4	187.4	96.1	15.1	16.3
موٹر گاڑیاں	21.5	38.4	19.7	36.2	1.8	2.2
چاول کی پراسیسنگ	46.0	26.6	42.9	26.1	3.1	0.6
سیمنٹ، لائم اور پلاسٹر	27.2	10.2	7.5	12.8	19.7	-2.6
بنیادی لوہا اور فولاد	6.3	10.4	6.8	3.0	-0.5	7.4
کھاد	17.0	-0.1	22.1	-0.7	-5.1	0.6
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	0.9	-6.5	2.3	-4.5	-1.4	-2.0
نباتی اور حیواناتی تیل اور چربی	25.9	-10.3	29.5	-10.7	-3.6	0.4
صاف شدہ پیٹرولیم	33.0	-14.2	36.6	-14.3	-3.5	0.1
شکر	-59.4	-45.6	-62.3	-41.5	2.9	-4.1
ٹیلی مواصلات	-5.8	13.1	6.9	-2.9	-12.7	15.9
کان کنی اور کوہ کنی	5.8	1.2	2.5	-2.3	3.3	3.4
رئیل اسٹیٹ کی سرگرمیاں	6.5	5.2	2.0	5.1	4.5	0.0
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	49.0	21.6	31.3	23.8	17.7	-2.2
نقل وحمل اور ذخیرہ کاری	10.5	17.2	11.2	21.9	-0.7	-4.7
تعمیرات	-6.1	-26.1	6.6	-19.2	-12.7	-6.9
تھوک اور خردہ تجارت	52.2	-38.8	50.5	-28.1	1.7	-10.7

*م س19ء اور م س20ء کے اعدادوشمار کا پوری طرح موازنہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ م س19ء کی پہلی ششماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 3.1 کی بنیاد پر ہیں جبکہ م س20ء کی پہلی ششماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی پر مبنی ہیں۔

** بشمول تجارتی مالکاری

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

وہ شعبے جنھوں نے اس برس قرضے واپس کرنے کو ترجیح دی، ان میں شکر کا شعبہ نمایاں تھا جس نے بھاری موسمی قرضے واپس کیے۔ اس کے برخلاف آئل ریفائنریوں نے حالیہ شرحِ سود کے ماحول میں بلند مالی چارجز کے مزید بڑھ جانے کے پیشِ نظر اپنے منافع کے مارجن کو بچانے کے لیے قرضے واپس کرنے کا فیصلہ کیا۔ بیلنس شیٹ کے دستیاب اعدادوشمار کے مطابق مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران

بیشتر فہرستی آئل ریفائنریوں کی مالکاری لاگت ان کی آپریشنل لاگت سے بھی بڑھ چکی ہے۔ یاد رہے کہ ضوابطی تبدیلیوں اور ملک میں کمرشل ٹرانسپورٹ سرگرمی میں درآمدات کی بنا پر سکڑاؤ کی وجہ سے ریفائننگ کا شعبہ پہلے ہی نقدر قوم کے بہاؤ میں شدید مشکلات سے دوچار ہے۔ تھرمل بجلی کی پیداوار میں فرنس آئل کے استعمال پر پابندیوں کی وجہ سے ریفائنریوں کو اپنے پاس فرنس آئل کے بڑھتے ہوئے ذخائر کا مسئلہ درپیش جس نے ان کی آپریشنل سرگرمی کو محدود کردیا(**باب 5**)۔

اس برس کھاد کے شعبے میں سیالیت کی صورتِ حال نسبتاً بہتر تھی کیونکہ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں شعبے کا سیلز ریونیو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں 2.1ارب روپے زائد تھا۔ اس ضمن میں دسمبر2018ء کے دوران 1.3 ملین میٹرک ٹن یوریا کی فروخت نے کھاد کا استعمال بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس بہتری کے ساتھ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس شعبے نے گذشتہ برس کے 22.1ارب روپے کی قرض گیری کے مقابلے میں 0.7ارب روپے کے قرضے واپس کیے۔

اس کے برعکس، گاڑیوں کے اسمبلروں نے بینک کی مالکاری پر اپنا انحصار بڑھادیا۔ گاڑیوں کے فروخت نہ ہونے والے ذخیرے کی وجہ سے نقدر قوم کے بہاؤ کی دشواریوں پر قابو پانے کے لیے اسمبلروں نے اپنی آپریشنل سرگرمیوں کے لیے بینکوں سے بھاری قرضے لیے۔ حالیہ مندی کے رجحان سے پہلے یہ شعبہ بینکوں سے بہت کم قرضے لیتا تھا اور اپنے جاری سرمائے کی بیشتر ضرورت صارفین کی جانب سے کی گئی پیشگی ادائیگیوں سے پوری کرتا تھا۔

نان مینوفیکچرنگ کاروبار میں بجلی کے شعبے میں قلیل مدتی قرض گیری نمایاں تھی۔ مالی سال 2020ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس اضافے کی بڑی وجہ ایک اہم آئی پی پی کی جاری سرمائے کی ضرورت کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بھی نمایاں اضافہ درج کیا گیا، جس کی قلیل مدتی قرض گیری مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 21.9ارب روپے بڑھ گئی جبکہ گذشتہ برس یہ 11.2 ارب روپے تھی۔ یہ بنیادی طور پر گہرے سمندر کے ایک پورٹ آپریٹر کی جانب سے لیے گئے قرضوں کو ظاہر کرتی ہے، جو اپنے آپریشنز کو جدید بنارہا ہے۔

معین سرمایہ کاری قرضے

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران معین سرمایہ کاری میں 0.8 ارب روپے کی معمولی کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 37.0ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا، کیونکہ تعمیرات اور توانائی کے شعبوں میں قرضوں کی خالص واپسی سے اشیاسازی کے کاروبار، بالخصوص ٹیکسٹائل اور کھاد میں قرض گیری کا اثر زائل ہوگیا۔

ملبوسات کے زمرے میں چین کے پیچھے ہٹنے کے بعد ٹیکسٹائل فرمز نے شرحِ مبادلہ کی تشکیل نو اور اہم منڈیوں (چین اور یورپ) میں بہتر مواقع سے استفادے کے لیے اپنی جگہ بنانے کا عمل جاری رکھا۔ برآمدی منصوبوں کے لیے ٹیکسٹائل فرموں نے اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کے تحت 5 فیصد کی منافع بخش شرحوں سے فائدہ اٹھایا۔ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے کی مجموعی معین سرمایہ کاری قرض گیری کا تقریباً95 فیصد ایل ٹی ایف ایف قرضوں پر مشتمل تھا، جبکہ گذشتہ سال یہ 77.5 فیصد تھا۔

3.4 مہنگائی

شکل 3.12: قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی سہ ماہی اوسط

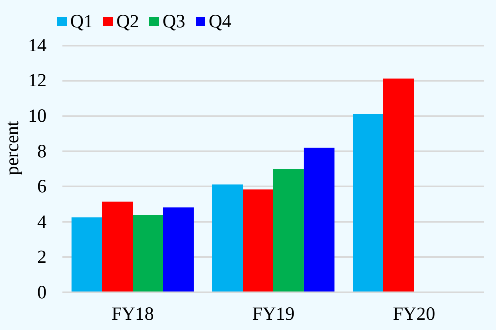

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

غذائی اشیا کی قیمتوں میں زبردست اضافے کے بعد، مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران معیشت میں مجموعی مہنگائی کا دباؤ مسلسل چوتھی سہ ماہی میں بڑھتا رہا(**شکل 3.12**)۔ دوران سہ ماہی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 12.1 فیصد پر آگئی کیونکہ شہری و دیہی دونوں علاقوں میں غذائی اشیا کی رسد میں تعطل آیا۔ مزید برآں، گوکہ درآمدی غذائی اشیا کی قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں نمایاں حد تک بلند رہیں لیکن اہم غذائی اشیا (خوردنی تیل اور شکر) کی ٹرانسپورٹ لاگت اور سیلز ٹیکس میں اضافے نے غذائی مہنگائی پر اضافی دباؤ ڈالا۔ اگرچہ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں استحکام دیکھا گیا تاہم نہ صرف یہ گذشتہ برس کی دوسری سہ ماہی کی سطح کے تقریباً برابر رہا بلکہ پچھلی سہ ماہی سے بھی کم ہوا۔ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں یہ استحکام معیشت میں کمزور طلب اور مہنگائی کی توقعات کے قابو میں ہونے کی توثیق کرتا ہے۔

بہر حال صارفین کی کھپت کی باسکٹ میں شہری اور دیہی صارفین کا حصہ بالترتیب 36.8 فیصد اور 46.0 فیصد ہونے کی بنا پر غذا کی بڑھتی قیمتوں نے صارفی اعتماد کو مغلوب رکھا(**شکل 3.13**)۔ اپنی قوتِ خرید کو قائم رکھنے کی کوشش میں، گھرانوں کے لیے موجودہ وقت میں گاڑیوں، پائیدار گھریلو اشیا اور نئے مکانات کی خریداری دشوار تھی، جیسا کہ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کیے گئے آئی بی اے ایس بی پی سروے کے تمام ادوار میں دیکھا گیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ہر دور میں مجموعی اعتمادِ صارف کمزور ہوتا دکھائی دیا۔

شکل 3.13: غذائی مہنگائی اور اشاریہ اعتماد صارف (جولائی 2017ء تا دسمبر 2019ء)

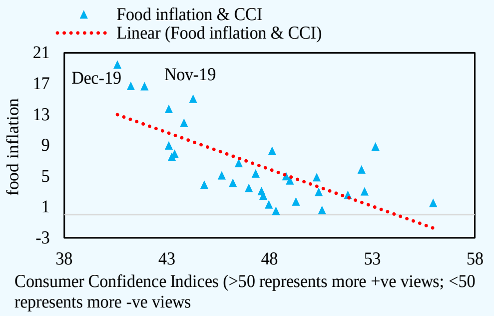

Data source: State Bank of Pakistan

تاہم، غذائی اور مجموعی مہنگائی کے حوالے سے گھرانوں کی توقعات میں ایک امید کی کرن دکھائی دیتی ہے۔ غذائی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کی موسمی نوعیت کی وجہ سے مہنگائی کی توقعات خاصی مستحکم رہیں۔ اہم امر یہ ہے کہ اگرچہ جولائی 2019ء کے سروے کے دور سے اب تک گھرانوں کی غذائی قیمتوں کے تاثرات (جو گزشتہ 6 مہینوں کے مقابلے میں حالیہ غذائی قیمتوں کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کو ظاہر کرتے ہیں) میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے تاہم اگلے 6 مہینوں کے لیے ان کی غذائی قیمت کی توقعات میں زیادہ تر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی (**شکل 3.14**)۔

غذائی مہنگائی

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی سے بڑھنے والی غذائی مہنگائی مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں 8 سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ شہری صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی باسکٹ میں 36.8 فیصد وزن اور دیہی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی باسکٹ میں 46.0 فیصد وزن کے ساتھ دورانِ سہ ماہی غذائی قیمت میں ہونے والا اضافہ ایک اہم پالیسی چیلنج بن کر ابھرا (**جدول 3.5**)۔ زری پالیسی کے تناظر میں، ان قیمتوں میں مستقل اضافے کی وجہ سے ممکنہ طور پر گھریلو خدمات کی اجرت میں تیز اضافے سے اجرت و قیمت کے چکر کو مہمیز مل سکتی ہے۔ مالیاتی پالیسی کے تناظر میں بھی غذائی قیمتوں میں مستقل اضافے کے ضمن میں اعانت پر مبنی ردِ عمل اور اس سے منسلک سیاسی چیلنجز اخراجات پر کنٹرول کی جاری کاوشوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مارکیٹ کے احساسات کو بہتر بنانے کے لیے اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اگلے موسم میں (زیر کاشت رقبے میں اضافے کے لیے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے ضمن میں) صرف گندم کی اعانتی قیمت کو ہی نہیں بڑھایا، بلکہ ٹڈی دَل کے حملے سے آئندہ گندم اور چھوٹی فصلوں کو بچانے کے لیے اضافی فنڈنگ بھی مختص کی۔ مزید برآں، یوٹیلٹی اسٹورز کے نیٹ ورک کے ذریعے حکومت نے 15.0 ارب روپے کی غذائی سبسڈی بھی فراہم کی۔

شکل 3.1 4: غذائی مہنگائی کے تاثرات اور توقعات کے مابین فرق

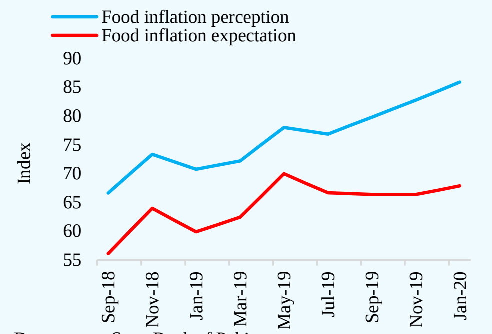

Data source: State Bank of Pakistan

جدول3.5: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور تناسب

اشیا	شہری						دیہی					
	وزن*	پہلی ششماہی		دوسری سہ ماہی			وزن*	پہلی ششماہی		دوسری سہ ماہی		
		م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	تناسب*		م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	تناسب*
صارف اشاریہ قیمت	100.0	6.3	11.0	6.4	11.6	11.6	100.0	5.5	11.3	5.0	12.8	12.8
غذا اور نان الکحل مشروبات	30.4	1.6	14.8	0.8	17.4	5.0	40.9	1.6	15.5	0.5	18.7	7.4
گندم	0.6	3.8	12.5	3.9	15.3	0.1	3.5	3.5	13.3	3.4	17.2	0.5
گندم کا آٹا	3.0	3.2	12.2	2.2	14.5	0.4	3.4	3.7	14.1	2.8	16.8	0.5
آلو	0.4	-22.4	39.8	-25.3	53.7	0.2	0.7	-27.3	37.4	-29.1	51.1	0.4
پیاز	0.6	-42.7	109.6	-55.1	150.7	0.6	0.9	-45.8	112.7	-58.2	152.9	0.8
ٹماٹر	0.3	-28.1	62.4	-51.4	187.1	0.6	0.5	-23.9	64.3	-48.0	179.2	0.8
تازہ سبزیاں	1.5	-5.0	28.2	-17.7	51.0	0.8	2.1	-5.3	30.1	-14.0	48.8	1.0
شکر	1.1	-1.7	33.1	0.2	32.0	0.3	2.0	-0.8	34.2	0.8	32.7	0.5
کپڑے اور جوتے	8.0	5.0	8.9	5.3	9.2	0.7	9.5	8.1	9.1	7.8	9.8	1.0
سوتی کپڑے	2.2	5.0	13.0	5.6	13.1	0.3	2.8	10.6	11.3	11.0	12.9	0.4
مکانات، بجلی، گیس	27.0	7.9	8.7	8.8	9.1	2.5	18.5	8.5	4.5	8.1	6.1	1.2
بجلی	4.6	9.8	6.0	9.1	15.4	0.7	3.4	9.8	6.0	9.1	15.4	0.5
گیس	1.1	19.3	79.9	38.6	54.8	0.7	n.a	n.a	n.a	n.a	n.a	n.a
صحت	2.3	6.2	11.2	6.5	10.9	0.3	3.5	6.2	12.1	6.9	12.3	0.5
ٹرانسپورٹ	6.1	19.3	17.2	19.0	16.0	1.0	5.6	17.5	14.9	17.4	13.3	0.8
گاڑیوں کا ایندھن	2.9	27.8	19.8	25.8	18.3	0.6	2.5	27.6	19.7	25.1	18.5	0.5
مواصلات	2.4	2.1	5.4	2.3	5.2	0.1	2.0	2.2	1.9	2.3	1.8	0.0
تعلیم	4.9	12.7	6.6	11.2	6.3	0.4	2.1	7.4	5.2	7.1	5.2	0.1
ریسٹورنٹ اور ہوٹل	7.4	6.0	5.1	6.2	5.0	0.4	6.2	5.6	7.9	4.9	8.3	0.5

وزن = وزن اور تناسب = دوسری سہ ماہی کے لیے تناسب

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس تناظر میں اور دوسری سہ ماہی میں ہونے والی پیش رفتوں کا تفصیلی تجزیہ پیش کرنے سے پہلے تین پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔ اوّل، مالی سال19ء میں روپے کی قدر میں کمی موٹر فیول کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ، اور لازمی اشیا (مثلاً شکر اور خوردنی تیل) پر سیلز ٹیکس کا بڑھنا، غذائی قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافے کی اہم وجہ بن گیا۔ آگے چل کر اگر پالیسی میں مزید تبدیلی نہ ہوئی تو ان اقدامات کی افادیت غذائی مہنگائی کے لیے زائل ہو جائے گی۔

دوم، دورانِ مدت گندم اور گندم کے آٹے کے حوالے سے محسوس ہوتا ہے کہ سٹے بازی نے مارکیٹ کو اپنے گھیرے میں لے لیا، کیونکہ ملک میں کافی ذخائر دستیاب تھے۔ سوم، تلف پذیر اشیا کی رسد میں تعطل نے اہم کردار ادا کیا، جو موسمی اور عارضی نوعیت کی تھی۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ حکومت کو غذائی قیمتوں میں بہت زیادہ تغیر پذیری پر قابو پانے کے لیے معلومات کا بروقت بہاؤ اور طلب اور رسد میں فرق کے امکان کا پہلے سے اندازہ کرنے کے لیے مؤثر انتباہی نظام بنانا انتہائی اہم ہے۔ جب تک معلومات کا فرق ختم نہیں ہو گا ملکی غذائی قیمتیں موسمی زرعی پیداوار کی زد میں رہیں گی (تفصیلات کے لیے دیکھیے **ایس بی پی اسٹاف نوٹ، 2/20، 2020ء**)[4]۔

i <u>بلند ٹرانسپورٹ لاگت، محاصل کے حوالے سے مالیاتی اقدامات اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں غذائی باسکٹ کی قیمتوں میں وسیع البنیاد اضافہ ہوا</u>

جیسا کہ شہری و دیہی دونوں علاقوں کے ہیٹ میپ میں بیان کیا گیا ہے (**شکل 3.15**)، مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے اختتام تک بیشتر ذیلی اشاریوں سے مہنگائی کے دباؤ میں انتہائی شدت آگئی۔ اگرچہ تلف پذیر اشیا کی قیمتوں میں گذشتہ برس کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ ہوا، تاہم بعض غیر تلف پذیر اشیا، جیسے دالیں، خوردنی تیل، مسالے اور غلے کی قیمتیں بھی صارفین کی جیب پر بوجھ بن گئیں۔ دیہی علاقوں میں قیمت میں یہی رجحان دکھائی دیا۔

گذشتہ چند مہینوں کے دوران کیے گئے کئی پالیسی اقدامات کو غذائی مہنگائی کی وسیع البنیاد نوعیت کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اوّل، روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے درآمدی غذائی اشیا (جیسے دالیں، خوردنی تیل اور مسالے) کی قیمتوں کے ساتھ ساتھ فارم کے درآمدی خام مال (بالخصوص کھاد) کی قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند رہیں۔ دوم، محاصل بڑھانے کے اقدامات، جن میں شکر اور خوردنی تیل پر سیلز ٹیکس میں اضافہ شامل ہے، اور سگریٹ پر ایف ای ڈی میں نمایاں اضافے نے ان اشیا کی قیمتوں کو بڑھایا۔ سوم، ڈیزل اور پٹرول کی بلند قیمتوں اور ایکسل لوڈ مینجمنٹ کے نفاذ نے خردہ منڈیوں میں غذائی اشیا کی ٹرانسپورٹ لاگت کو بڑھا دیا۔

جیسا کہ **شکل 3.16** میں دکھایا گیا ہے، مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مختلف شہروں میں غذائی قیمتوں میں کافی فرق تھا۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر مقامی رسد کی قلت اور فارمز / داخلے کے مقامات (انٹری پوائنٹس) سے لے کر خردہ منڈیوں تک نقل و حمل کی لاگت (ایندھن کی بلند قیمتوں اور ایکسل لوڈ دونوں میں) کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔

---

[4] اسما خالد اور صباحت (اپریل2020ء) "پاکستانی غذائی منڈی میں قیمتوں کے استحکام کا طریقہ کار: مسائل اور ممکنہ دشواریوں کی تلاش" ایس بی اسٹاف نوٹ 2/20۔
(http://www.sbp.org.pk/publications/staffNotes.htm)

شکل3.15الف: ہیٹ میپ-سال بسال شہری مہنگائی

دسمبر19ء	نومبر19ء	اکتوبر19ء	ستمبر19ء	اگست19ء	جولائی19ء	جون19ء	مئی19ء	اپریل19ء	مارچ19ء	فروری19ء	جنوری19ء	دسمبر18ء	وزن	
16.7	16.6	13.7	15.0	11.9	7.9	7.5	9.0	8.3	8.8	5.9	2.6	0.6	36.8	غذائی اشاریہ
76.4	66.0	35.9	27.2	13.3	5.4	14.3	29.7	25.4	27.6	6.8	-15.3	-29.7	4.5	تلف پذیر غذائی اشیا
10.8	10.8	11.1	14.4	12.5	8.1	6.5	6.3	6.0	6.5	5.7	4.9	5.3	26.0	غیر تلف پذیر غذائی اشیا
-11.5	-13.0	-0.3	52.0	50.0	-6.6	-12.4	-7.1	2.1	1.7	-4.1	-13.6	0.2	1.9	ڈیری (مرغی، انڈے)
21.7	22.8	19.0	18.7	18.6	16.9	15.1	12.2	8.8	7.7	4.1	4.2	2.6	0.7	دالیں
9.1	7.9	5.4	6.7	8.2	9.7	0.6	24.5	11.0	0.0	-1.1	-1.7	0.7	1.4	تازہ پھل
17.6	19.2	18.1	20.5	21.9	18.9	20.3	19.8	18.7	17.3	17.7	16.3	14.0	1.3	مصالحہ جات
118.3	92.5	47.5	34.5	13.3	2.1	23.3	32.4	34.8	47.2	10.8	-23.3	-42.1	2.9	سبزیاں
13.9	12.9	9.2	9.8	7.9	7.7	6.0	5.1	2.4	2.5	2.2	2.4	2.7	4.9	اناج
16.5	16.0	18.0	19.3	18.4	13.9	12.4	12.1	12.3	8.8	8.6	8.1	6.8	2.2	خوردنی تیل
6.2	6.6	6.2	6.3	5.8	6.1	5.2	5.1	5.6	5.4	4.5	4.5	4.8	5.5	تیار غذائی اشیا
13.5	13.2	13.5	12.6	12.2	11.8	11.1	10.5	8.1	8.9	8.6	8.7	8.2	2.4	گوشت (گوشت، مچھلی)

>20 | 15-20 | 10 to 15 | 5 to 10 | <5

شکل3.15ب: ہیٹ میپ-سال بسال دیہی مہنگائی

دسمبر19ء	نومبر19ء	اکتوبر19ء	ستمبر19ء	اگست19ء	جولائی19ء	جون19ء	مئی19ء	اپریل19ء	مارچ19ء	فروری19ء	جنوری19ء	دسمبر18ء	وزن	
19.7	19.3	14.6	15.0	12.6	9.3	9.1	9.7	9.3	9.3	5.2	1.8	0.5	45.9	غذائی اشاریہ
89.3	73.9	34.3	26.1	17.3	12.1	14.7	27.6	24.7	30.2	-2.4	-21.5	-33.4	5.8	تلف پذیر غذائی اشیا
12.0	12.0	10.6	12.3	11.4	8.2	8.0	7.3	7.1	6.4	5.2	4.3	5.6	35.1	غیر تلف پذیر غذائی اشیا
-13.9	-10.4	4.4	42.1	37.3	-9.3	-6.4	-7.4	4.0	1.6	-5.9	-14.2	7.6	2.0	ڈیری (مرغی، انڈے)
23.7	23.9	19.5	18.1	19.9	17.8	16.3	13.9	11.4	6.1	5.3	2.6	2.6	1.1	دالیں
21.5	13.2	6.7	10.7	14.7	15.9	3.6	17.6	13.9	-0.4	-5.6	-2.3	-3.8	1.5	تازہ پھل
22.1	14.7	11.1	13.7	13.4	11.5	15.2	15.4	15.9	17.2	14.9	16.1	15.5	1.5	مصالحہ جات
80.2	42.2	34.7	20.1	9.8	1.1	17.0	26.8	24.9	34.5	-10.5	-19.1	-34.1	2.1	سبزیاں
17.8	17.4	10.5	10.7	9.2	9.4	9.9	8.5	5.0	4.6	3.7	3.3	4.2	8.5	اناج
19.1	17.5	17.8	17.9	16.8	14.0	9.7	9.1	9.0	8.1	9.8	9.2	9.5	3.0	خوردنی تیل
8.1	8.4	7.7	7.8	7.8	7.0	4.6	5.1	6.4	6.1	6.6	7.3	7.2	3.8	تیار غذائی اشیا
12.2	12.0	12.7	12.1	11.3	12.5	13.0	12.0	14.0	12.0	12.6	10.3	9.5	2.0	گوشت (گوشت، مچھلی)

>20 | 15-20 | 10 to 15 | 5 to 10 | <5

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خاص طور پر زیادہ تر غیر تلف پذیر اشیا (مثلاً دالیں، خوردنی تیل، خشک دودھ وغیرہ) کراچی کی بندرگاہ پر آتی ہیں۔ اگر ہم دورانِ سہ ماہی خوردنی تیل کی مہنگائی اور ہر شہر کا کراچی سے فاصلہ ناپیں تو ہمیں ایک نمایاں مثبت رجحان دکھائی دے گا (**شکل 3.17 الف**)۔ ایسا رجحان گذشتہ برس دکھائی نہیں دیا تھا (**شکل 3.17 ب**)۔ اسی طرح، تلف پذیر اشیا (بالخصوص ٹماٹر)، جو پاکستان نے ملکی قلت پر قابو پانے کے لیے افغانستان سے درآمد کیں، کی صورت میں ہر شہر کے طورخم کی سرحد سے فاصلے اور علاقائی مہنگائی کے مابین مثبت رجحان دیکھا جاسکتا ہے (**شکل 3.17ہ**)۔ آخراً، ایسا ہی مثبت رجحان پنجاب کے گندم اگانے والے شہروں کے فاصلے اور گندم کی مہنگائی کے مابین دیکھا جاسکتا ہے (**شکل 3.17ج**)۔

شکل 3.16 الف: شہروں میں غذائی اشاریے میں انتشار

(پرانی اساس 08-2007ء)

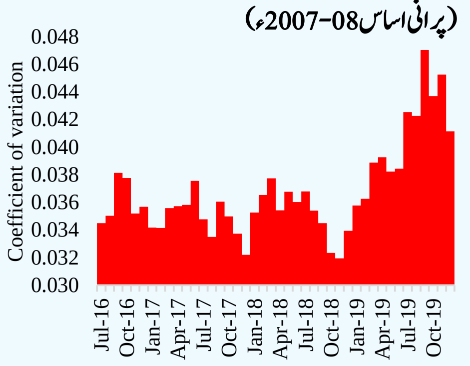

شکل 3.16 ب: شہروں میں غیر غذائی اشاریے میں انتشار

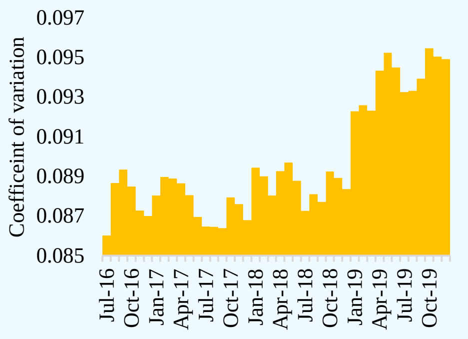

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ii <u>تجارتی رکاوٹوں اور سٹے بازی نے رسد میں عارضی تعطل کے اثرات کو بڑھادیا</u>

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی کے دوران سبزیوں کی قیمتوں میں اضافہ علاقائی معاملہ تھا کیونکہ موسمی دھچکوں (بلند درجہ حرارت اور اچانک شدید بارشوں) نے بھارت میں فصل کی کٹائی کو نقصان پہنچایا، جو خطے میں پیاز، ٹماٹر اور آلو کا سب سے بڑا پیداکار اور برآمد کنندہ ہے۔ تاہم ممالک قیمت میں اضافے پر قابو پانے کے لیے اقدامات کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ستمبر 2019ء میں بھارت نے پیاز اور ٹماٹر کی برآمدات پر واضح پابندی عائد کر دی؛ اس نے مصر، ترکی، افغانستان اور ایران سے پیاز درآمد کرنے کے خصوصی انتظامات بھی کیے۔ اسی طرح بنگلہ دیش نے پیاز کی قیمتوں پر قابو پانے کے لیے اسے میانمار، چین، ترکی اور مصر سے بذریعہ ہوائی جہاز منگوانے کا انتظام کیا۔

شکل 3.1 7الف: خوردنی تیل کی مہنگائی اور شہروں کا کراچی پورٹ سے فاصلہ*

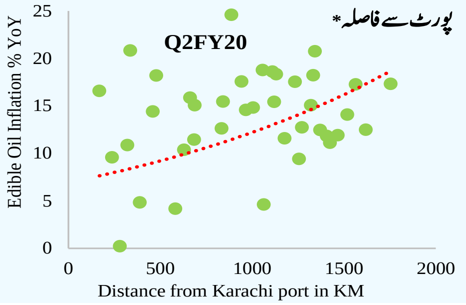

شکل 3.17ب: خوردنی تیل کی مہنگائی اور شہروں کا کراچی پورٹ سے فاصلہ

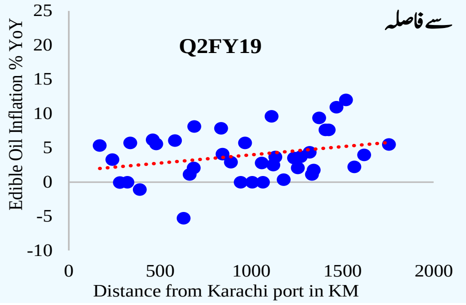

شکل 3.17ج: گندم کے آٹے کی مہنگائی اور پنجاب کے اہم کاشتہ علاقوں سے شہروں کا فاصلہ

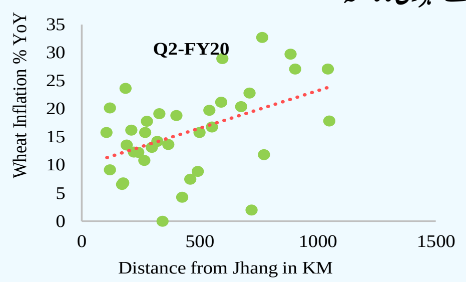

شکل 3.17د: گندم کے آٹے کی مہنگائی اور پنجاب کے اہم کاشتہ علاقوں سے شہروں کا فاصلہ

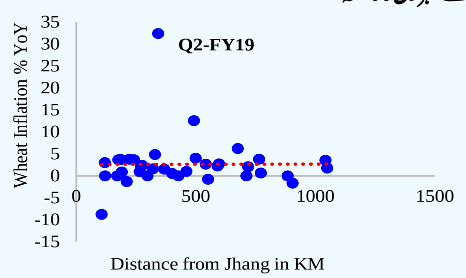

شکل 3.17ہ: ٹماٹر کی مہنگائی اور طورخم کی سرحد سے شہروں کا فاصلہ

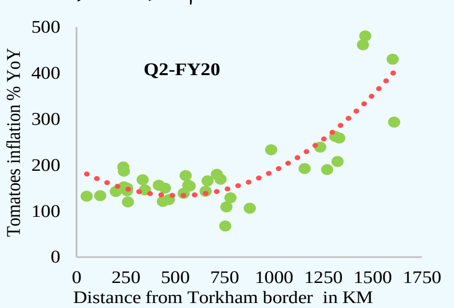

شکل 3.17و: ٹماٹر کی مہنگائی اور طورخم کی سرحد سے شہروں کا فاصلہ

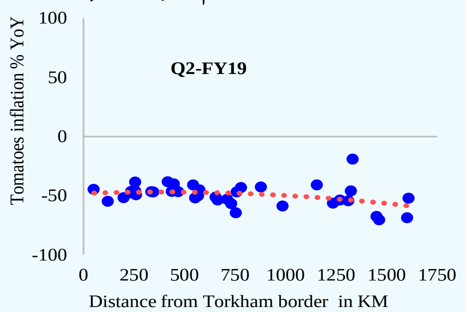

* Powder milk and pulses (where imports constitute the bulk of the domestic supplies) depict similar relationship
Data source: Google Maps, Pakistan Bureau of Statistics (Old base: 2007-08)

تاہم پاکستان میں غذائی فصلوں میں پیداواری نقصانات نسبتاً محدود تھے۔[5] آلو، پیاز اور ٹماٹر کی پیداوار خاصی مستحکم تھی،[6] جبکہ 2019ء میں گندم کی پیداوار میں ہونے والی کمی گذشتہ موسم کے مقابلے میں محض 3.2 فیصد تک محدود تھی۔ تاہم، گندم کی منڈی میں سٹے بازی، حکومتی ایجنسیوں کی جانب سے پست خریداری اور سندھ میں ٹماٹر اور پیاز کی کٹائی میں تاخیر نے ملکی مارکیٹ میں قیمت کے دباؤ کو مہمیز دی۔ یہ دباؤ اہم غذائی اشیا کے لیے درآمدی رکاوٹوں اور قیمتوں کے کنٹرول کے مجموعی نظام میں ساختی کمزوریوں کی وجہ سے طویل ہو کر شدت اختیار کر گیا (تفصیل کے لیے دیکھیے **ایس بی پی اسٹاف نوٹ، 2/20، 2020ء**)۔ نتیجتاً خاصی حد تک اچھی زرعی پیداوار کے باوجود جولائی تا دسمبر 2019ء کی مدت میں علاقائی ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں غذائی مہنگائی سب سے زیادہ ہوگئی (**شکل 3.18**)۔

شکل 3.18 الف: جنوب ایشیائی خطے میں غذائی مہنگائی

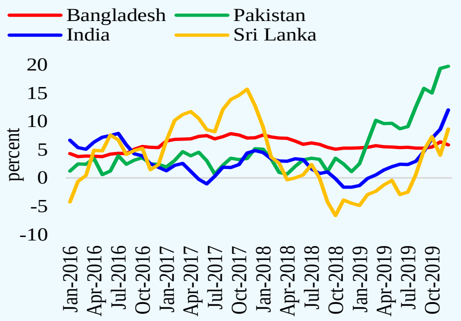

شکل 3.18 ب: مشرقی ایشیائی خطے میں غذائی مہنگائی

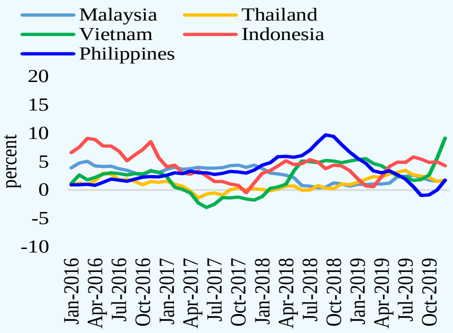

Data source: Haver Analytics

ٹماٹر کے ضمن میں، بوائی کے موسم کی بے وقت بارشوں نے سندھ میں سرما سے پہلے کی کاشت کا صفایا کر دیا اور کٹائی میں تاخیر کا سبب بنی جو اکتوبر کے قریب مارکیٹ میں آنے کی توقع تھی۔ رسد سکڑنے کی وجہ سے وسط اکتوبر میں قیمتیں بڑھنا شروع ہو گئیں۔ پیاز کے حوالے سے ابتدائی طور پر ملکی قیمتوں پر پڑنے والے اثرات علاقائی معاملات سے منسلک تھے تاہم فصل کے تخمینے اور تجارتی اعداد و شمار مارکیٹ کی حرکیات کو سمجھنا مشکل بنا دیتے ہیں۔ پہلے بھارت نے پیاز کی پیداوار میں بہت زیادہ کمی کے بعد ستمبر 2019ء میں درآمدات پر پابندی عائد کر دی۔ اس کے نتیجے میں جنوب ایشیائی خطے میں قیمتیں تیزی سے بڑھیں اور جب ان منڈیوں نے چینی اقسام پر نظر دوڑانا شروع کی تو چین میں بھی پیاز کی قیمت بڑھ گئی۔

[5] مالی سال 20ء کے لیے چھوٹی فصلوں کے سرکاری اعداد و شمار اس رپورٹ کے لکھنے کے وقت دستیاب نہیں تھے۔

[6] مالی سال 19ء کے دوران آلو کی فصل میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 6.45 فیصد نمو ہوئی، جبکہ ٹماٹر اور پیاز کی نمو بالترتیب منفی 1.9 اور منفی 0.2 فیصد کے ساتھ کم و بیش مستقل رہی (ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت، ربیع ورکنگ پیپرز برائے 20-2019ء)۔

یہ واضح نہیں کہ ان حالات سے پاکستان کس طرح متاثر ہوا۔ صوبائی غذائی حکام کے تخمینوں کے مطابق پاکستان میں اس برس پیاز کی وافر فصل ہوئی۔ اس کے باوجود مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پیاز کی قیمتیں 150 فیصد سال بسال سے زیادہ بڑھ گئیں۔ اکتوبر اور نومبر 2019ء میں تقریباً72000 میٹرک ٹن برآمدات کو اس اضافے کی ایک وجہ قرار دیا جاسکتا ہے- اگر ہم اس مقدار سے پورے سال کا حساب نکالیں تو یہ ملکی پیاز کی سالانہ پیداوار کے 20 فیصد کے مساوی ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ بات بھی اتنی ہی اہم ہے کہ ملک نے ان ہی مہینوں میں اس مقدار کا تقریباً نصف (یعنی 36000 میٹرک ٹن) درآمد کیا۔ مزید برآں، بھارت اور پاکستان کے مابین رسمی تجارت نہ ہونے کے باوجود، ان دونوں ممالک میں پیاز کی گرانی میں یہ مضبوط ارتباط بھی ایک معمہ ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے **ایس بی پی اسٹاف نوٹ،20/2،2020ء**)۔

جہاں تک گندم اور گندم کے آٹے کا تعلق ہے، 2019ء کے خریداری کے موسم (یعنی وسط اپریل) کے آغاز سے ہی ان کی قیمتیں بڑھتی رہی تھیں۔ فصل کی قلت، حکومتی ایجنسیوں کی جانب سے محدود خریداری، کم ہوتے آپریشنل ذخائر، جاری برآمدات اور درآمدات پر پابندی، ان سب نے مل کر گندم کی منڈی میں سٹے بازی کو ہوا دی۔[7] ستمبر 2019ء میں حکومت نے گندم کی برآمدات پر واضح پابندی عائد کر دی تاکہ ملکی قیمتوں پر دباؤ کم کرنے میں مدد مل سکے۔ مزید برآں، طلب و رسد کا فرق ختم کرنے کے لیے اقتصادی رابطہ کمیٹی نے خریداری کی صوبائی ایجنسیوں کو متعدد بار گندم کے ذخائر منڈی میں بھیجنے کی تاکید کی۔ تاہم نجی تاجر اپنی جگہ اڑے رہے؛ پنجاب حکومت کی جانب سے گندم کی بین الصوبائی نقل و حرکت پر پابندی کے حوالے سے میڈیا کی رپورٹوں نے بھی سٹے بازی کو تیز کر دیا۔ نتیجتاً، دسمبر 2019ء کے اختتام پر گندم کی 10 کلو گرام کی خردہ قیمت 426.3 روپے تک پہنچ گئی، جبکہ آٹے کی خردہ قیمت بڑھ کر 463.9 روپے فی 10 کلو گرام ہو گئی۔

قوزی مہنگائی کا دباؤ کم ہوگیا

مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شہری علاقوں میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کا دباؤ کم ہو گیا، جبکہ دیہی مہنگائی میں معمولی اضافے کا رجحان دکھائی دیا۔ مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی میں تقریباً نصف اشاریوں میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران شہری علاقوں کے مقابلے میں پست مہنگائی درج کی گئی (**شکل 3.19**)۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاشی استحکام

---

[7] 2019ء کے دوران گندم کی پیداوار 24.3 ملین میٹرک ٹن درج کی گئی۔ گندم کی مجموعی دستیابی کا تخمینہ 28 ملین میٹرک ٹن تھا، جس میں باقی ماندہ 3.8 ملین میٹرک ٹن کا ذخیرہ شامل تھا۔ اس کے مقابلے میں قومی ضرورت 26.9 ملین میٹرک ٹن تھی۔

کے اقدامات (جس میں شرح سود میں اضافہ، مالیاتی یکجائی اور شرح مبادلہ کو مبادیات کے ساتھ منسلک کرنا شامل ہیں) بڑے پیمانے پر مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔

شکل3.19الف: دوسری سہ ماہی میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کی تعددی تقسیم– شہری

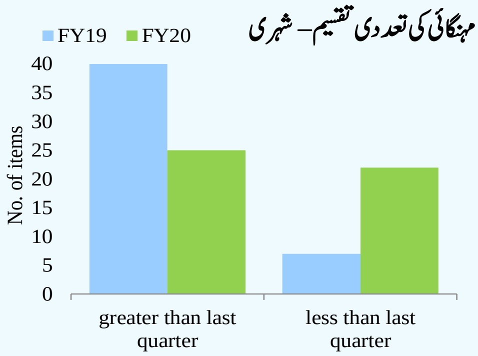

شکل3.19ب: دوسری سہ ماہی میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کی تعددی تقسیم– دیہی

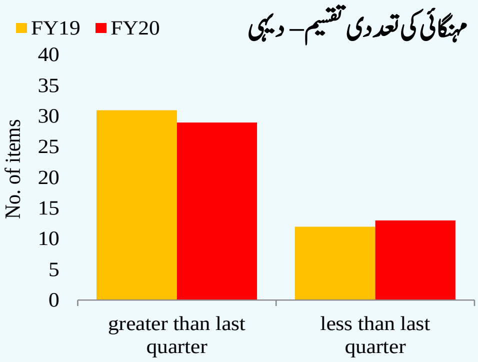

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جُزوار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ شہری علاقوں میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں مکان کے کرائے اور تعلیم نے نمایاں کردار ادا کیا۔ تعلیم میں، مہنگائی کی نمایاں کمی نجی اسکولوں اور کوچنگ سینٹروں کی فیس کے باعث ہوئی۔ ستمبر 2019ء میں اسکولوں کی فیس کو 2017ء کی سطح پر واپس لانے کے سپریم کورٹ کے فیصلے کو اس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے، جس میں فیسوں میں سالانہ زیادہ سے زیادہ 5 فیصد اضافہ مقرر کیا گیا تھا۔

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اشیا کے اشاریے نے دوہندسی مہنگائی درج کی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اضافہ موٹر فیول کی قیمتوں اور ایکسل لوڈ مینجمنٹ کے جزوی اثر کی نمائندگی کرتا ہے، جس نے ملک میں ٹرانسپورٹ کی مجموعی لاگت میں اضافہ کردیا۔ مزید برآں، 20-2019ء کے بجٹ میں محاصل بڑھانے کے اقدامات نے بھی غیر غذائی غیر توانائی باسکٹ میں اشیا کی قیمتوں کو متاثر کیا ہے:

(i) شہری اور دیہی علاقوں دونوں میں ملبوسات اور چپل جوتوں کے گروپ میں مہنگائی میں اضافہ ہوا۔ اس گروپ کے اندر، سوتی کپڑے اور اونی اور تیار ملبوسات کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا، کیونکہ ان کے تیار کنندگان نے ٹیکس کے صفر ریٹنگ نظام کے خاتمے کے اثرات (مؤثر طور پر، 17 فیصد جی ایس ٹی کا نفاذ) کو صارفی قیمتوں پر منتقل کردیا۔

(ii) حکومت نے فولاد کی مختلف مصنوعات، بشمول دھاتی چھڑیوں (billets)، دھاتی خام ڈلوں (ingots) اور سلاخوں، وغیرہ پر 17 فیصد فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (سیلز ٹیکس موڈ میں) عائد کر دی، اس سے پہلے فولاد کا شعبہ معین سیلز ٹیکس کے تحت تھا؛ اور

(iii) سیمنٹ کی قیمتوں میں اضافہ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھنے کے اثر کی عکاسی کرتا ہے، جو رواں برس 1.5 روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 2 روپے فی کلوگرام کر دی گئی۔

شکل 3.20: سستی مزدوری اور خدمت کے معاوضے کا اشاریہ - سال بسال مہنگائی

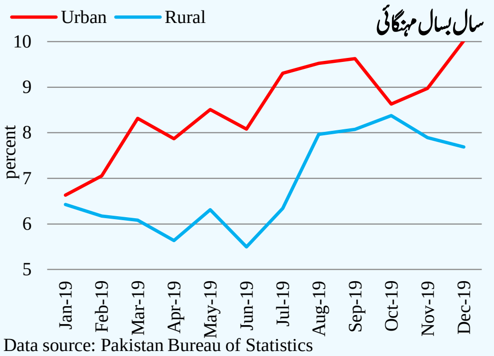

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اس کے برعکس، اشیائے خدمات کی مہنگائی کم رہی۔ تاہم خدمات کے شعبے کے اندر، خاص طور پر شہری علاقوں میں پست سطح کی اجرتوں اور سروس چارجز پر اضافے کا دباؤ نمایاں تھا (**شکل 3.20**)۔ شہروں میں پست سطح کی اجرتوں اور سروس چارجز کے اشاریے (جس کا مجموعی صارف اشاریہ قیمت میں 3.4 فیصد وزن ہے)، جو تمام خدمات، جیسے گھریلو ملازمین، صفائی اور کپڑوں کی دھلائی، سلائی، کوڑا کرکٹ اٹھانے، موٹر سائیکل ٹائر پنکچر، کار سروس، بڑھئی، مستری، پلمبر اور الیکٹریشن، کی نمائندگی کرتا ہے، میں مالی سال 20ء کی دوسری ششماہی کے دوران اوسطاً 9.2 فیصد مہنگائی درج کی گئی۔ اس اضافے کو ممکنہ طور پر معیشت میں مہنگائی کے دباؤ کے مجموعی اثرات کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے، جس نے پست آمدنی والے گروہ کی حقیقی آمدنی کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔

توانائی کی مہنگائی میں مستقل اضافہ جاری رہا

تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں نمایاں کمی کے باوجود ملکی توانائی کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ یہ رجحان گذشتہ پالیسیوں کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے، جن کے نتیجے میں بجلی اور گیس دونوں شعبوں میں بقایاجات، توانائی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے لیے مالی رکاوٹوں اور تکنیکی نقصانات رچوری نے جنم لیا۔ بجلی اور گیس کی فرمز کی غیر مستحکم مالی حیثیت اور اس کے سالانہ و نیم مالیاتی اثرات نے ان شعبوں میں جامع اصلاحات کو حکومت کے لیے ناگزیر بنادیا جن میں نرخوں کے طریقہ کار کو درست کرنے اور ان کی بروقت اطلاع اور دیگر اصلاحات شامل ہیں۔

مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی میں شہری توانائی کے اشاریے میں 19.9 فیصد اضافہ درج کیا گیا جبکہ دیہی اشاریے میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 10.6 فیصد اضافہ ہوا۔ جزوار تجزیہ بتاتا ہے کہ شہری توانائی کے اشاریے پر سب سے زیادہ جولائی 2019ء میں گیس کے نرخوں میں اضافے سے اثر پڑا، جو آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے نرخوں کی اطلاع میں تاخیر اور تکنیکی نقصانات کی وجہ سے شعبے میں بقایاجات کے جمع ہوجانے کو کم کرنے کے لیے کیا۔ سوئی سدرن گیس کمپنی اور سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ کے اضافی محاصل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دسمبر 2019ء کے دوران ایک اور اضافہ متوقع تھا۔ تاہم یہ فیصلہ مؤخر کردیا گیا اور گیس کے نرخ تبدیل نہیں کیے گئے۔ بہر حال اکتوبر 2018ء اور جولائی 2019ء کے دوران نرخوں میں اضافے کا اثر سال بسال بنیاد پر مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کی مہنگائی پر نمایاں رہا۔ چونکہ گیس کے نرخ دیہی علاقوں کی صارف اشاریہ قیمت کی باسکٹ میں شامل نہیں کیے جاتے اس لیے ان کی توانائی کا اشاریہ خاصا مستحکم رہا۔

اسی طرح مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شہری اور دیہی دونوں کی بجلی کی قیمتوں میں 15.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ یہ اضافہ فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی استعدادی ادائیگیوں اور شعبے کے نقصانات کی لاگت کو پورا کرنے کے لیے نرخوں میں سہ ماہی ردوبدل کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سہ ماہی ردوبدل بجلی کے شعبے کے بقایاجات اکٹھا ہونے کو کم کرنے کے حکومتی جامع منصوبے کا حصہ ہیں۔

شکل 3.21: توانائی کا اشاریہ اور آئل کی بین الاقوامی قیمتیں

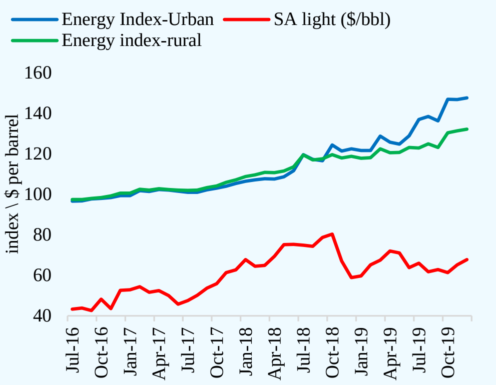

Data source: PBS and Bloomberg

مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران موٹر فیول کی قیمتیں مستحکم رہیں۔ تاہم مہنگائی سال بسال بنیاد پر بلند رہی کیونکہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں شہری فیول کا اشاریہ 18.3 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 25.8 فیصد اضافہ ہوا تھا؛ نیز مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی میں دیہی قیمتیں 18.5 فیصد بڑھ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ان میں 25.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ناسازگار عالمی اقتصادی منظرنامے پر تیل کی پست بین الاقوامی قیمتوں اور مضبوط ملکی کرنسی نے موٹر فیول کے زمرے میں مہنگائی کے اثرات کو محدود رکھنے میں مدد دی (**شکل 3.21**)۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

شکل 4.1 : پہلی ششماہی میں مالیاتی اظہاریے

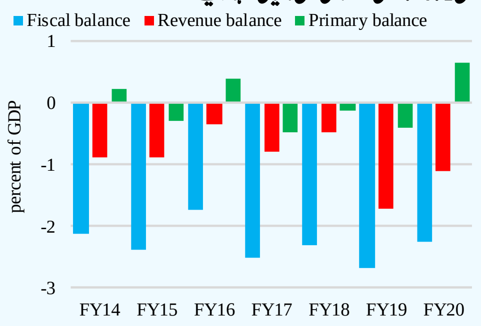

Data source: Ministry of Finance

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی صورتِ حال میں بہتری آئی۔ گذشتہ برس کے 2.7 فیصد کے مقابلے میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 2.3 فیصد درج کیا گیا(**شکل 4.1**)۔ بالخصوص، بنیادی زرِ فاضل آئی ایم ایف کے طے کردہ نظرثانی شدہ ہدف سے تین گنا زائد تھا۔ اس بہتری کو بنیادی طور پر محصولات کی وصولی سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کی نمو اخراجات سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اگرچہ محاصل میں اضافہ ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں زمروں کے باعث ہوا، تاہم مجموعی اخراجات بلند سودی ادائیگیوں، گرانٹس اور ترقیاتی اخراجات کی بناپر بڑھے۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں سخت مالیاتی نظم وضبط کے باعث دوسری سہ ماہی میں اخراجات بڑھانے کے لیے مالیاتی گنجائش میں خاصا اضافہ ہوا۔ یہ امر اہم ہے کہ سماجی اور ترقیاتی محاذ پر اخراجات میں اضافہ ہوا۔ تاہم مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اخراجات کی نمو نے محاصل میں اضافے کے اثر کو زائل کر دیا۔ نتیجتاً، مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 1.6 فیصد رہا، جبکہ پہلی سہ ماہی میں 1.3 فیصد رہا، اور مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ 1.3 فیصد درج کیا گیا تھا۔

مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں سکڑاؤ کے برعکس محاصل کی وصولی میں خوب اضافہ ہوا، حالانکہ معاشی سرگرمیوں میں مجموعی طور پر سُست روی اور درآمدات میں نمایاں کمی واقع ہوئی تھی (**جدول 4.1**)۔ پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی میں اضافے، ٹیلی کام کی خدمات پر دوبارہ ٹیکسوں کے نفاذ، سیمنٹ اور سگریٹ پر ایکسائز ڈیوٹی میں اضافے، بجلی کے نرخوں میں اضافے، تنخواہوں پر ٹیکس بڑھانے، مختلف شعبوں کے ساتھ رعایتی سلوک ترک کرنے اور برآمدات سے متعلق پانچ شعبوں کو ٹیکس سے استثنا دینے جیسے پالیسی اقدامات کی وجہ سے محاصل کی یہ نمو بلند ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ بلند مہنگائی بھی محاصل میں اضافے کا سبب بنی ہو۔ یکبارگی عوامل جیسے جی ایس ایم کی تجدیدی فیس

جدول 4.1: پہلی ششماہی میں مالیاتی کارروائیوں کا خلاصہ

ارب روپے

	حقیقی			نمو		
	م س18ء	م س19ء	م س20ء	م س18ء	م س19ء	م س20ء
الف۔ مجموعی محاصل	2,384.7	2,327.1	3,231.9	19.8	-2.4	38.9
ٹیکس محاصل	2,026.9	2,082.5	2,465.2	16.4	2.7	18.4
نان ٹیکس محاصل	357.8	244.6	766.7	43.4	-31.6	213.4
ب۔ مجموعی اخراجات	3,181.0	3,357.0	4,226.6	14.0	5.5	25.9
جاریہ	2,545.2	2,984.4	3,721.4	13.5	17.3	24.7
سودی ادائیگیاں	751.4	876.7	1,281.2	16.1	16.7	46.1
ترقیاتی	574.8	361.1	464.9	15.6	-37.2	28.8
خالص قرض گاری	2.0	8.3	8.3	-131.4	311.8	0.3
ج۔ شماریاتی فرق	59.0	3.2	32.0			
مالیاتی توازن (الف—ب-ج)	-796.3	-1,029.9	-994.7			
محاصل کا توازن	-160.5	-657.3	-489.4			
بنیادی توازن	-44.9	-153.2	286.5			
مالکاری	796.3	1,029.9	994.7			
بیرونی ذرائع	384.1	218.0	513.6			
ملکی ذرائع	412.2	811.9	481.1			
بینک	331.8	577.6	41.7			
نان بینک	80.4	234.4	439.4			
جی ڈی پی کا فیصد						
مجموعی محاصل	6.9	6.0	7.3			
ٹیکس	5.9	5.4	5.6			
نان ٹیکس	1.0	0.6	1.7			
مجموعی اخراجات	9.2	8.7	9.6			
جاریہ	7.4	7.7	8.5			
ترقیاتی	1.7	0.9	1.1			

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

اور اسٹیٹ بینک کی بلند نفع آوری نان ٹیکس محاصل کے اہم ذرائع تھے۔ تاہم مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکس محاصل کا آئی ایم ایف کے ساتھ طے شدہ ہدف حاصل نہ ہو سکا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ درآمدات میں کمی کے اقدامات نے محاصل جمع کرنے کے

عمل پر منفی اثرات مرتب کیے، کیونکہ مجموعی سالانہ ٹیکس وصولی کا 40 فیصد حصہ درآمدات سے منسلک ہے۔

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری اور ترقیاتی دونوں اخراجات گذشتہ برس کے مقابلے میں تیزی سے بڑھے (**جدول 4.1**)۔ جاری اخراجات میں بلند نمو سودی ادائیگیوں اور گرانٹس کے سبب ہوئی، جو خصوصاً دوسری سہ ماہی میں مرتکز تھیں۔[1] اسی طرح وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ترقیاتی اخراجات میں بھی اضافہ ہوا۔

شکل 4.2: پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی نمو میں حصہ

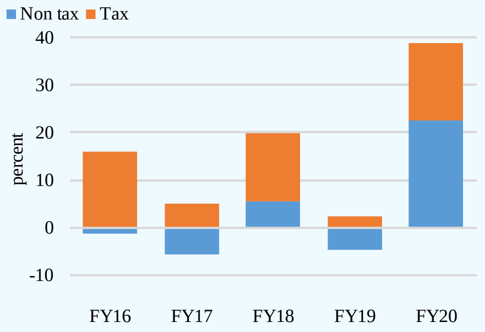

Data source: Federal Board of Revenue

پست مالکاری ضروریات، جس میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافہ کارفرما رہا، کے باعث سرکاری قرضوں میں اضافے کی رفتار تھم گئی۔ ملکی قرضے کے اجزائے ترکیبی میں بھی تغیر سامنے آیا، کیونکہ حکومت مرکزی بینک سے قرض نہ لینے کے عزم پر سختی سے کاربند رہی۔ مزید برآں، حکومت نے انتظام قرض کی حکمت عملی کے طور پر اپنی جمع شدہ رقوم (کیش بفرز) کو مالکاری ضروریات پوری کرنے اور موجودہ قرضوں کی واپسی کے لیے استعمال کیا۔ کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے نئی قرض گیری، آئی ایم ایف سے قرض کی قسطوں کے حصول اور حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری بڑھ جانے سے ڈالر میں بیرونی قرضہ بڑھ گیا۔ اس عرصے کے دوران یہ رقوم ملنے سے بڑی ادائیگیوں (بشمول 1.0 ارب ڈالر کے صکوک) کے بوجھ سے خلاصی ہو گئی۔

شکل 4.3: پہلی ششماہی کے دوران میزانی ہدف کے مقابلے میں ایف بی آر ٹیکس محاصل کی وصولی

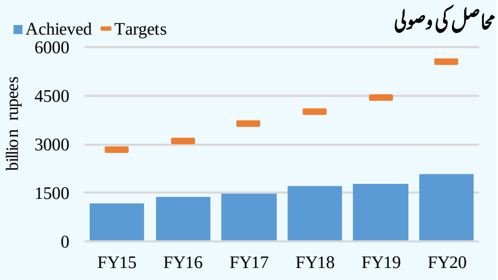

Data source: Ministry of Finance

4.2 محاصل

گذشتہ برس کی کمی کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی مجموعی وصولی میں اضافہ ہوا (**شکل 4.2**)۔ اس کی بنیادی وجہ ایف بی آر کے ٹیکسوں میں نمایاں اضافہ ہے، جسے نان ٹیکس محاصل کی بلند نمو نے بھی تقویت بخشی۔

[1] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی جاری اخراجات کا حجم سالانہ ہدف کا تقریباً 42.0 فیصد تھا۔

جدول 4.2: پہلی ششماہی میں ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

		وصولی			نمو		
	میزانیہ م س20ء*	م س18ء	م س19ء	م س20ء	م س18ء	م س19ء	م س20ء
بلاواسطہ ٹیکس	2081.9	663.5	668.4	784.9	12.2	0.7	17.4
بالواسطہ ٹیکس	3473.0	1058.1	1126.4	1309.2	20.1	6.5	16.2
کسٹمز ڈیوٹی	1000.5	281.5	336.0	326.6	29.1	19.4	-2.8
سیلز ٹیکس	2107.7	686.5	688.0	857.5	18.9	0.2	24.6
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	364.8	90.1	102.3	125.1	5.5	13.6	22.2
مجموعی ٹیکس	**5555.0**	**1721.6**	**1794.8**	**2094.1**	**16.9**	**4.3**	**16.7**

*میزانیہ ایک نظر میں، وزارتِ خزانہ

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور وزارتِ خزانہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی مجموعی وصولی میں 38.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 2.4 فیصد کمی ہوئی تھی۔ معاشی سُست روی اور درآمدات میں بڑے پیمانے پر تخفیف کے باوجود ٹیکس محاصل میں 18.4 فیصد نمو درج کی گئی، اس کی بہ نسبت گذشتہ پانچ برسوں کی پہلی ششماہیوں میں ان کی اوسط نمو 12.4 فیصد رہی تھی۔ اس سے قطع نظر ایف بی آر کے ٹیکسوں میں قابلِ ذکر نمو اور ٹیکس وصولی کی کوششوں میں بہتری کے باوجود ایف بی آر کی ٹیکس وصولی مالی سال 20ء کے میزانیے کے مقررہ ہدف کا صرف 37.7 فیصد حاصل کر سکی (**شکل 4.3**)۔[2]

ایف بی آر ٹیکس

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 16.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ نمو صرف 4.3 فیصد رہی تھی (**جدول 4.2**)۔ ایف بی آر ٹیکسوں میں اضافے کی بنیادی وجوہ مختلف پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی بلند شرحیں، برآمدات سے متعلق شعبوں سے ٹیکس استثنا کا خاتمہ، تنخواہوں کی مختلف سطحوں پر ٹیکس شرحیں بڑھانا، ٹیلی کام خدمات پر ودہولڈنگ ٹیکسوں کا دوبارہ نفاذ اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی بلند شرحیں ہیں۔ تاہم محاصل کو اور زیادہ بڑھانے کے لیے ایف بی آر کو وصولی

[2] اوسطاً، گذشتہ پانچ برسوں کی پہلی ششماہی کے دوران سالانہ میزانی ہدف کا 42.0 فیصد حاصل ہوا۔

کے لیے مزید تگ ودو کرنا ہوگی۔ واضح معنوں میں، ایف بی آر کو دوسری ششماہی کے دوران 3143.9ارب روپے وصول کرنا ہوں گے تا کہ حاصل کا 5238 ارب روپے کا سالانہ نظرثانی شدہ ہدف حاصل کیا جاسکے۔

جدول 4.3: پہلی ششماہی میں بلاواسطہ ٹیکس کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	م س19ء	م س20ء	تبدیلی م س19ء	تبدیلی م س20ء
ودہولڈنگ ٹیکس	**449.4**	**544.5**	**-42.1**	**95.1**
نمو			-8.6	21.2
درآمدات	114.2	105.8	9.4	-8.4
تنخواہیں	32.8	57.5	-25.0	24.7
منافع منقسمہ	25.4	30.4	-5.4	5.0
بینکوں کا سود اور تمسکات	25.9	56.7	3.6	30.8
ٹھیکے	106.5	112.8	-20.5	6.3
برآمدات	15.5	19.9	2.1	4.4
نقد رقوم نکلوانا	17.8	8.6	1.7	-9.2
بجلی کے بل	19.2	24.9	2.6	5.7
ٹیلی فون	3.7	27.0	-21.4	23.3
عندالطلب وصولی	**32.7**	**19.7**	**-7.4**	**-13.0**
نمو			-18.5	-39.8
رضاکارانہ ادائیگی	**227.1**	**248.2**	**52.9**	**21.1**
نمو			30.4	9.3
متفرق	-15.0	8.6	-17.9	23.6
خالص بلاواسطہ ٹیکس	668.4	784.9	4.9	116.5

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

یہ امر اہم ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی اتھارٹیوں نے ٹیکس اساس بڑھانے کی غرض سے ٹیکس گزاروں کو سہولتیں فراہم کیں، جن میں: ٹیکس ریفنڈ کا مکمل خودکار برقی نظام[3]، ایف بی آر ٹیکس آسان موبائل ایپلی کیشن کا آغاز، تجارت کو سازگار بنانے کے لیے "آتھرائزڈ اکنامک آپریٹرز" (اے ای او) نامی پروگرام شروع کرنا شامل ہیں۔[4] مزید برآں، ایف بی آر نے ایسا پوائنٹ آف سیل (پی او ایس) نظام تشکیل دیا جو فروخت کے ریکارڈ کو فیڈرل بورڈ آف ریونیو کے مرکزی نظام سے منسلک کردیتا ہے۔

بلاواسطہ ٹیکس

ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 37 فیصد حصہ بلاواسطہ ٹیکسوں کا ہے، جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 17.4 فیصد بڑھ گئے، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ نمو محض 0.7 فیصد تھی۔ تنخواہوں پر ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ، قرضے کے نفع پر ٹیکس شرحیں بڑھنا اور موبائل فون ٹاپ اپس پر ودہولڈنگ ٹیکس کا دوبارہ نفاذ اس اضافے کی وضاحت کرتا ہے۔

---

[3] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ری فنڈز 37.0 فیصد بڑھ کر 75.5 ارب روپے ہوگئے جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں 55.1 ارب روپے تھے۔

[4] آتھرائزڈ اکنامک آپریٹرز (اے ای او) کے ہمراہ حکومت ان کاروباری اداروں کی توثیق کرے گی جو اس قانون پر زیادہ سے زیادہ عمل پیرا ہیں، اور انہیں ترجیحی بنیادوں پر سہولتیں فراہم کرے گی۔

شکل 4.4: پہلی ششماہی میں پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرحیں**

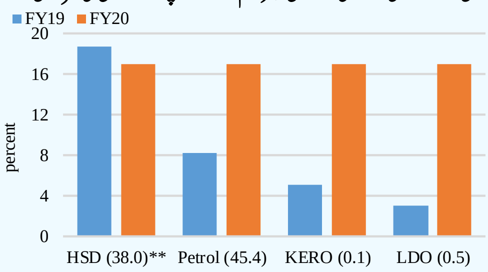

*Effective rates are calculated on basis of weighted averages for H1. **Shares in parentheses.
Data source: Federal Board of Revenue and SBP calculations

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں سب سے زیادہ حصہ ودہولڈنگ ٹیکس کا رہا۔ تنخواہوں، بینکوں کے سود اور تمسکات، اور ٹیلی فون کی مدات کا مجموعی نمو میں حصہ 11.8 فیصدی درجے رہا (**جدول 4.3**)۔[5] تاہم، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات میں کمی کے رجحان کے باعث درآمدات سے حاصل ہونے والے ودہولڈنگ ٹیکس میں 7.3 فیصد تخفیف ہوئی۔[6] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹھیکوں سے ہونے والی وصولی میں 5.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 16.1 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں رقوم کا اجرا بڑھ جانا تھا۔

بالواسطہ ٹیکس

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 16.2 فیصد کی نمو درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں یہ نمو قدرے دھیمی یعنی 6.5 فیصد تھی (**جدول 4.4**)۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں اضافے کا بنیادی سبب سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی بلند شرحیں ہیں۔ بالواسطہ ٹیکسوں میں محض سیلز ٹیکس (بیشتر پیٹرولیم مصنوعات پر) کا حصہ لگ بھگ 15.1 فیصدی درجے رہا جس کی بنا پر اس میں 16.2 فیصد کی نمو واقع ہوئی۔ دریں اثنا، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکس وصولی بڑھنے کا اہم سبب پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس میں اضافہ تھا (**شکل 4.4**)۔

برقی توانائی کی مد میں وصولی سیلز ٹیکس کی نمو میں دوسرا بڑا عامل تھا، جس کی وضاحت نرخوں میں اضافے اور برآمدی شعبوں کے ٹیکس استثنا کے خاتمے سے ہوتی ہے۔[7] مزید برآں، چینی پر سیلز ٹیکس میں اضافے نے بھی محاصل کی بلند وصولی میں اپنا کردار ادا کیا۔ ٹیکس شرحیں اور درآمدی لاگت (روپے میں) بڑھنے سے لوہے اور فولاد سے ہونے والی وصولی میں 17.8 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی طرح مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکس استثنا مسدود ہونے کے سبب ٹیکسٹائل سے متعلق اجزا سے ہونے والی وصولی میں بھی اضافہ ہوا۔

[5] نفع پر بلند سودی شرح اور بلند ٹیکس شرح کے باعث بینکوں کے سود اور تمسکات سے وصولی 30.8 ارب روپے بڑھ گئی۔
[6] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات میں 17.0 فیصد کی واقع ہوئی۔
[7] یہ شعبے اب بجلی کے صرف پر سیلز ٹیکس ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط کی بہ نسبت مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تقریباً دگنی نمو ہوئی۔ اس نمو کو فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی شرحوں میں اضافے سے منسوب کیا جاتا ہے۔[8] زیر جائزہ عرصے کے دوران سیمنٹ، سگریٹ اور تمباکو، اور مشروبات کا مجموعی طور پر اس کی نمو میں نصف سے زائد حصہ رہا۔

اس میں بڑی کمی کسٹمز ڈیوٹی (جو بالواسطہ ٹیکس کا 25 فیصد ہے) کی وصولی کی وجہ سے ہوئی، جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 2.8 فیصد گھٹی۔ اس زمرے میں سست روی کا بڑی وجہ درآمدی گاڑیوں کی وصولی میں کمی ہے؛ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ضوابطِ کار کے باعث گاڑیوں کی درآمدات سکڑ گئیں (**باب 5**) اس کے ساتھ ساتھ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کرنسی میں ردوبدل کے سبب ان کی لاگت میں اضافہ ہو گیا تھا (**جدول 4.5**)۔[9]

جدول 4.4: پہلی ششماہی میں سیلز ٹیکس محاصل کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	اصل		نمو	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
سیلز ٹیکس	**688.0**	**857.5**	**0.2**	**24.6**
جس میں				
پیٹرولیم مصنوعات	222.4	264.2	-14.4	18.8
برقی توانائی (ڈسکوز)	28.6	52.6	-8.6	83.9
لوہا اور فولاد	39.9	47.0	23.5	17.8
جوہری ریکٹر اور بوائلر	34.5	31.8	16.3	-7.8
پلاسٹک کی مصنوعات	24.3	27.7	907.3	14.2
نیم موصل (سیمی کنڈکٹرز)	25.9	27.5	5.9	6.3
گاڑیاں	35.3	23.2	7.5	-34.3
ٹیکسٹائلز سے متعلقہ اجزا	1.6	25.0	-	-
چینی	9.7	16.5	4.6	69.6
دیگر	278.5	344.4	0.8	23.7
بالواسطہ ٹیکس	**1,126.4**	**1,309.2**	**6.5**	**16.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

نان ٹیکس محاصل

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل میں 522.1 ارب روپے کا زبردست اضافہ ہوا، اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 113.2 ارب روپے کی کمی ہوئی تھی (**جدول 4.6**)۔ نان ٹیکس محاصل میں بڑا اضافہ اسٹیٹ بینک کا بلند نفع

[8] نظرثانی کے بعد مشروبات پر شرح 11.5 سے بڑھا کر 13.0 فیصد کردی گئی تھی جبکہ سگریٹ اور سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بالترتیب 100 روپے فی ہزار سگریٹ اور 0.5 روپے فی کلو بڑھا دی گئی۔

[9] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکس کی حامل درآمدات پر ڈیوٹی میں (روپوں میں) 7.2 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ڈیوٹی فری درآمدات میں 18.2 فیصد نمو درج کی گئی۔

اور جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیس کے باعث ہوا۔ بلند حکومتی قرضے، بلند شرح ہائے سود، ذخائر بازقدرپیمائی کے فوائد اور نفع اسٹیٹ بینک کے بلند منافع کا موجب بنے۔ مزید برآں، صوبوں کے پن بجلی کے منافع سے نان ٹیکس محاصل میں مزید اضافہ ہوا۔

جدول 4.5: ایکسائز اور کسٹمز کے محاصل کے اہم ذرائع

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	اصل		نمو	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
<u>**فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی**</u>				
سیمنٹ	27.8	35.5	17.8	27.6
سگریٹ اور تمباکو	32.2	35.4	31.4	9.9
مجموعی خدمات	19.6	20.0	-2.0	2.1
مشروبات	10.3	14.3	6.2	39.2
دیگر	12.4	19.8	0.8	60.0
کل	**102.3**	**125.1**	**13.5**	**22.3**
<u>**کسٹمز ڈیوٹی**</u>				
مصنوعات	41.5	45.4	37.0	9.4
گاڑیاں	48.4	30.6	-1.0	-36.8
فوٹو سینسٹو سیمی کنڈکٹرز	19.0	29.8	30.9	56.8
لوہا اور فولاد	25.0	22.7	26.2	-9.1
جوہری ری ایکٹر اور بوائلر	20.5	16.5	22.0	-19.7
خوردنی تیل	15.4	15.4	-	0.0
دیگر	166.5	166.3	10.1	-0.1
کل	**336.0**	**326.6**	13.3	**-2.8**
بلاواسطہ ٹیکس	**1,126.4**	**1,309.**	**6.5**	**16.2**

اعداد و شمار: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

4.3 اخراجات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اخراجات میں کمی کا جو رجحان تھا، وہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری اور ترقیاتی اخراجات کی وسیع البنیاد نمو کے ساتھ یکسر بدل گیا۔ جاری اخراجات کا اضافہ دوسری سہ ماہی میں زیادہ نمایاں رہا اور بلند سودی ادائیگیوں اور سماجی نوعیت کے اخراجات (احساس پروگرام) کے باعث ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران تعمیراتی اخراجات بھی بڑی سُرعت سے بڑھے (**جدول 4.7**)۔

اس عرصے کے دوران گرانٹس میں قابلِ ذکر اضافہ ہوا۔[10] اس سے سماجی اخراجات کے حوالے سے حکومتی ترجیح آشکار ہوتی ہے، جو مارچ 2019ء میں احساس پروگرام کے آغاز سے بھی عیاں ہے۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرضوں کے سبب سودی ادائیگیاں بھی بڑھیں۔ بلند شرح سود کے ساتھ ملکی قرضوں کی تشکیل نو بلند سودی ادائیگیوں کی بنیادی وجہ ہے۔[11] جیسا کہ (**شکل 4.5**) سے ظاہر ہے،

[10] قبل ازیں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ترقیاتی اخراجات کے میزانی اختصاص کو ترقیاتی اخراجات کی زمرے میں درج کیا جاتا تھا۔ اب نظرثانی شدہ سرکاری مالیاتی انتظام کے تحت گرانٹس کا اندراج وفاقی جاری اخراجات کی مد میں کیا جاتا ہے۔ گرانٹس کا میزانی ہدف بھی 449.9 ارب روپے کے مقابلے میں زیادہ یعنی 734.7 ارب روپے تھا۔

[11] جون 2019ء میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قلیل مدتی ایم آر ٹی بیز کے ذخیرے کو مختلف عرصیتوں کے قلیل مدتی پی آئی بیز سے تبدیل کر دیا۔ تقریباً 70 فیصد ایم آر ٹی بیز کو رواں شرحوں کے ساتھ (ٹی بلز کی چھ ماہ کی شرح بطور نشانیہ) 10 سالہ پی آئی بیز میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔

زیر جائزہ عرصے میں اخراجات سے متعلق سودی ادائیگیاں، معیشت کا حجم اور محاصل میں بڑی حد تک نمو ہوئی۔[12] مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں صوبائی اور وفاقی دونوں سطحوں پر ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہوا(**جدول4.7**)۔ بالخصوص سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگراموں کے لیے رقوم کے اجرا میں 60.3 فیصد(ہدف کا39.4 فیصد)اضافہ درج کیا گیا،اس کے برعکس گذشتہ برس اس مد میں کمی ہوئی تھی۔تاہم یہ رقوم سرکاری مالی انتظام کے طریق کار میں طے کردہ 50 فیصد سے کم اخراجات تھیں ۔[13] مزید برآں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگراموں کے لیے جاری ہونے والی متفرق رقوم سے ایک جیسی ترجیحات ظاہر ہوتی ہیں، جیسے وفاقی وزارتیں،انفراسٹرکچر (بالخصوص نیشنل ہائی وے اتھارٹی)،اور خصوصی علاقوں کے لیے چند تخصیصی ترقیاتی پروگرام۔

جدول4.6: پہلی ششماہی میں نان ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے

	اصل		مطلق تبدیلی	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
مارک اپ(پی ایس ایز	5.8	27.4	-8.1	21.6
منافع منقسمہ	30.2	26.2	11.0	-4.0
ایس بی پی کا منافع	63.2	426.5	-62.0	363.3
دفاع	6.3	6.5	0.2	0.2
محکمہ ڈاک/پی ٹی اے کا	15.9	112.1	7.3	96.2
تیل اور گیس پر رائلٹی	41.9	43.8	15.3	2.0
پاسپورٹ اور دیگر	9.3	11.4	1.8	2.1
خام تیل پر بچت	6.5	7.2	2.4	0.7
خام تیل کے عوض	4.5	3.3	3.7	-1.2
ایل پی جی پر پیٹرولیم	1.8	1.7	1.5	-0.1
دیگر	59.3	100.6	-86.5	41.3
کل	**244.6**	**766.7**	**-113.2**	**522.1**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں 348.4ارب روپے کی فاضل رقوم درج کرکے صوبے مالی استحکام کی کوششوں پر کاربند رہے، جو پورے سال کے میزانی ہدف کا تقریباً82 فیصد ہے۔ان فاضل رقوم میں بیشتر حصہ پنجاب اور بلوچستان کا رہا(**جدول4.8**)۔

[12] گذشتہ دس برسوں کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی جاری اخراجات میں سودی ادائیگیوں کا اوسط حصہ 43.5 فیصد ہے۔

[13] سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام2019-20ء کی غرض سے مختص کردہ رقوم کے اجرا کے لیے نظرثانی شدہ حکمت عملی۔

جدول 4.7: مالیاتی اخراجات

ارب روپے، نمو فیصد میں

			مطلق تبدیلی		نمو	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
جاری اخراجات	2,984.4	3,721.4	439.1	737.0	**17.3**	**24.7**
وفاقی	1,936.2	2,593.0	280.2	656.8	16.9	33.9
جس میں						
سودی ادائیگیاں	876.7	1,281.2	125.3	404.5	16.7	46.1
ملکی	752.1	1,120.7	74.1	368.6	10.9	49.0
غیر ملکی	124.6	160.5	51.1	35.9	69.6	28.8
گرانٹس	129.0	239.6	-1.0	110.6	-0.8	85.7
دفاع	479.6	529.5	86.2	49.9	21.9	10.4
امنِ عامہ و تحفظ	68.8	72.1	9.3	3.3	15.6	4.8
دیگر	382.1	470.6	60.5	88.5	18.8	23.2
صوبائی	1,048.2	1128.4	159.0	80.2	17.9	7.6
ترقیاتی اخراجات	**361.1**	**464.9**	-213.7	**103.9**	**-37.2**	28.8
سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات	328.2	456.8	-191.6	128.6	-36.9	39.2
وفاقی	160.5	237.5	-42.5	77.0	-20.9	48.0
صوبائی	167.7	219.4	-149.0	51.6	-47.1	30.8
دیگر	32.9	8.1	-22.2	-24.7	-40.3	-75.3
خالص قرض گاری	**8.3**	**8.3**	**6.3**	**0.0**	**311.8**	**0.3**
کل اخراجات*	**3,353.8**	**4,194.6**	**231.7**	**840.9**	**7.4**	**25.1**

*علاوہ از شماریاتی فرق

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی صوبائی محاصل میں 14.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 4.9 فیصد تھی۔ صوبائی محاصل کا ایک بڑا حصہ وفاق کی جانب سے صوبائی حصے (این ایف سی ایوارڈ کے مطابق) اور وفاق کے قرضوں اور منتقلیوں کی شکل میں آیا۔ تاہم صوبائی نان ٹیکس محاصل میں کمی کا رجحان مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیز نمو میں بدل گیا (**شکل 4.6**)۔

حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبوں کی جانب سے محاصل کی وصولی میں 26.4 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 9.9 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔ یہ ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل کے دونوں ذرائع کے حوالے سے وسیع البنیاد اضافہ تھا۔

خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی ایس) کا صوبائی ٹیکس وصولی میں حصہ بدستور سب سے زیادہ رہا؛[14] چاروں صوبوں کی وصولی میں اضافہ ہوا، جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 19.9 فیصد نمو پر منتج ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 1.8 فیصد کی تخفیف ہوئی تھی۔ تاہم ایکسائز ڈیوٹی اور گاڑیوں کے ٹیکسوں کی وصولی میں کمی ہوئی جس کی وجہ زیر جائزہ عرصے کے دوران کاروں اور موٹر سائیکلوں کی پیداواری نمو میں کمی ہے۔

شکل 4.5: پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیاں (بطور فیصد)

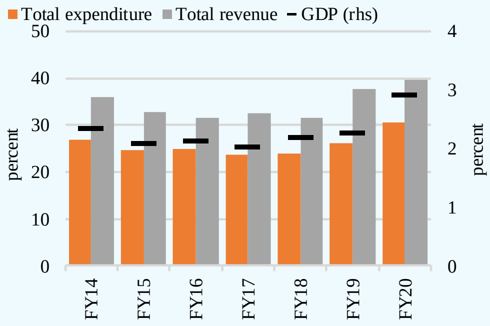

Data source: Ministry of Finance

جدول 4.8: پہلی ششماہی میں صوبائی مالیاتی کارروائیاں

ارب روپے اور فیصد نمو میں

	مجموعی		نمو	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
الف۔ مجموعی محاصل (I+II+III)	1,471.8	1,683.4	4.9	14.4
I۔ وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	1,199.3	1,325.8	9.6	10.5
II۔ صوبوں کے اپنے محاصل	217.0	274.3	-9.9	26.4
ٹیکس	187.8	214.4	6.4	14.2
نان ٹیکس محاصل	29.3	59.9	-54.6	104.8
III۔ وفاقی قرضے اور منتقلیاں	55.5	83.2	-18.6	50.0
ب۔ مجموعی اخراجات (I+II)	1,224.3	1,359.7	0.9	11.1
I۔ جاریہ**	1,056.6	1,140.4	17.9	7.9
II۔ ترقیاتی	167.7	219.4	-47.1	30.8
فرق (الف-ب)	247.5	323.7	30.4	30.8
مالکاری* (مجموعی بقایاجات)	**-273.2**	**-348.4**	**34.0**	**27.5**

*مالکاری میں منفی علامت سے مراد فاضل رقم ہے۔ **جاری اخراجات کے اعداد و شمار ممکنہ طور پر جدول 4.7 میں درج اعداد و شمار سے میل نہ کھائیں کیونکہ یہاں درج شدہ نمبرز میں وفاقی حکومت کو کی جانے والی مارک اپ ادائیگیاں شامل ہیں۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[14] انسانی حقوق کے مقدمہ نمبر 18877 برائے 2018ء کے مطابق موبائل ٹاپ اپس سیلز ٹیکس وصول کرنے پر پابندی تھی، جس کا اطلاق تمام صوبوں پر ہوتا تھا۔ چونکہ ٹیکس کی حامل خدمات میں ٹیلی کام خدمات کا ایک بڑا حصہ شامل ہے، اس لیے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران وصولی پست رہی تھی۔ تاہم مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ پابندی ختم ہونے کے سبب خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس کی وصولی بڑھ گئی۔

خصوصاً بجلی پر منافع کے باعث نان ٹیکس محاصل میں بھی اضافہ ہوا۔اس میں خیبر پختونخوا(13ارب روپے)اور پنجاب (6ارب روپے)کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی صوبائی اخراجات 11.1 فیصد بڑھ گئے، جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 0.9 فیصد تھی۔ یہ اضافہ ترقیاتی اخراجات سے تیزی سے بڑھنے کے سبب ہوا؛ تاہم، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری اخراجات میں کمی آئی۔

شکل 4.6: پہلی ششماہی میں صوبائی محاصل کے اجزائے ترکیبی

(نمو میں حصہ)

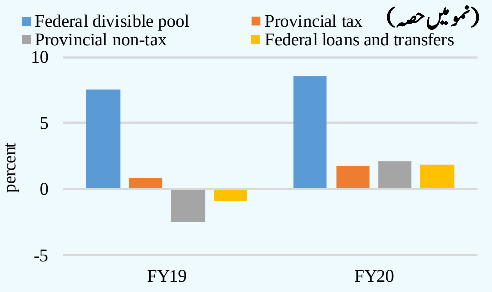

Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

شکل 4.7: مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں صوبائی اخراجات کے اجزائے ترکیبی

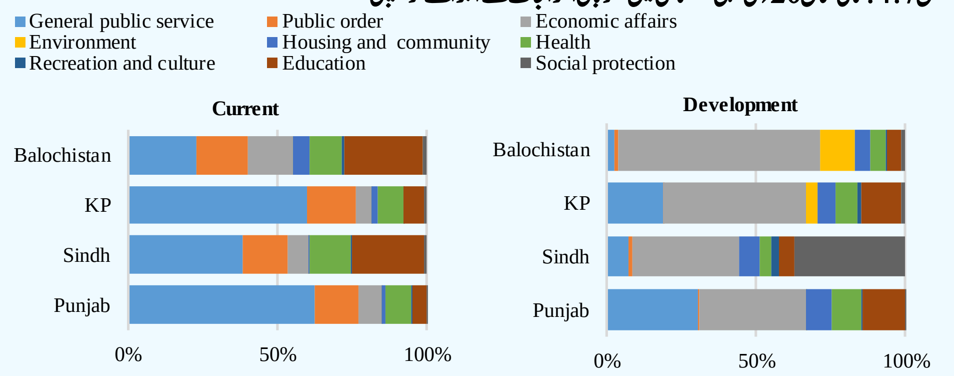

Data source: Ministry of Finance

متفرق تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبائی جاری اخراجات کی ترجیحات امن وامان اور صحت عامہ کے بعد بدستور عوامی خدمات کے گرد گھومتی رہیں جس کے بعد نظم عامہ اور صحت کا نمبر آتا ہے ۔[15] ترقیاتی اخراجات کا ایک بڑا حصہ اقتصادی امور، بنیادی طور پر تعمیرات، ٹرانسپورٹ، زراعت اور غذائی مصارف کے لیے مختص کیا گیا۔ **شکل 4.7** مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں جاری اور ترقیاتی اخراجات کے حوالے سے صوبائی ترجیحات کا خلاصہ پیش کرتی ہے۔

[15] خدمات عامہ میں انتظامی، قانونی، مالی اور مالیاتی امور، اضلاع کو منتقلی، عوام کے لیے خدمات عامہ کا انتظام وغیرہ شامل ہیں۔

جدول 4.9: پاکستان کے سرکاری قرضوں کا خاکہ

ارب روپے

	عرصے کے اختتام پر صورتِ حال		بہاؤ			
			م س20ء		پہلی ششماہی	
	جون19ء	دسمبر19ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	م س19ء	م س20ء
خام سرکاری قرضہ	32,707.9	33,711.6	1,532.8	-528.9	2,503.0	1,003.8
حکومت کا ملکی قرضہ	20,731.8	21,676.4	1,918.1	-973.5	1,119.5	944.6
حکومت کا بیرونی قرضہ	11,055.1	10,993.0	-457.1	395.0	1,305.3	-62.1
آئی ایم ایف سے قرضہ	921.0	1,042.3	71.7	49.5	78.2	121.3
حکومت کا مجموعی قرضہ *	29,520.7	29,969.3	-220.6	669.2	2,214.3	448.6
بینکاری نظام میں حکومت کی امانتیں	3,187.2	3,742.4	1,753.4	-1,198.2	288.8	555.2

* حکومت کے مجموعی قرضے سے بینکاری نظام میں اس کی امانتیں منہا ہیں۔

اعداد و شمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

4.5 سرکاری قرضہ

شکل 4.8 : ملکی قرضے* کی سالانہ اوسط لاگت

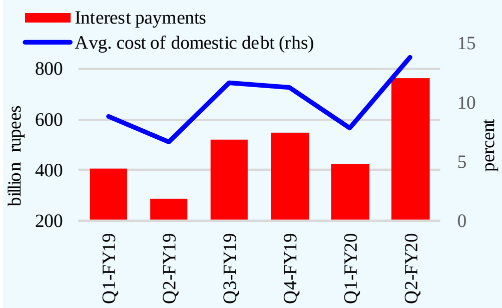

*actual interest paid, as percent of 2 year average level of debt
Data source: State Bank of Pakistan

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 1.0 ٹریلین روپے کے اضافے کے ساتھ سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات بڑھنے کی رفتار کم ہوئی کیونکہ اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 2.5 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا **(جدول 4.9)**۔ سرکاری قرضے میں اس سست روی کی وجہ پست مالکاری ضروریات اور ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافہ ہونا ہے۔ سرکاری قرضے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں باز قدر پیمائی کے فوائد کی بنا پر قرضوں کے موجودہ حجم کے حوالے سے روپے میں بیرونی قرضوں میں کمی ہوئی۔ اگرچہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ملکی قرضوں میں اضافہ ہوا لیکن یہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں ہونے والے اضافے سے کم تھا۔ مزید برآں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ملکی قرضے کا ڈھانچہ تبدیل ہوا، کیونکہ حکومت مرکزی بینک سے نئے قرضے نہ لینے کے عزم پر قائم رہی اور رقوم کے حصول کی غرض سے اس نے زیادہ تر نان بینک اور کمرشل بینکوں کا رخ کیا۔

شکل4.9: ملکی قرضے میں تبدیلی

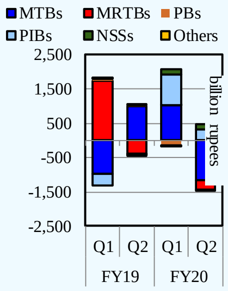

حکومتی امانتوں میں تبدیلی

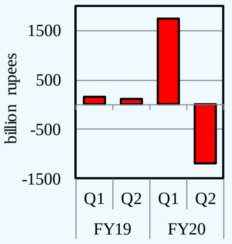

Data sources: State Bank of Pakistan & Central Directorate of National Savings

سہ ماہی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سرکاری قرضوں میں 0.5 ٹریلین روپے کی کمی ہوئی جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 1.5 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے سرکاری قرضوں کی خالص واپسی کے لیے بینکاری نظام میں موجود اپنی امانتوں (کیش بفرز) سے استفادہ کیا(**جدول 4.9**)۔ دوسری جانب بیرونی قرضہ دوسری سہ ماہی کے دوران بڑھ گیا، جس کا سبب سرکاری تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری کا بڑھنا اور کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے نئی قرض گیری میں اضافہ ہے۔ ان رقوم سے صکوک، دوطرفہ اور کثیر فریقی قرضوں کی ادائیگی میں مدد ملی۔

جدول4.10: پہلی ششماہی میں قومی بچت اسکیم کے تمسکات سے ہونے والی خالص وصولیاں

ارب روپے

	خالص وصولی		نفع کی اوسط شرحیں	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
ڈیفنس سیونگ	-1.0	89.6	9.1	11.8
اسپیشل سیونگ	-1.8	-10.4	7.9	12.0
ریگولر انکم سرٹیفکیٹ (آر	17.4	69.9	8.8	11.9
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ	42.1	63.7	11.0	13.6
اسپیشل سیونگ اکاؤنٹس	-79.3	32.3	7.9	12.0
پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ	14.9	19.9	11.0	13.6
شہدا فیملی ویلفیئر اکاؤنٹ	0.0	4.2	11.0	13.6
انعامی بانڈز	77.6	-157.8	دستیاب	دستیاب
دیگر	3.1	0.7	دستیاب	دستیاب
قومی بچت اسکیمیں	**73.0**	**112.1**	**دستیاب**	**دستیاب**

اعداد و شمار کا ماخذ: مرکزی محکمہ قومی بچت اور بینک دولت پاکستان

سرکاری قرضے کے اجزائے ترکیبی میں آخر مالی سال 19ء کی نسبت ملکی اور بیرونی قرضوں کے حصے میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تاہم مدت وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ طویل مدتی قرضے کا حجم بڑھا ہے۔ انتظام قرض کے حوالے سے یہ امر نیک شگون ہے، کیونکہ عرصیت کی اوسط مدت بہتر ہوئی اور قلیل مدتی قرضوں سے منسلک اجرائے ثانی کے خطرات میں کمی آئی۔

ملکی قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضے میں 0.9 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.1 ٹریلین روپے کے اضافے سے کم ہے۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت مرکزی بینک سے نیا قرض نہ لینے کے عزم پر قائم رہی۔ تاہم مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے کی اوسط لاگت، یعنی قرض کی اوسط سطح کی فیصد شرح کے لحاظ سے ادا شدہ سود میں بھی اضافہ ہوا (**شکل 4.8**)۔

جدول4.11: سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات

ارب ڈالر

	حجم		بہاؤ			
	جون19ء	دسمبر19ء	م س 19ء شش1	م س 20ء شش1	م س 20ء سہ1	م س 20ء سہ2
الف۔ سرکاری بیرونی قرضے	67.8	71.0	1.4	3.2	0.0	3.2
جس میں						
پیرس کلب	11.2	10.9	-0.3	-0.3	-0.2	-0.2
کثیر فریقی	27.8	29.4	-0.4	1.6	0.3	1.3
دیگر دوطرفہ	6.3	5.3	0.0	-1.0	0.0	-1.0
یورو/صکوک بانڈز	12.7	13.2	2.7	0.5	0.1	0.4
کمرشل قرضے (ایل ٹی)	8.5	9.3	0.0	0.8	-0.5	1.3
ملکی کرنسی میں تمسکات (ٹی	0.0	1.6	0.0	1.6	0.4	1.2
ب۔ آئی ایم ایف سے قرضہ	5.6	6.7	-0.2	1.1	0.7	0.4
ج۔ زرمبادلہ واجبات	10.5	9.9	1.9	-0.6	-0.1	-0.4
سرکاری بیرونی قرضہ	83.9	87.7	3.1	3.7	0.6	3.1

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضے کی حرکیات خاصی تبدیل ہوئیں۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت نے زیادہ تر رقم ٹی بلز اور پی آئی بیز کے ذرائع سے حاصل کی تھی، اس کے برعکس مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی میں ملکی قرضے میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔ اس میں زیادہ بڑا حصہ قلیل مدتی قرضوں کی خالص واپسی (کمرشل بینکوں اور مرکزی بینک دونوں کو) کا ہے، جبکہ مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پی آئی بیز کے ذریعے رقوم کا حصول بھی پست رہا۔ یاد رہے کہ حکومت نے مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خاطر خواہ کیش بفرز (بینکاری نظام میں جمع شدہ امانتیں) رکھے تھے۔ تاہم مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے بینکاری نظام میں موجود ان امانتوں کو بڑی حد تک ادائیگیوں کے لیے استعمال کیا۔ جیسا کہ **شکل4.9** سے ظاہر ہوتا ہے، مالی سال20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومتی امانتوں میں واضح کمی واقع ہوئی، یعنی مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی دوران مجتمع امانتوں کا تقریباً دو تہائی حصہ گھٹ گیا۔

قومی بچت اسکیموں کے ذریعے رقوم کا حصول بڑھ گیا

حکومت نے قومی بچت اسکیموں کے ذریعے بھی قرض اکٹھا کیا اور ایسے بیشتر تمسکات پر پیشکش کردہ منافع گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں قدرے زیادہ رہا (**جدول4.10**)۔ اس کے ساتھ ساتھ 40ہزار روپے مالیت کے انعامی بانڈز کی بندش کے بعد اس سرمایہ کاری کی قومی بچت اسکیموں میں ممکنہ منتقلی بھی ہوئی ہوگی۔ بلحاظِ تمسک تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریگولر انکم سرٹیفکیٹ (آر آئی سی) اور بہبود بچت سرٹیفکیٹ (بی ایس سی) کا حصہ زیادہ رہا۔

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ڈالر میں سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات بڑھ گئے، یہ اضافہ 3.7 ارب ڈالر رہا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 3.1 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.11**)۔ اگرچہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالکاری کی ضروریات پست رہیں، تاہم آئی ایم ایف پروگرام کے آغاز اور پاکستان کی کریڈٹ آؤٹ لک میں بہتری کی بنا پر کثیر فریقی اور کمرشل ذرائع سے رقوم کے حصول میں مدد ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضے میں ایک تہائی تبدیلی حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ اس عرصے میں قرضوں کی عرصیت کی تکمیل پر ان رقوم کی وساطت سے بآسانی ادائیگیوں میں مدد ملی۔

جدول 4.12: پہلی ششماہی میں سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی

ملین ڈالر

	م س19ء	م س20ء	تبدیلی
اصل رقم (پ)			
سرکاری قرضہ (الف+ب)	2,676.8	4,656.5	1,979.7
الف۔ حکومتی قرضہ	2,551.3	3,826.0	1,274.6
پیرس کلب	315.6	340.3	24.8
کثیر الفریقی	663.5	726.7	63.2
دیگر دوطرفہ	162.3	196.7	34.4
کمرشل قرضے (ایل ٹی)	200.0	1,130.0	930.0
یورو/صکوک	0.0	1000.0	1000.0
قلیل مدتی	1,210.0	431.5	-778.4.
ب۔ آئی ایم ایف	125.5	330.6	205.1
سود (س)			
سرکاری قرضہ (الف+ب)	1,089.9	1,203.3	113.4
الف۔ حکومتی قرضہ	946.2	999.8	53.6
پیرس کلب	116.0	110.8	-5.2
کثیر فریقی	217.2	229.6	12.4
دیگر دوطرفہ	121.0	182.1	61.1
یورو/صکوک بانڈز	251.8	215.1	-36.7
کمرشل قرضے (طویل مدتی)	198.1	235.1	37.0
کثیر فریقی (قلیل مدتی)	31.0	16.8	-14.1
ب۔ آئی ایم ایف	71.2	84.9	13.7
کل (پ+س)	3766.7	5859.8	2093.1

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

بازقدر پیمائی کے فوائد سے قرضوں میں اضافے کی رفتار تھم گئی

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران باز قدر پیمائی کے تقریباً 0.2 ارب ڈالر کے فوائد کے باعث نئی بیرونی قرض گیری کے اثرات بھی جزوی طور پر زائل ہوگئے۔ اس میں ڈالر کے مقابلے میں ایس ڈی آر، جاپانی ین، یورو، چینی یوآن کی قدر میں تخفیف نے اہم کردار ادا کیا۔ یاد رہے کہ باز قدر پیمائی کے یہ تمام فوائد (0.7 ارب ڈالر) مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سامنے آئے۔ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں ڈالر کی قدر میں خاصی کمی ہوئی، جو باز قدر پیمائی کے 0.5 ارب ڈالر کے نقصانات پر منتج ہوئی۔

قرضوں کی واپسی بلند رہی

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضوں کی واپسی (اصل رقم اور سودی ادائیگیاں دونوں) بڑھ کر 5.9 ارب ڈالر تک جا پہنچی، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 3.8 ارب ڈالر تھی۔ اصل جز کی ادائیگیوں کے سلسلے میں صکوک (1.0 ارب ڈالر)، دوطرفہ اور کمرشل

جدول4.13: بیرونی قرضہ کی براشت کے اظہاریے (اختتامی مدت)

فیصد

	جون15ء	جون16ء	جون17ء	جون18ء	جون19ء	دسمبر19
<u>ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے</u>						
بیرونی قرضے اور واجبات/جی ڈی پی کا مجموعہ	24.2	26.6	27.4	33.5	45	39.5
سرکاری بیرونی قرضہ/جی ڈی پی	18.9	20.8	20.5	24.7	31.1	31.1
مطلوبہ نقدِ محفوظ کا مجموعہ/بیرونی قرضے اور واجبات کا مجموعہ	28.7	31.2	25.7	17.2	13.6	16.3
اسٹیٹ بینک کے مطلوبہ نقدِ محفوظ/بیرونی قرضے اور واجبات کا مجموعہ	20.8	24.5	19.3	10.3	6.8	10.3
بیرونی قرضے کی واپسی/زرمبادلہ مکسوبات	10.2	10.4	15.7	13.8	21	24.8
بیرونی قرضے کی واپسی/برآمدی مکسوبات	18	19.4	29.6	24.9	39.1	56.4
<u>سیالیت کے اظہاریے</u>						
قلیل مدتی بیرونی سرکاری قرضہ/پی ای ڈی ایل	1.9	2.8	1.3	2.1	1.5	3.2
قلیل مدتی بیرونی سرکاری قرضہ/کل مطلوبہ نقد محفوظ	5.4	7.3	4.1	9.9	8.7	15.5
قلیل مدتی بیرونی سرکاری قرضہ/اسٹیٹ بینک کے مطلوبہ نقد محفوظ	7.5	9.3	5.5	16.3	16.3	23.9

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک کے تخمینے

قرضوں میں نمایاں اضافہ درج کیا گیا۔ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں بھی 1.2 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، جو مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے 1.0 ارب ڈالر کے مقابلے میں تھوڑی سی زیادہ ہے۔ اس میں بیشتر حصہ دوطرفہ اور کمرشل قرضوں پر بلند سود کا ہے (**جدول4.12**)۔

بیرونی قرضوں میں استحکام کے اظہاریے ملی جلی تصویر پیش کرتے ہیں

استحکام کے تناظر میں متعلقہ اظہاریے (ادائیگی قرض کی صلاحیت اور سیالیت) مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے اختتام پر ملی جلی تصویر پیش کرتے ہیں (**جدول4.13**)۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے جیسے بیرونی قرضوں اور واجبات کا تناسب بطور جی ڈی پی فیصد آخر مالی سال19ء کے مقابلے خاصا بہتر ہوا۔

اسی طرح جاری کھاتے کا خسارہ قابو میں رہنے اور رقوم کے خاطر خواہ حصول کے باعث قرض اور واجبات تا مطلوبہ نقدِ محفوظ کے تناسب میں بہتری آئی ہے۔ تاہم زیر جائزہ عرصے کے دوران قلیل مدتی بیرونی قرضے کا حصہ بڑھنے کی وجہ سے سیالیت کے اظہاریوں میں تھوڑی

سی ابتری درج کی گئی۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومتی تمسکات میں 1.6 ارب ڈالر کی بیرونی سرمایہ کاری (بیشتر ٹی بلز میں) نے مجموعی بیرونی قرضے میں قلیل مدتی قرض کا حصہ 1.5 سے بڑھا کر 3.2 فیصد کر دیا۔

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کے توازنِ ادائیگی کی صورتِ حال میں قابلِ ذکر بہتری آئی، جاری حسابات کا خسارہ کم ہو کر چھ سال کی پست سطح پر آ گیا جس کی اہم وجہ درآمدی ادائیگیوں میں نمایاں تخفیف اور برآمدات اور ترسیلات سے ہونے والی وصولیوں میں معمولی بحالی تھی۔ خسارے جو پہلے کے مقابلے میں کم ہو چکا تھا، دستیاب مالی رقوم سے پورا کیا گیا۔ ان مالی رقوم میں آئی ایم ایف کی دو قسطیں، آئی ایف آئی کی رقوم میں بحالی، اور ملکی کرنسی کی قرضہ تمسکات میں جزدانی رقوم کی معقول آمد شامل تھی۔ [1]

ان رقوم سے یہ فائدہ ہوا کہ پاکستان جاری حسابات میں موجود فرق کو روکنے کے ساتھ ساتھ زرِ مبادلہ کے ذخائر پر بوجھ ڈالے بغیر بھاری رقوم کی ادائیگی کے قابل ہو گیا۔ درحقیقت اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر دسمبر 2019ء کے اواخر تک 20 ماہ کی بلند سطح پر جا پہنچے جبکہ اس دوران ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر 3.4 فیصد بڑھ گئی (**جدول 5.1**)۔

شکل 5.1: پہلی ششماہی میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں نمو

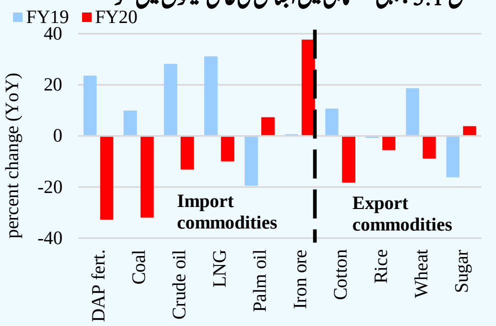

*Pakistan's non-basmati variety
Data sources: Haver Analytics & FAO

جاری حسابات کے خسارے میں نمایاں کمی دراصل اقتصادی استحکام کے اُن اقدامات کے اثرات ہیں جو گذشتہ سال کے دوران کیے گئے، اور اُن اقدامات سے غیر توانائی اور توانائی کی مصنوعات کی ایک وسیع رینج کی درآمدی طلب میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ ملکی کاروں کی فروخت میں جاری تخفیف خاصی نمایاں ہے کیونکہ اس نے نہ صرف کار ساز اداروں کی درآمدی پرزوں کے لیے طلب پر اثر ڈالا بلکہ درآمدی خام مال اور تیار مصنوعات کے لیے فولاد کی صنعت کی طلب میں بھی کمی کر دی۔ اِن ضوابطی اقدامات نے بھی ٹرانسپورٹ اور فولاد کی

---

[1] مجموعی اعتبار سے سرکاری رقوم کی آمد کے اہم ذرائع یہ تھے: ایشیائی ترقیاتی بینک (2.1 ارب ڈالر)، تجارتی قرض گیری (1.8 ارب ڈالر)، آئی ایم ایف (1.5 ارب ڈالر)، اور ٹی بلز اور پی آئی بیز میں جزدانی سرمایہ کاری (1.5 ارب ڈالر)۔ بڑی ادائیگیوں میں یہ چیزیں شامل ہیں: 1.0 ارب ڈالر کے صکوک، چین کے ایک بینک کو 767 ملین ڈالر تجارتی قرضہ، اور 500 ملین ڈالر کے ڈپازٹس جو قطر نے گذشتہ سال رکھوائے تھے۔

درآمدات مزید کم کر دیں:روس اور کینیڈا سے تیار فولادی مصنوعات کی درآمد پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز کا نفاذ، اور پرانی کاروں کی درآمد پر جاری پابندیاں۔

دریں اثنا، اجناس کے پست عالمی نرخوں نے بھی درآمدی ادائیگیاں کم کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا(**شکل 5.1**)، خاص طور پر توانائی کے گروپ کی اجناس کی ادائیگیاں۔ ایل این جی، کوئلے اور پیٹرول جیسے ایندھن کے درآمدی حجم میں اضافے کے باوجود توانائی کی درآمدی ادائیگیاں کم ہو گئیں اور وہ تین سال کی پست سطح پر آ گئیں کیونکہ تیل کی اوسط بین الاقوامی قیمتوں میں 15.3 فیصد کی سال بسال کمی واقع ہوئی تھی۔ توانائی کے ذرائع اپنانے میں بطور پالیسی کوئلے اور ایل این جی کی طرف مائل ہونے اور فرنس آئل سے گریز کے نتیجے میں توانائی کی درآمدات پر اثرات پڑے اور خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کم ہو گئیں(**سیکشن 5.5**)۔[2]

شکل 5.2: جولائی تا دسمبر ابھرتی ہوئی اہم منڈیوں بر آمدی نمو

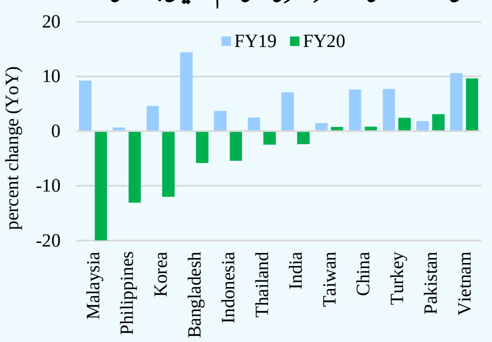

Data source: Haver Analytics

دوسرا پہلو یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر پست قیمتوں کی وجہ سے پاکستان سمیت بہت سی ابھرتی ہوئی منڈیوں (**شکل 5.2**) کی برآمدی آمدنی گھٹ بھی گئی ہے۔ پاکستان کی اہم برآمدات ٹیکسٹائل اور چاول ہیں جن کی اکائی قیمتیں مسلسل گر رہی ہیں جس سے برآمدی آمدنی کم ہو رہی ہیں۔ مزید برآں، عالمی معیشت میں سست روی نے ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی کارکردگی کو بھی متاثر کیا۔[3] تاہم پاکستان نے ان دشواریوں پر قابو پالیا اور ٹیکسٹائل اور چاول کے معاملے میں برآمدی حجم میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا کیونکہ برآمد کنندگان نے اہم ممالک میں اپنا حصہ بڑھانے میں کامیابی حاصل کی۔ ٹیکسٹائل کے سلسلے میں پاکستانی برآمد کنندگان کو دراصل تجارتی کشیدگی کے ضمن میں امریکی منڈیوں سے چین کی پسپائی کا فائدہ ہوا(**سیکشن 5.5**)، اور یورپی یونین میں رعایتی رسائی بھی برقرار رہی۔ چاول کے معاملے میں بھی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور یورپ کی اہم منڈیوں میں پاکستان کا حصہ برآمدی حجم میں اضافے کے باعث بڑھ گیا۔

[2] بجلی سازی کے شعبے میں فرنس آئل کی طلب مسلسل گر رہی ہے چنانچہ ریفائنریوں میں فرنس آئل کا اسٹاک جمع ہو تا جارہا ہے۔ ذخائر میں مزید اضافے کو روکنے کے لیے ریفائنریوں نے اپنی عملی استعداد کم کرلی ہے چنانچہ خام تیل کی طلب بھی گھٹ گئی ہے۔

[3] عالمی اقتصادی نمو 2019ء میں سست ہو کر 2.9 فیصد رہ گئی جو 2018ء میں 3.6 فیصد تھی (ماخذ: آئی ایم ایف کا عالمی اقتصادی منظر نامہ، جنوری 2020ء)۔

جدول 5.1: پاکستان کے بیرونی شعبے کا خلاصہ

ارب ڈالر	سہ2 م س 19ء	سہ2 م س 20ء	سہ2 مطلق فرق	شش1 م س 19ء	شش1 م س 20ء	شش1 مطلق فرق
جاری کھاتے کا توازن*	-4.3	-0.6	3.7	-8.6	-2.1	6.5
تجارتی توازن *	-7.8	-4.7	3.1	-16.2	-9.8	6.4
برآمدات	6.0	6.4	0.4	11.9	12.4	0.5
درآمدات	13.8	11.1	-2.7	28.1	22.2	-5.9
توانائی	3.9	2.4	-1.5	8.1	5.3	-2.8
غیر توانائی	9.9	8.7	-1.2	20.0	16.8	-3.1
خدمات کا توازن*	-1.1	-0.7	0.4	-2.2	-1.8	0.4
کارکنوں کی ترسیلات	5.5	5.9	0.4	11.0	11.4	0.4
مالی کھاتے کا توازن**	-3.3	-3.6	-0.3	-6.2	-5.6	0.6
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	0.2	0.8	0.6	0.8	1.3	0.5
پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	-0.2	0.1	0.4	-0.4	0.5	0.9
جن میں سے یورو بانڈ/ صکوک	–	-1.0	-1.0	–	-1.0	-1.0
ملکی کرنسی میں قرضہ (خالص)	–	1.1	1.1	–	1.5	1.5
آمد	–	2.0	2.0	–	2.6	2.6
اخراج	–	0.9	0.9	–	1.2	1.2
زرِ مبادلہ قرضے (خالص)	3.0	2.9	-0.1	5.3	3.9	-1.4
آئی ایم ایف (رقوم کی واپسی نکال کر)	-0.04	0.3	0.3	-0.1	1.1	1.2
اسٹیٹ بینک کے سیّال زرِ مبادلہ ذخائر (آخر مدت)				7.3	11.3	4.2
دورانِ مدت پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+)/ کمی (-) بمقابلہ امریکی ڈالر (فیصد)	-10.6	1.0	–	-12.5	3.4	–

* مثبت تبدیلی سے توازن میں بہتری ظاہر ہوتی ہے ** منفی قدر سے زرِ مبادلہ میں خالص آمد ظاہر ہوتی ہے

ماخذ: اسٹیٹ بینک

برآمدات کا ماحول اگرچہ بدستور دشوار ہے، تاہم اس عرصے کے دوران معقول بیرونی مالکاری کو پاکستان کی طرف راغب کرنے میں اِن چند تبدیلیوں نے اہم کردار ادا کیا: مارکیٹ کی بنیاد پر شرحِ مبادلہ کے نظام کی آمد اور اس سسٹم کے استحکام کے بارے میں بیرونی سرمایہ کاروں کے مثبت احساسات، پہلے ای ایف ایف جائزے کی کامیاب تکمیل، اور اصلاحات سے متعلق کوششوں میں جاری پیش رفت۔ اِن رقوم کی آمد سے اسٹیٹ بینک کو اپنے ذخائر بڑھانے میں اور بازارِ مستقبلات (forwards market) میں مستقبل قریب کی اپنی خالص

پوزیشن کو تسلّی بخش بنانے میں مدد ملی (شکل 5.3)، جس سے اِس چھ ماہ کے عرصے کے دوران مستقبل کے خالص واجبات میں 3.8 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔

شکل 5.3: اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر (اختتام مدت)

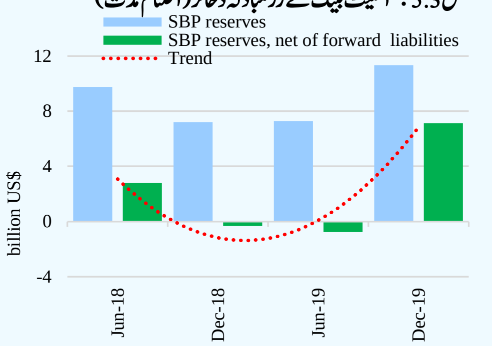

Data source: State Bank of Pakistan

5.2 جاری کھاتہ

درآمدی ادائیگیوں میں تیزی سے کمی، اور برآمدات اور ترسیلات میں حوصلہ افزا نمو سے جاری کھاتے کا مجموعی خسارہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم ہو کر گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران ہونے والے خسارے کا تقریباً ایک چوتھائی رہ گیا (شکل 5.4)۔ برآمدات اور ترسیلات دونوں سے ہونے والی وصولیوں میں دوسری سہ ماہی کے دوران تقریباً 8 فیصد نمو دیکھی گئی اور مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری کھاتے کے خسارے میں تخفیف لانے میں مدد ملی۔ تاہم بنیادی آمدنی میں نسبتاً بلند خسارہ درج ہوا کیونکہ اس مدت کے دوران منافع کی واپسی اور سودی ادائیگیاں دونوں بڑھ گئیں۔

شکل 5.4: جولائی تا دسمبر کے دوران جاری حسابات کا خسارہ

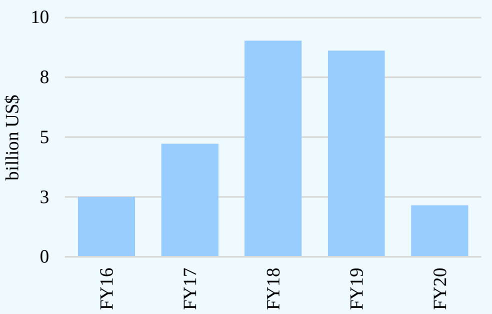

Data source: State Bank of Pakistan

کارکنوں کی ترسیلات

عالمی ترسیلات کے بہاؤ میں نمو گذشتہ سال کی نسبت 2019ء میں خاصی سست ہو گئی۔ اس میں کئی عوامل نے اپنا کردار ادا کیا، جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں گرتی ہوئی نمو، تیل کی پست قیمتیں اور تیل پیدا کرنے والے بعض ملکوں کی کرنسیوں کا ڈالر کے مقابلے میں کمزور پڑنا، چنانچہ ترسیلات کے بہاؤ کی ڈالر میں مالیت کم ہو گئی۔[4]

[4] عالمی بینک نے تخمینہ لگایا ہے کہ پست اور متوسط آمدن والے ملکوں کو ترسیلات کا لگ بھگ نصف بہاؤ امریکی ڈالر میں ہوتا ہے اور ماخذ والے متعدد ملکوں کی کرنسیاں ڈالر کے مقابلے میں دوران سال کمزور ہوئیں۔

پاکستان پہنچنے والی ترسیلات میں 2018ء میں 6.9 فیصد نمو ہوئی تھی جو 2019ء میں کم ہو کر 5.3 فیصد رہ گئی۔ سست روی کے باوجود ترسیلات میں یہ نمو دوسرے ملکوں اور علاقوں کے ساتھ موازنہ کرنے پر معقول معلوم ہوتی ہے (**شکل 5.5**)۔[5]

تاہم مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلات میں 3.3 فیصد نمو ہوئی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں: (i) ملازمت کے لیے بیرونِ ملک جانے والے پاکستانیوں کی تعداد میں اضافہ (**جدول 5.2**)، (ii) خلیجی ملکوں میں تیل کے ذرائع سے ہٹ کر جی ڈی پی میں بلند نمو کی بنا پر بہتر اقتصادی حالات، [6] (iii) اوپن مارکیٹ کے مقابلے میں بین البینک مارکیٹ میں مسابقتی شرحِ مبادلہ، کیونکہ پہلی ششماہی کے بیشتر عرصے میں کرب پریمیم منفی رہا، اور (iv) پاکستان میں مصارفِ زندگی کا بڑھ جانا۔

سہ ماہی اعدادوشمار بتاتے ہیں کہ ترسیلاتِ زر مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں گرنے کے بعد دوسری سہ ماہی میں بحال ہونا شروع ہوئیں (**شکل 5.6**)۔ پہلی سہ ماہی میں ہونے والی کمی کا بڑا سبب

شکل5.5: ترسیلات میں علاقائی نمو2019 کے دوران

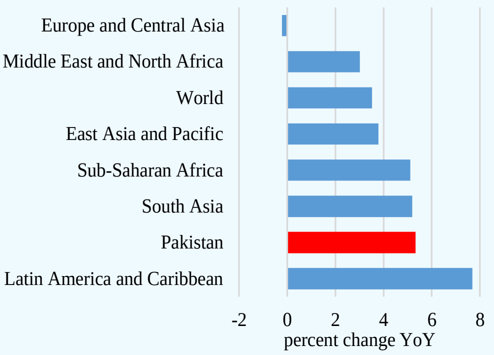

Data source: World Bank

جدول5.2: سمندر پار ملازمت کے لیے اندراج یافتہ پاکستانیوں کی تعداد

	2017ء	2018ء	2019ء	فرق
سعودی عرب	143,363	100,910	332,713	231,803
عرب امارات	275,436	208,635	211,216	2,581
عمان	42,362	27,202	28,391	1,189
قطر	11,592	20,993	19,327	-1,666
برطانیہ	340	587	903	316
امریکہ	229	339	505	166
مجموعہ	**496,286**	**382,439**	**625,203**	**242,764**

ماخذ: بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ

[5] جہاں تک جنوب ایشیائی ملکوں کا تعلق ہے، پاکستان نے ترسیلات کی مجموعی نمو میں عمدہ کارکردگی دکھائی ہے۔ بھارت آنے والی ترسیلات 4.6 فیصد بڑھیں جبکہ سری لنکا کی 2.9 فیصد بڑھیں۔ تاہم بنگلہ دیش پہنچنے والی ترسیلات میں 2019ء کے دوران 12.7 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: عالمی بینک)۔

[6] تخمینے کے مطابق خلیجی ملکوں کی تیل کے ذرائع سے ہٹ کر جی ڈی پی 2019ء کے دوران 2.4 فیصد بڑھی جو 2018ء میں 1.9 فیصد تھی۔ تاہم بنیادی طور پر تیل سے ہونے والی جی ڈی پی میں 1.4 فیصد کمی واقع ہونے کے سبب جی ڈی پی کی مجموعی نمو 0.7 فیصد کی پست سطح پر رہی (ماخذ: آئی ایم ایف)۔

یہ تھا کہ خلیج تعاون کونسل کے ملکوں (خصوصاً عرب امارات) سے کم رقوم آئی تھیں جبکہ دوسری سہ ماہی میں بحالی وسیع البنیاد تھی۔

باضابطہ ذرائع سے ترسیلات کی آمد کو معاونت دینے کے لیے حکومتِ پاکستان نے صارفین، بینکوں اور مبادلہ کمپنیوں کو متعدد ترغیبات دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان ترغیبات میں گذشتہ سال متعارف کرائی گئی ادائیگی اسکیم کا دوبارہ آغاز شامل ہے جس کے تحت ترسیلات میں 15 فیصد سے زائد نمو دینے والے ہر اضافی امریکی ڈالر کے عوض ایک روپے کی شرح سے بینکوں کو مارکیٹنگ چارجز دیے گئے۔

علاوہ ازیں، ٹیلی گرافک چارجز کی واپسی کے لیے اسکیم کا دائرہ کار بڑھانے کی خاطر ایک اضافی سطح متعارف کرائی گئی۔ اب 100 سے 200 امریکی ڈالر کی ملکی ترسیلات کے لین دین کے لیے 10 سعودی ریال بھی ادا کیے جائیں گے جو 200 ڈالر سے زائد کے لین دین پر 20 سعودی ریال کے علاوہ ہوں گے۔ کاروبار سے صارف اور صارف سے کاروبار کے لیے لین دین کی حد پر بھی نظر ثانی کی گئی ہے۔[7]

شکل 5.6: پاکستان میں ترسیلات کی نمو

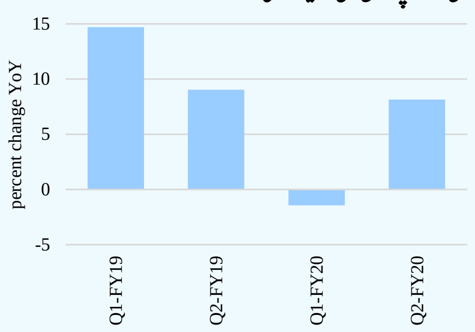

Data source: State Bank of Pakistan

پاکستان پہنچنے والی ترسیلات کی تفصیلات بلحاظ ملک سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران خلیجی ملکوں سے آنے والی رقوم کی نمو 1.4 فیصد رہی جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 2.5 فیصد رہی تھی **(جدول 5.3)**۔ خلیجی ملکوں میں سے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات وہ اہم ممالک تھے جنھوں نے ترسیلات کی نمو میں زیادہ حصہ لیا۔ سعودی عرب سے آنے والی ترسیلات میں مالی

جدول 5.3: ترسیلاتِ زر کی آمد، بلحاظ ملک (ششماہی 1)

ملین ڈالر، نمو فیصد میں

	م س19ء	م س20ء	نمو
خلیج تعاون کونسل	5,972	6,057	1.4
سعودی عرب	2,567	2,618	2.0
متحدہ عرب امارات	2,348	2,349	0.0
خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک	1,056	1,089	3.2
امریکہ	1,733	1,890	9.1
برطانیہ	1,647	1,753	6.4
یورپی یونین	313	339	8.4
دیگر	1,204	1,394	15.8
مجموعہ	11,030	11,395	3.3

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[7] http://www.sbp.org.pk/epd/2019/FECL14.htm

سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیادہ نمو ہوئی جس سے نجی شعبے کی، تیل سے ہٹ کر سرگرمیوں میں بہتری کی عکاسی ہوتی ہے جبکہ سرکاری اخراجات بھی بڑھے ہیں۔[8]

دریں اثنا امریکہ اور برطانیہ سے ترسیلات میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالترتیب 9.1 اور 6.4 فیصد نمو ہوئی۔ امریکہ کے معاملے میں لیبر مارکیٹ کی صورتِ حال سخت رہی اور جولائی تا دسمبر 2019ء کے دوران بیروزگاری کی شرح 3.5 فیصد کے آس پاس رہی برطانیہ میں اقتصادی سرگرمی سست پڑی تاہم اس صورتِ حال کا فائدہ لیبر مارکیٹ کو پہنچا جس سے جس سے معاوضوں میں اضافہ ہوا خاص طور پر محنت مزدوری والی ملازمتوں میں۔ اگرچہ بریگزٹ سے منسلک غیر یقینی کے باعث برطانیہ میں اقتصادی سرگرمی سست پڑی تاہم اس صورتِ حال کا فائدہ لیبر مارکیٹ کو پہنچا جس سے بیروزگاری کی شرح 2019ء کی چوتھی سہ ماہی میں کم ہو کر 3.8 فیصد رہ گئی۔[9]

5.3 مالی کھاتہ

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی کرنسی کی سرکاری تمسکات میں جزدانی سرمایہ کاری بڑھنے کی بنا پر مالی کھاتے میں نمو ہوئی کیونکہ بازارِ مبادلہ میں شروع کی جانے والی اصلاحات کی بنا پر اور معینہ آمدنی کی تمسکات میں منافع بلحاظ خطر سے فائدہ اٹھانے کے لیے بیرونی سرمایہ کاروں نے پاکستان پر اپنی توجہ بڑھا دی۔ جزدانی سرمایہ کاری کے علاوہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد اور کثیر جہتی ذرائع سے طویل مدتی سرکاری قرض گیری میں کچھ بہتری دیکھی گئی، جبکہ تجارتی قرض گیری میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان میں بیرونی براہِ راست خالص سرمایہ کاری تیزی سے 68.2 فیصد سال بسال بڑھ کر 1.3 ارب ڈالر ہوگئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 19.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ حالیہ نمو دراصل مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم اخراج کا نتیجہ تھی کیونکہ ویسے مجموعی آمد 1.7 ارب ڈالر گذشتہ سال کی اسی مدت میں موصول ہونے والی 1.9 ارب ڈالر کے

[8] ماخذ: سعودی عرب اور عرب امارات کے لیے عالمی بینک کی اقتصادی اپ ڈیٹس (اکتوبر 2019ء)۔
https://www.worldbank.org/en/country/gcc/publication/saudi-arabia-economic-update-october-2019
https://www.worldbank.org/en/country/gcc/publication/uae-economic-update-october-2019)

[9] آفس آف نیشنل اسٹیٹسٹکس، برطانیہ۔

جدول5.4:بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری بلحاظ شعبہ

ملین ڈالر

	ششں1،م س19ء			ششں1،م س20ء		
	آمد	اخراج	خالص	آمد	اخراج	خالص
تعمیرات	296	8	288	16	6	9
بجلی	243	573	-330	359	69	290
مالی کاروبار	279	77	202	193	31	162
تلاش اور پیداوار	159	1	157	115	2	113
برقی مشینری	125	0	125	118	0	118
دواسازی	46	1	45	27	2	25
ٹرانسپورٹ آلات	60	5	54	54	9	45
ٹیلی مواصلات	72	209	-137	505	85	420
دیگر	569	177	392	346	187	159
مجموعہ	**1,848**	**1,051**	**797**	**1,732**	**391**	**1,341**

ماخذ:اسٹیٹ بینک

قریب رہی (**جدول5.4**)۔مالی سال19ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجلی اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں سے خاصی رقوم کا اخراج ہوا تھا جس کے نتیجے میں اِس سال کے لیے اساسی اثر کم ہو گیا۔[10]

اس اساسی اثر کے علاوہ ایک اور پیش رفت نے مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی براہِ راست خالص سرمایہ کاری میں نمولانے میں مدد دی۔ یہ تین موبائل فون کمپنیوں کے پاکستان میں اپنے آپریٹنگ لائسنس کی تجدید کے سلسلے میں 478 ملین ڈالر کی یکبارگی آمد تھی۔ اس کے نتیجے میں پہلی ششماہی کے دوران ٹیلی مواصلات سب سے بڑا وصول کنندہ بن گیا جسے 505 ملین ڈالر ملے چنانچہ وہ بھاری بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری حاصل کرنے والے روایتی شعبوں یعنی تعمیرات اور بجلی سے آگے بڑھ گیا۔اس سے قطع نظر بجلی کے شعبے کو سی پیک سے متعلق منصوبوں پر کام جاری رکھنے کی بناپر 359 ملین ڈالر کی رقوم ملیں۔ بجلی کے شعبے میں تھر کول بلاک I (بجلی گھر) اور سوکی کناری پَن بجلی گھر منصوبوں کو رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں 152 ملین ڈالر کی رقم ملی۔ بجلی اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں سے قطع نظر، دیگر بڑے شعبوں کو مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ سال کی نسبت کم رقوم ملتی رہیں۔

[10] گذشتہ سال ایک چینی پاور کمپنی نے اکتوبر2018ء میں اپنی پیرنٹ کمپنی کو530 ملین ڈالر کا بین الادارہ جاتی قرضہ واپس کیا تھا جس کے سبب نہ صرف مجموعی اخراج میں اضافہ ہو گیا تھا بلکہ مالی سال19ء کے دوران پاکستان میں بیرونی براہِ راست خالص سرمایہ کاری بھی کم ہو گئی تھی۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

مجموعی جزدانی سرمایہ کاری پر ملکی کرنسی کی سرکاری تمسکات (ٹی بلز اور پی آئی بیز) میں رقوم کی آمد حاوی رہیں جو مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 1.4 ارب ڈالر ہو گئیں۔ تاہم جزدانی سرمایہ کاری کھاتے میں خالص آمد 471.0 ملین ڈالر کی سطح پر نسبتاً کم رہی جس کا سبب نومبر 2014ء میں 1.0 ارب ڈالر کے جاری کردہ 5 سالہ صکوک کی واپسی تھی۔

ٹی بلوں اور پی آئی بیز میں سرمایہ کاری کرنے والے بیرونی فنڈ منیجرز نہ صرف پاکستان کی طرف سے سرکاری تمسکات پر پیش کردہ منافع بلحاظ خطر حاصل کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس کا سبب توازنِ ادائیگی میں تیزی سے ہونے والی بہتری، ذخائر کے بفر (**سیکشن 5.4**)، اور خصوصاً بازارِ مبادلہ میں شروع کی گئی اصلاحات بھی ہیں۔ قبل ازیں، بیرونی جزدانی سرمایہ کار شرحِ مبادلہ کے ملکی نظام کے استحکام کے حوالے سے محتاط رویہ رکھتے تھے، تاہم اسٹیٹ بینک کی طرف سے مئی 2019ء میں مارکیٹ پر مبنی شرحِ مبادلہ کا نظام اختیار کیے جانے سے سرمایہ کاروں کی تشویش بڑی حد تک دور کر دی گئی ہے۔

شکل 5.7 : پاکستان کا کریڈٹ ڈیفالٹ سواپ ریٹ

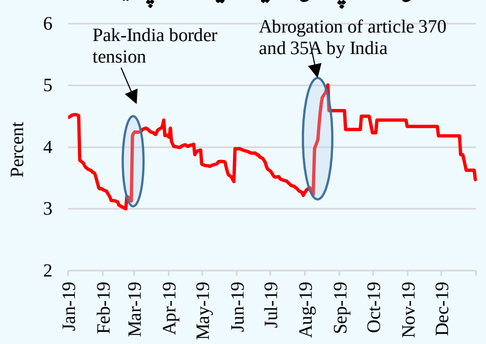

Data source: Bloomberg

علاوہ ازیں، ای ایف ایف پروگرام کے آغاز اور نومبر 2019ء میں اس کے پہلے جائزے کے کامیاب اختتام سے ملک کی ساکھ (creditworthiness) بہتر ہو گئی ہے۔ نیز، دسمبر 2019ء میں موڈیز نے پاکستان کا منظرنامہ 'منفی' سے 'مستحکم' کر دیا تھا، حکومت کی ملکی اور بیرونی کرنسی میں طویل مدتی اجرا کی توثیق کی تھی اور قرضے کی غیر محفوظ درجہ بندی 'بی 3' کر دی تھی۔ پاکستان کی قرض نادہندگی کی شرح تبدل اس پیش رفت کے نتیجے میں تیزی سے گر کر آخر دسمبر 2019ء میں 3.4 فیصد تک پہنچ گئی جو اگست 2019ء میں 5.0 فیصد کی بلند سطح پر تھی (**شکل 5.7**)۔

قرضہ تمسکات میں رقوم کی آمد کے علاوہ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں ایکویٹیز نے بھی رجحان کو معکوس ہوتے دیکھا کیونکہ ان میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 19.0 ملین ڈالر کی خالص آمد ہوئی جبکہ گذشتہ برس 420 ملین ڈالر کا اخراج ہوا تھا۔ یہ بات بھی بیرونی سرمایہ کاروں کے پاکستانی معیشت پر بڑھتے ہوئے اعتماد کی عکاسی کرتی ہے۔

واجبات کا خالص اعادہ

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں ملکی زرِ مبادلہ کے خالص واجبات کی آمد بڑھ کر 3.9 ارب ڈالر ہوگئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت 27.3 فیصد کم ہیں۔ مرکزی بینک اور نجی کمرشل بینکوں کی طرف سے خالص ادائیگی اس کمی کا سبب تھا۔ تاہم سرکاری قرضے دگنے سے زیادہ بڑھ کر 4.3 ارب ڈالر ہوگئے جو گذشتہ سال 1.8 ارب ڈالر تھے (**شکل 5.8**)۔

شکل 5.8: پہلی ششماہی کے دوران زرمبادلہ واجبات کی خالص ذمہ داری

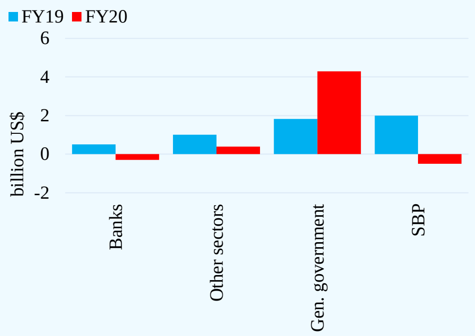

Data source: State Bank of Pakistan

سرکاری کھاتے میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران رقوم کی آمد 7.0 ارب ڈالر رہی۔ معقول، طویل مدتی رقوم ایشیائی بینک، آئی ایم ایف اور کمرشل بینکوں سے موصول ہوئے جن سے حکومت کو بیرونی قرضے کا خاکہ عرصیت وسیع تر کرنے میں مدد ملی۔ اس طرح اجرائے ثانی کا خطرہ کسی حد تک کم ہوگیا۔ دوسری طرف زیرِ جائزہ عرصے کے دوران 2.8 ارب ڈالر واپس کیے گئے۔

سرکاری قرض گیری کے برعکس، مرکزی بینک نے 500 ملین ڈالر واپس کر دیے جو قطر نے گذشتہ سال جمع کرائے تھے۔ نجی کمرشل بینکوں نے بھی اپنے قلیل مدتی واجبات (obligations) ادا کیے جن کی مالیت 422 ملین ڈالر تھی۔ تاہم دیگر نجی شعبوں کے قرضوں میں خالص اضافہ دیکھا گیا اگرچہ کہ یہ گذشتہ سال کی نسبت کم مقدار میں تھا۔

5.4 شرحِ مبادلہ اور ذخائر

دسمبر 2019ء کے اواخر تک پاکستان کے زرِ مبادلہ کے مجموعی سیال ذخائر بڑھ کر 17.9 ارب ڈالر ہوگئے جو جون 2019ء کے اواخر سے 3.5 ارب ڈالر اضافہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس عرصے کے دوران ذخائر میں اضافے کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر 4.1 ارب ڈالر بڑھے جبکہ کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 603 ملین ڈالر کی واقع ہوئی۔

اگرچہ اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر میں اضافہ کافی معلوم ہوتا ہے تاہم خالص پیشگی واجبات میں تقریباً اتنی ہی کمی ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسی عرصے کے دوران اسٹیٹ بینک کی طرف سے ذخائر میں حقیقی اضافہ زیادہ بلند ہے۔ پیشگی واجبات نکالنے کے بعد ذخائر دسمبر 2019ء کے اواخر تک بڑھ کر 6.0 ارب ڈالر ہوگئے جبکہ جون کے اواخر میں یہ منفی 759.6 ملین ڈالر تھے۔ جون کے اواخر تک ملکی زرِ مبادلہ کے پیشگی واجبات سیال ذخائر سے زائد تھے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ خالص سیال ذخائر دراصل منفی علاقے میں تھے۔

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ذخائر جمع ہونا دراصل بلند سرکاری وصولیوں (disbursements) اور مرکزی بینک کی طرف سے مارکیٹ سے کافی خریداریوں کا نتیجہ تھا۔ اگرچہ آئی ایم ایف پروگرام کے آغاز سے آئی ایف آئی قرضے بحال ہوگئے تاہم مارکیٹ کی بہتر صورتِ حال کی بنا پر اسٹیٹ بینک زرِ مبادلہ کی خریداریوں کے قابل ہوا۔

زرِ مبادلہ کے ملکی ذخائر میں بہتری کے سبب مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستانی روپیہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں 3.4 فیصد بہتر ہوگیا۔ پاکستانی روپے کی قدر اگرچہ مالی سال 20ء کی دونوں سہ ماہیوں میں بڑھی، تاہم نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ (پہلی سہ ماہی میں بڑھنے کے بعد) دوسری سہ ماہی میں کم ہوئی، کیونکہ دیگر بڑے تجارتی شریک ملکوں کی کرنسیاں امریکی ڈالر کے مقابلے میں بڑھ گئیں (**شکل 5.9**)۔ تاہم بلند ملکی مہنگائی کی بنا پر بلند نسبتی اشاریہ قیمت کے نتیجے میں مالی سال 20ء کی دونوں سہ ماہیوں کے دوران حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ بڑھ گئی (**شکل 5.10**)۔

شکل 5.9 : پاکستان کے اہم تجارتی شریک ملکوں کی شرح مبادلہ میں اضافہ / کمی بمقابلہ ڈالر

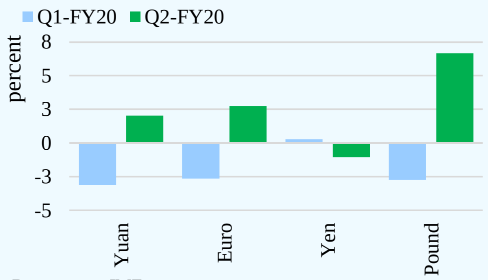

Data source: IMF

شکل 5.10 : پاکستان کی شرح مبادلہ میں کمی/اضافہ

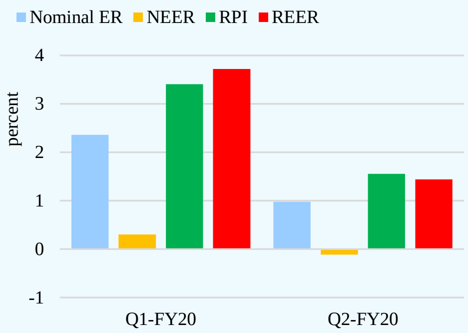

Data source: State Bank of Pakistan

5.5 تجارتی کھاتہ [11]

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ سال بسال 30.3 فیصد کمی سے 11.7 ارب ڈالر رہ گیا، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 5.3 فیصد کمی درج کی گئی تھی۔ اس کا بنیادی سبب درآمدات میں تیزی سے اور وسیع البنیاد کمی ہے، درآمدات چار سال کی پست سطح پر پہنچ چکی ہیں۔

درآمدات کے گرنے میں توانائی اور غیر توانائی مصنوعات کی وسیع رینج کا پست حجم کارفرما رہا، جبکہ اہم اجناس مثلاً خام تیل، ایل این جی اور کوئلے کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی سے اضافی تعاون ملا۔ دریں اثنا برآمدات میں معمولی سی بحالی آئی، خصوصاً چاول، ملبوسات اور ٹیکسٹائل کی گھریلو مصنوعات کے حجم بڑھنے کی بنا پر اضافہ حاصل ہوا۔

برآمدات

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی برآمدات 3.1 فیصد نمو کے ساتھ 11.5 ارب ڈالر ہو گئیں، جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے بعد سے اب تک پہلی ششماہی کی بلند ترین

جدول 5.5: پہلی ششماہی میں پاکستان کی اہم برآمدات

ملین ڈالر

	م س19ء	م س20ء	مطلق فرق	مقداری اثر	قیمت کا اثر
غذائی گروپ	**1994.8**	**2199.7**	**204.9**	–	–
چاول	817.9	1033.0	215.1	232.3	−17.1
گندم	97.2	11.4	−85.8	−87.1	1.3
شکر	74.9	70.7	−4.2	−21.1	16.8
پھل اور سبزیاں	312.1	345.2	33.1	−14.1	47.2
گوشت	102.6	155.8	53.2	48.7	4.5
ٹیکسٹائل گروپ	**6,644.3**	**6,905.1**	**260.8**	–	–
خام کپاس	14.1	15.3	1.3	4.5	−3.3
سوتی دھاگہ	548.4	544.4	−4.3	38.5	−42.8
سوتی کپڑا	1052.3	1013.1	−39.2	24.3	−63.3
ملبوسات	2735.3	2999.4	264.1	246.5	17.6
بستر کی چادر	1161.2	1197.9	36.7	125.5	−88.9
تولیے	378.0	379.5	1.5	27.7	−26.2
پیٹرولیم گروپ	**269.5**	**168.0**	**−101.5**	**−61.1**	**−40.4**
خام تیل	145.9	110.3	−35.5	−19.1	−16.4
پیٹرولیم مصنوعات	86.1	23.8	−62.3	−58.9	−3.4
دیگر مصنوعات	**1708.1**	1620.0	−88.1	–	–
رنگا ہوا چمڑا	128.3	104.2	−24.0	−18.4	−5.7
چمڑا ساز	247.4	274.7	27.4	17.3	9.9
پلاسٹک	155.7	152.5	−3.3	31.4	−34.7
کیمیکلز	318.8	210.3	−108	–	–
سیمنٹ	157.0	145.3	−11.7	5.1	−16.8
مجموعی برآمدات	11,181.2	11,524.3	343.1	820.8	−440.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[11] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے فراہم کردہ کسٹمز ڈیٹا پر مبنی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ **سیکشن 5.1** میں درج ادائیگیوں کے ریکارڈ سے اس کی مماثلت ہو۔ ان دونوں ڈیٹا سیریز کے درمیان فرق سمجھنے کے لیے دیکھیے ضمیمہ 'اعداد و شمار کی توضیح'۔

بر آمدات ہیں، یہ مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہونے والے 1.9 فیصد اضافے سے بھی زیادہ ہیں (**جدول 5.5**)۔ اہم بات یہ ہے کہ ابھرتی ہوئی منڈیوں والے حریف ملکوں میں سے پاکستان ان چند ملکوں میں شامل ہے جہاں بر آمدات میں قابلِ ذکر اضافہ دیکھا گیا (جیسا کہ **شکل 5.2** میں ظاہر ہے)۔ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی سے حقیقی موئثر شرحِ مبادلہ میں تیزی سے ہونے والی کمی اور حکومت کے اس اقدام سے کہ ٹیکسٹائل شعبے کو سستی بجلی فراہم کی جائے گی، عالمی مارکیٹ میں پاکستانی مصنوعات کی مسابقت حریف ملکوں کی نسبت بڑھ گئی ہے۔ مزید بر آں، اہم بر آمدی شعبوں کے رقوم کی واپسی کے دعوے ایف بی آر نے تیزی سے نمٹائے جس سے بر آمد کنندگان کی سیالیت کے حوالے سے مشکلات کم ہوئیں چنانچہ بر آمدات بڑھانے کی ان کی اہلیت میں اضافہ ہوا۔[12]

اِس سال کی بر آمدی نمو میں اہم حصہ دار چاول، تیار ملبوسات اور ہوزری (نِٹ ویئر) تھے، نیز پست نرخوں کے اثرات کو زائد بر آمدی مقدار نے زائل کر دیا۔ دوسری طرف، پیٹرولیم گروپ، رنگے ہوئے چمڑے، کیمیکلز اور سیمنٹ کی بر آمدات میں نمایاں کمی آئی۔

ٹیکسٹائل بر آمدات

ٹیکسٹائل بر آمدات گذشتہ سال جوں کی توں رہنے کے بعد مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 3.9 فیصد اضافے سے 6.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ اس شعبے کو جنوری 2019ء میں اُس وقت بجلی پر زرِ اعانت فراہم کیا گیا جب حکومت نے 7.5 سینٹ فی کلو واٹ گھنٹہ کا ہموار نرخ مقرر کیا تھا جس سے اس شعبے کا اضافہ قدر بڑھ گیا اور مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس کی بر آمدی کارکردگی بہتر ہوگئی۔[13] مزید بر آں، گذشتہ دو سال کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی شرحِ مبادلہ مطابقت نے حقیقی موئثر شرحِ مبادلہ کو تیزی سے گرایا چنانچہ پاکستان کی ٹیکسٹائل بر آمدات کی اکائی قیمتیں رُکی رہیں اور اس کی بر آمدات کی مسابقتی حیثیت بڑھ گئی (**شکل 5.11**)۔

شکل 5.11 : حقیقی موثر شرح مبادلہ کے وسیع اشاریے
(صارف اشاریہ قیمت تقلیل شدہ) 2010=100

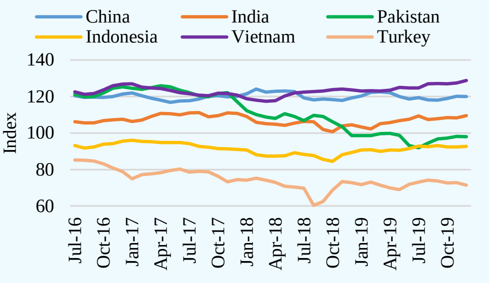

Data Source: JP Morgan

[12] ایف بی آر نے دعووں کی رقوم کی واپسی کا نیا برقی طریقہ (فاسٹر) متعارف کرایا ہے جس سے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 75.5 ارب روپے کی دعویٰ جاتی رقوم کا تیزی سے اجرا ہوا، یہ گذشتہ سال کی ادا کردہ رقم سے 20.4 ارب روپے زائد ہے۔ مجموعی واپسی میں سیلز ٹیکس کی واپسی کی رقم سال بسال 100 فیصد بڑھ کر 27 ارب روپے ہوگئی (ماخذ: ایف بی آر)۔

[13] ایس آر او 2019/(I)01 سے ایس آر او 2019/(I)12 بتاریخ یکم جنوری 2019ء کی رو سے بجلی کی لاگت 7.5 سینٹ فی کلوواٹ گھنٹہ مقرر کر دی گئی (ماخذ: وزارتِ توانائی)۔

ٹیکسٹائل کی بلند برآمدات کا سبب یہ تھا کہ بلند اضافہ ٔقدر والی مصنوعات خصوصاً تیار ملبوسات کا حجم بڑھ گیا تھا۔ تیار ملبوسات کی بہتر کارکردگی قابلِ ذکر تھی خاص طور پر اِس تناظر میں کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران امریکہ اور یورپی یونین نے اپنے ہاں ملبوسات کی کم مقدار درآمد کی۔ اس کے علاوہ ٹیکسٹائل کی گھریلو مصنوعات (خصوصاً بستر کی چادریں اور تولیے) کی برآمدات پہلی ششماہی میں بڑھ گئیں خاص طور پر یورپی یونین کو زائد کھیپ پہنچی۔[14]

شکل 5.12: اہم ملکوں سے ملبوسات کی امریکہ کو درآمدی مقدار میں نمو، جولائی تا دسمبر

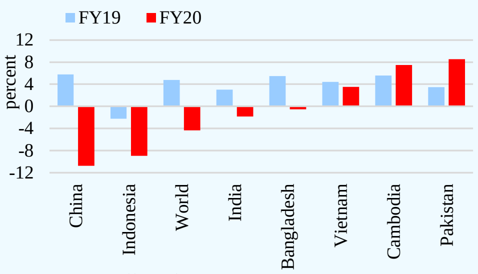

Data source: Office of Textiles and Apparel (USA)

امریکہ کے معاملے میں ملبوسات کی طلب کا حجم گزشتہ سال کی نسبت مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.3 فیصد کم تھا (**شکل 5.12**)۔ اس کا اصل سبب چین کی طرف سے کم کھیپوں کی آمد تھی کیونکہ ستمبر 2019ء سے امریکہ نے چین کے ملبوسات کی درآمد پر اضافی ٹیرف عائد کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی خریداروں نے کم لاگت والے سپلائرز کا رخ کر لیا جن میں ویت نام، بھارت اور پاکستان شامل ہیں۔[15] پاکستان نے چین کا کچھ حصہ اپنے قابو میں کر لیا، کیونکہ رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں اپنے حریف ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کی نمو زیادہ تھی (**شکل 5.12**)۔

شکل 5.13: اہم ملکوں سے ملبوسات کی یورپی یونین کو درآمدی مقدار میں نمو، جولائی تا دسمبر

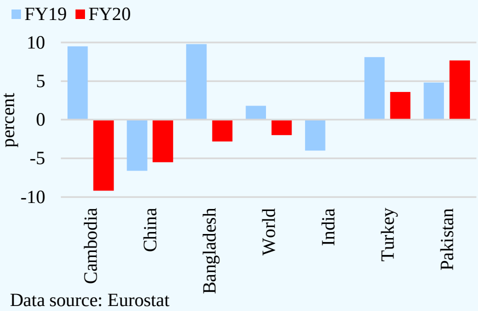

Data source: Eurostat

پاکستان سے ملبوسات کی یورپی یونین کو درآمدات دونوں یعنی مالیت اور حجم کے اعتبار سے گزشتہ سال سے بڑھی ہیں حالانکہ جولائی تا دسمبر 2019ء کے دوران ملبوسات میں یونین کی درآمدات مجموعی طور پر 2.2 فیصد گری ہیں (**شکل 5.13**)۔ ملبوسات میں یورپی یونین کی درآمدات گرنے کا سبب یہ تھا کہ امریکی ڈالر اور ملبوسات برآمد کرنے والے بڑے ملکوں کی

[14] بلند اضافہ ٔقدر والی مصنوعات کی مانگ بڑھنے کے نتیجے میں پست اضافہ ٔقدر والی مصنوعات کی برآمدات گھٹ گئیں خاص طور پر سوتی کپڑا اور دھاگہ۔

[15] امریکی فیشن انڈسٹری کی تنظیم کے 2019ء میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق 83 فیصد رائے دہندگان نے توقع ظاہر کی کہ اگلے دو سال کے دوران چین سے ملبوسات کی آمد گھٹ جائے گی۔

کرنسیوں، ماسوائے پاکستانی روپیہ، کے مقابلے میں یورو کمزور پڑ گیا تھا۔ یورپی خریدار مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی سے مسلسل کمزور پڑتے پاکستانی روپے کی طرف راغب ہوئے، کیونکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران اکائی قیمتیں دیگر حریف ملکوں کے مقابلے میں صرف پاکستانی روپے میں گری تھیں (**جدول 5.6**)۔ قیمتوں سے پڑنے والا اثر جی ایس پی پلس معاہدے کے تحت ڈیوٹی فری / کوٹا فری رسائی نے مزید مستحکم کر دیا۔

جدول 5.6: اہم ملکوں سے ملبوسات کی یورپی یونین کو درآمدات، اکائی مالیتوں میں نمو، جولائی تا دسمبر

	اکائی مالیتیں*		کرنسی**	
	م س19ء	م س20س	م س19ء	م س20ء
پاکستان	-0.4	-0.7	-15.6	-13.9
بھارت	1.5	1.8	-6.9	4.1
چین	10.9	4.0	-1.1	1.8
بنگلہ دیش	1.2	5.9	0.3	3.4
کمبوڈیا	1.7	7.9	2.5	3.8
ترکی	-3.4	1.2	-32.4	1.4
دنیا***	4.5	4.1	3.1	4.0

*یورو میں ** یورو کے مقابل متعلقہ کرنسیوں میں جولائی تا دسمبر سال بسال اضافہ (+) / کمی (-)
*** امریکی ڈالر بلحاظ یورو
ماخذ: یورواسٹیٹ، بلومبرگ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

اس کے علاوہ امریکی مارکیٹ کی طرح یورپ کی ملبوسات کی مارکیٹ میں بھی چین کا حصہ گذشتہ دو سال سے گر رہا ہے، وہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران (حجم کے لحاظ سے) 40.7 فیصد تھا جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 36.0 فیصد رہ گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش، ترکی اور پاکستان نے یورپی یونین کو اپنی برآمدات بڑھا دی ہیں (**جدول 5.7**)۔[16]

پست اضافۂ قدر کی ٹیکسٹائل مصنوعات میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران سوتی دھاگے کی شپمنٹ 7.0 فیصد بڑھ گئی، تاہم عالمی منڈی میں گرتی ہوئی قیمتوں کے تحت پست اکائی قیمتوں کے باعث ڈالر میں وصولی کم ہو گئی۔[17]

جدول 5.7: یورپی یونین میں ملبوسات کی درآمدات میں حصہ، جولائی تا دسمبر

	م س18ء	م س19ء	م س20ء
چین	40.7	37.5	36.0
بنگلہ دیش	22.0	23.8	23.6
ترکی	8.4	8.8	9.3
پاکستان	4.4	4.5	5.0
کمبوڈیا	4.9	5.2	4.8
بھارت	4.5	4.3	4.3

ماخذ: یورواسٹیٹ

[16] بنگلہ دیش اور پاکستان کو یورپی یونین کے ساتھ ترجیحی تجارت کا درجہ حاصل ہے۔
[17] چین، بھارت اور پاکستان کے سوتی دھاگے کی اکائی قیمتیں بالترتیب 15.5 فیصد، 10.5 فیصد، اور 10.4 فیصد (امریکی ڈالر میں فی کلو) گر گئیں۔ (ماخذ: ایمرجنگ ٹیکسٹائلز)

اگرچہ چین کے ملبوسات کی بحیثیت مجموعی برآمدات گر گئیں تاہم پاکستان کی کپاس کے لیے چین کی طلب مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کافی بڑھ گئی، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین نے سوتی دھاگہ لینے کے لیے بھارت سے ہٹ کر پاکستان کا رخ کرلیا۔[18] یہ منتقلی اس وقت عمل میں آئی جب پاک چین ایف ٹی اے کے دوسرے مرحلے پر کام کر رہے تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یورپی یونین کی سوتی کپڑے کی درآمدات میں پاکستان (حجم کے لحاظ سے) سب سے آگے ہے اور اس کا تناسب گذشتہ چند برسوں سے بڑھ رہا ہے (**شکل 5.14**)۔[19] ٹیکسٹائل کی گھریلو اشیا (خصوصاً بستر کی چادریں اور تولیے) کی برآمدات بھی یورپی یونین میں بلند طلب کے جواب میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران معمولی بڑھ کر 1.5 ارب ڈالر ہو گئیں۔ واضح رہے کہ ٹیکسٹائل کی گھریلو اشیا کے ضمن میں پاکستانی برآمدات کی سب سے بڑی منزل یورپی یونین ہے۔

شکل 5.14 : یونین سے باہر کے ملکوں کا سوتی کپڑے کی یورپی یونین کو درآمد میں حصہ، جولائی تا دسمبر

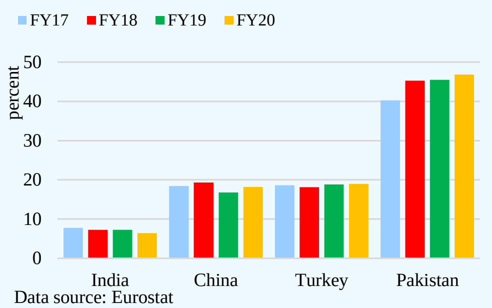

Data source: Eurostat

غیر ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی غیر ٹیکسٹائل برآمدات گر کر 1.8 فیصد ہو گئیں جو ایک سال پہلے 4.7 فیصد تھیں۔ بڑی کمی پیٹرولیم گروپ میں آئی تاہم غذائی گروپ کی برآمدات میں نمو خصوصاً چاول سے ملی۔ اس کے علاوہ کم نرخوں کے سبب سیمنٹ کی برآمدات کم ہو گئیں اور گذشتہ سال کے مقابلے میں گر گئیں۔

چاول کی برآمدات کی نمو طاقتور رہی

چاول کی مجموعی برآمدات تقریباً ایک چوتھائی اضافے سے ایک ارب ڈالر ہو گئیں جس کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی، یورپی یونین میں چاول کی مجموعی درآمدات میں پاکستان کا حصہ اُس وقت سے مسلسل بڑھ رہا ہے جب سے یونین نے کیڑے مار دواؤں کے زیادہ استعمال کی بنا پر بھارتی چاول کی درآمد روک دی تھی (**شکل 5.15**)۔[20] دوسری، حریف ملکوں کی کرنسیوں میں اتار چڑھاؤ نے پاکستان کو اپنی مستحکم افریقی منڈی میں ایک برتری دلائی۔

---

[18] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین نے سال بسال 16.9 فیصد زائد دھاگہ پاکستان سے درآمد کیا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)

[19] رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں پاکستان کی مجموعی برآمدات میں اس کا حصہ تقریباً 9 فیصد ہے۔

[20] یورپی یونین نے برآمدی باسمتی چاول پر کیڑے مار دوا ٹرائی سائیکلازول کے استعمال کی حد 31 دسمبر 2017ء سے اس طرح مقرر کی ہے کہ فی کلوگرام چاول پر اس دوا کی باقیات 0.01 ملی گرام سے زائد نہ ہوں۔

غیر باسمتی چاول یعنی ٹوٹا اور دیگر اقسام کے معاملے میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران افریقہ کو رسد 184.0 ملین ڈالر سے بڑھ کر 332.0 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ افریقہ کے علاوہ چند ایشیائی منڈیوں مثلاً چین، انڈونیشیا، اور قازقستان نے بھی ان اقسام کے چاول زیادہ درآمد کیے۔

مل سے نکلے ہوئے باسمتی چاول نے عمدہ کارکردگی دکھائی اور مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 380 ملین ڈالر کمائے جو گذشتہ سال کی نسبت تقریباً 50 فیصد اضافہ ہے۔ رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران مشرقِ وسطیٰ کی بڑی منڈیوں میں مل کے چاولوں کا برآمدی حجم خاصا بڑھ گیا، اس مدت کے دوران مجموعی برآمدات کا تقریباً 59.5 فیصد ان ہی منڈیوں کو گیا (**شکل 5.16**)۔ منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ خصوصاً متحدہ عرب امارات کو جانے والی کچھ کھیپ بعد ازاں ایران، عمان، یمن، صومالیہ اور عراق کو بھجوائی جارہی ہے۔[21]

شکل 5.15 : یونین سے باہر کے ملکوں کا یورپی یونین کو چاول کی درآمدی مقدار میں حصہ، جولائی تا نومبر

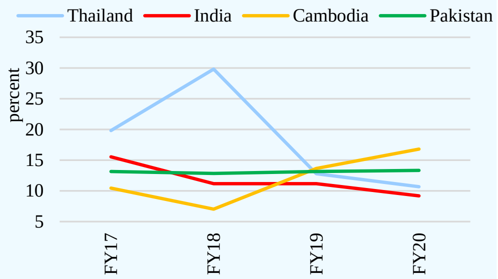

Data source: Eurostat

شکل 5.16: پہلی ششماہی کے دوران مشرقِ وسطیٰ کو مل والے باسمتی چاول کی برآمدات

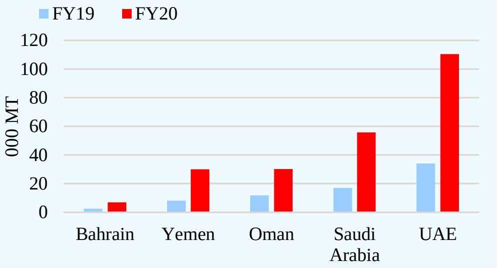

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

چھلکوں والے (براؤن) چاولوں نے جو بیشتر باسمتی قسم کے ہوتے ہیں، یورپی یونین خصوصاً بلجیم، اٹلی، نیدرلینڈز اور برطانیہ میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران عمدہ کارکردگی دکھائی۔ یورپی ملکوں میں عام استعمال کیا جانے والا سفید چاول حاصل کرنے کے لیے اس چاول کو مل میں سے مزید گزارا جاتا ہے۔ یونین میں سفید (مل والے) باسمتی چاول کا ٹیرف 175 یورو فی ہزار کلو گرام ہے جبکہ براؤن باسمتی چاول پر ٹیرف عائد نہیں ہوتا۔[22] اسی چیز سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران یورپی یونین کو مل والے باسمتی چاول کی برآمد میں حصہ 11.5 فیصد رہ گیا جو مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 36.3 فیصد تھا۔

[21] متحدہ عرب امارات چونکہ ایک بڑی اور متحرک منڈی ہے اور اسے عمدہ انتظامات والی بندرگاہوں کی سہولت بھی حاصل ہے چنانچہ وہاں موجود بین الاقوامی تاجروں کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ بیرونِ ملک سے چاول درآمد کریں اور وہی چاول علاقائی منڈیوں کو برآمد کردیں۔

[22] ماخذ: مارکیٹ ایکسس ڈیٹابیس، یورپی کمیشن

ماسوا چاول دیگر برآمدات کی ناقص کارکردگی

رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم گروپ کی برآمدی وصولیاں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 101.5 ملین ڈالر کم ہو گئیں کیونکہ افغانستان سے درآمدی طلب گر گئی جس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں غیر ملکی افواج کی مصروفیات میں کمی واقع ہوئی ہے۔[23] مزید برآں، پیٹرولیم خام (کنڈنسیٹ) کی برآمدات پہلی ششماہی کے دوران 24 فیصد کمی سے 110.3 ملین ڈالر رہ گئیں کیونکہ ریفائنریاں پست گریویٹی کے درآمدی خام تیل کے ساتھ کنڈنسیٹ پہلے سے زیادہ استعمال کر رہی ہیں۔

دریں اثنا مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ اور سیمنٹ کی مصنوعات کی برآمدات 7.5 فیصد گر گئیں جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 32 فیصد بڑھی تھیں۔ تاہم پاکستان کے سیمنٹ برآمد کنندگان نے گذشتہ سال کی نسبت اس سال مارکیٹ تک اپنی رسائی کو زیادہ متنوّع بنایا ہے۔ گذشتہ سال تک بھارت پاکستانی پورٹ لینڈ سیمنٹ کا اہم درآمد کنندہ تھا، اس نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستانی سیمنٹ کے مجموعی برآمدی حجم کا ایک چوتھائی حاصل کیا تھا۔مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان نے افغانستان، مڈغاسکر اور سری لنکا جیسے دوسرے ملکوں کو 41.8 فیصد زائد سیمنٹ بھجوائی۔

اس کے ساتھ ساتھ پاکستان نے پہلی ششماہی کے دوران کلنکر کی خاصی مقدار برآمد کی۔ اس خام مال کی طلب بنگلہ دیش میں پیدا ہوئی تھی کیونکہ ویت نام نے اپنی برآمدات بنگلہ دیش کے بجائے زیادہ بڑی مارکیٹ یعنی چین کو بھجوانا شروع کر دی تھیں۔[24] اگرچہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی کلنکر کی مجموعی برآمدات 14.6 فیصد بڑھ گئیں، ان برآمدات میں بنگلہ دیش کا جو تناسب ایک سال پہلے 77 فیصد تھا وہ رواں مالی سال کی اسی مدت میں بڑھ کر 87 فیصد ہو گیا۔ سیمنٹ اور کلنکر کی مجموعی مالیت کم اکائی قیمتوں کی بنا پر گر گئی۔

درآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی درآمدات سال بسال 17.0 فیصد گر کر 23.2 ارب ڈالر ہو گئیں جو چار برس میں پست ترین سطح ہے۔ توانائی اور غیر توانائی کی مختلف النوع مصنوعات کی درآمدی طلب کم ہو گئی، کرنسی کی قدر میں ردوبدل کے دورِ ثانی کے اثرات، سخت زری حالات، اور بعض شعبوں سے (تیل صاف کرنے کے کارخانوں اور فولاد کے معاملے میں) مخصوص پالیسیوں کے ساتھ صنعتوں اور صارفین نے خود کو ہم آہنگ کیا۔ پست درآمدی مقداروں کو اجناس (خام تیل، ایل این جی، کوئلہ اور دھاتوں) کی پست بین الاقوامی قیمتوں سے سہارا ملا (**جدول 5.8**)۔

---

[23] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران جیٹ فیول کے برآمدی حجم میں سال بسال 70 فیصد کمی آ گئی۔

[24] سیمنٹ اور کلنکر کا سب سے بڑا صارف ماحولیاتی مسائل کی بنا پر خود سیمنٹ بنانے کے بجائے کلنکر کی درآمد کو ترجیح دینے لگا ہے۔ چین کو کلنکر فراہم کرنے میں ویت نام اہم ہے۔

شکل 5.17: کاروں کی ملکی پیداوار اور فروخت (ہزار یونٹس)

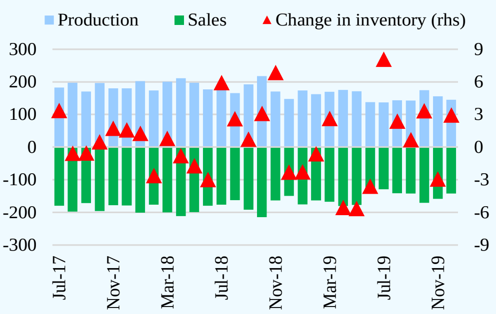

Data source: Haver Analytics

ٹرانسپورٹ کے شعبے کی درآمدی طلب خاص طور پر متاثر ہوئی، گاڑیوں کے اسمبلرز نے کرنسی میں ردوبدل کے بعد اپنی قیمتیں نمایاں طور پر بڑھادی تھیں، اب انہیں اندرونِ ملک فروخت میں کمی کا سامنا ہے (**شکل 5.17**)۔ ان فرموں نے صارفین کی جانب سے پست طلب کے جواب میں اپنی پیداوار گھٹادی جس سے الگ الگ پرزوں کی شکل میں کٹس اور دیگر پرزوں کی درآمدات کم ہوگئیں۔ دریں اثنا گفٹ اور بیگج اسکیموں کے تحت کاروں کی درآمد پر ضوابطی پابندیوں کے باعث مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمد بدستور متاثر رہی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کی مجموعی درآمدات گر کر 10 سال کی پست ترین سطح پر آگئی۔

گاڑیوں کی پیداوار میں سست روی کے ذیلی اثرات فولاد کی پوری صنعت پر محسوس کیے گئے جس کی تیار شدہ مصنوعات کی درآمدی طلب گرائی۔[25] پاکستان نے ستمبر 2019ء میں روس اور کینیڈا کی بعض فولادی مصنوعات کی درآمد پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز عائد کردیں جس کے بعد فولاد کی تیار شدہ درآمدات مزید کم ہوگئیں۔[26] آخر میں، اُن اشیا کی درآمد بھی گر گئی جن کی مقامی پیداوار میں اس سال اضافہ ہوا، جیسے ڈی اے پی فرٹیلائزر۔

[25] مثال کے طور پر عائشہ اسٹیل ملز نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کی اپنی رپورٹ میں بتایا ''اس پورے عرصے کے دوران ملکی طلب پست رہی۔ کلّی معاشی ردوبدل سے گاڑیوں کا شعبہ خاص طور پر شدید متاثر ہوا جس کے نتیجے میں سی آر سی [کولڈ رولڈ کوائل] کا استعمال کم ہوگیا جو کہ اس شعبے کا بنیادی خام مال ہے''۔

[26] نیشنل ٹیرف کمیشن نے 20 ستمبر 2019ء کو کینیڈا اور روس سے درآمد شدہ ''کولڈ رولڈ کوائلز / شیٹس / اسٹرپ'' پر 13.94 فیصد محصول بحساب قیمت (ad valorem) عارضی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ یہ ڈیوٹیز چار ماہ کے لیے نافذ ہوئیں، اور این ٹی سی مارچ 2020ء کے آخر تک حتمی فیصلہ کرے گا (ماخذ: نیشنل ٹیرف کمیشن)۔

جدول5.8: شش 1 کے دوران پاکستان کی اہم درآمدات

(ملین ڈالر)

اجزا	م س19ء	م س20ء	مطلق فرق	مقداری اثر	قیمت کا اثر
توانائی گروپ	**7,665.0**	**6,142.2**	**-1,522.8**	-143.2	-1,379.5
پیٹرولیم پیداوار	3,415.1	2,591.1	-824.1	-324.3	-499.8
خام تیل	2,460.0	1,771.3	-654.8	-351.8	-303.0
ایل این جی	1,709.3	1,626.8	-82.5	446.4	-528.9
زرعی وکیمیاوی	**4,584.1**	**3,821.7**	**-762.4**	-	-
کھاد	646.2	433.1	-213.1	-101.3	-111.8
دیگر کیمیکلز	2,194.0	1,848.4	-345.2	-	-
ٹرانسپورٹ گروپ	**1,507.6**	**837.0**	**-670.6**	-	-
کاریں	582.8	260.6	-322.2	-	-
مکمل ساختہ یونٹ	156.4	31.7	-124.8	-	-
الگ الگ پرزے	426.4	229.0	-197.4	-	-
ٹرک اور بسیں	282.7	128.7	-153.9	-	-
طیارہ، بحری جہاز	166.3	210.7	44.4	-	-
دھاتی گروپ	**2,500.4**	**2,072.7**	**-427.4**	-	-
فولاد کا اسکریپ	765.5	806.3	40.7	-156.0	-196.8
لوہا اور فولاد	1,124.6	763.3	-361.1	-341.5	-19.7
غذائی گروپ	**2,966.2**	**2,566.5**	**-399.7**	-	-
چائے	301.7	228.9	-72.8	-43.7	-29.1
پام آئل	931.7	842.4	-89.2	10.6	-99.9
سویابین تیل	48.8	40.8	-7.9	-4.9	-3.1
دالیں	287.8	245.7	-42.1	-12.1	-30.0
ٹیکسٹائل گروپ	**1,344.5**	**979.6**	**-364.8**	-	-
خام کپاس	120.2	87.0	-33.2	-28.8	-4.4
مصنوعی ریشہ	302.2	272.8	-29.4	-16.2	-13.2
مشینری گروپ	**4,479.3**	**4,433.1**	**-46.3**	-	-
برقی جنریٹر	661.9	650.4	-11.5	-	-
برقی	881.2	1,192.3	311.1	-	-
تعمیرات	129.8	80.9	-49.0	-	-
موبائل فون	364.0	616.1	252.1	-	-
دیگر مشینری	1,606.6	1,184.8	-421.8	-	-
تمام دیگر اجزا	**2,359.2**	**1,920.8**	**-438.4**	-	-
جس میں سے کوئلہ	795.6	669.5	-120.0	35.5	-185.7
مجموعی درآمدات	**27,952.5**	**23,194.6**	**-4,757.8**	-	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 5.18 :توانائی کی درآمدات میں سال بسال تبدیلی، اکائی قیمت اور مقداری اثرات کا حصہ

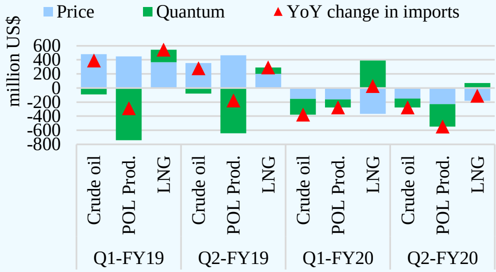

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

توانائی کی درآمدات

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی توانائی کی درآمدات میں 19.9 فیصد کی معقول کمی ہوئی اور وہ 6.1 ارب ڈالر پر آ گئیں۔ گذشتہ سال کی اسی مدت میں ان درآمدات میں 14.8 فیصد کمی درج کی گئی تھی۔ درآمدی حجم اور اکائی قیمتیں دونوں گذشتہ سال سے پست رہیں (**شکل 5.18**)۔ تیل کی بین الاقوامی قیمتیں اس عرصے کے دوران اوسطاً 15.3 فیصد پست رہیں اور اس وجہ سے توانائی کی درآمدات میں معقول کمی کا سبب بنیں۔

توانائی کی طلب کے نقطۂ نظر سے درآمدی مقدار میں کمی مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجلی کے شعبے کی دراصل بدلتی ہوئی حرکیات کی عکاسی کرتی ہے۔ اول یہ کہ گذشتہ چند برسوں سے ملک میں بجلی کی پیداوار میں اضافے کی جو رفتار تھی وہ اب سست پڑ گئی ہے کیونکہ سی پیک کے تحت بڑے پیمانے کے بجلی گھر اب فعال ہیں۔[27] چنانچہ بجلی کے شعبے کی توانائی کی مجموعی طلب اب نسبتاً پست شرح سے بڑھ رہی ہے۔ دوم، توانائی کے آمیزے کی ترکیب بھی بدل رہی ہے، فرنس آئل پر انحصار نمایاں طور پر گھٹ رہا ہے اور زیادہ زور کوئلے (درآمد شدہ اور ملکی، دونوں) اور ایل این جی سے بجلی بنانے پر دیا جارہا ہے۔ اور سوم، فرنس آئل کی پست ملکی طلب اس کی افراط کا سبب بنی ہے جس کے باعث آئل ریفائنریاں اپنی پیداوار گھٹانے پر مجبور ہوگئیں اور درآمدی خام تیل کی ان کی طلب بھی کم ہوگئی۔

اگرچہ بعض ریفائنریاں اپنے پیداواری آمیزے کو فرنس آئل سے ہٹ کر متنوع بنانے کی کوشش کر رہی ہیں اور دیگر ہائڈروکاربنز جیسے بیٹومین اور لبریکینٹس کا رخ کر رہی ہیں تاہم اس صنعت کے آپریٹنز فرنس آئل کی بھاری پیداوار کے سبب اب تک محدود ہیں۔ پیٹرولیم کی مجموعی ملکی پیداوار میں فرنس آئل کا تناسب گذشتہ چار سال کے دوران بمشکل تبدیل ہوا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ریفائنریوں کو اپنے پیداواری آمیزے میں تبدیلی کے لیے جو سرمایہ کاری درکار ہے وہ انہیں میسر نہیں۔[28]

[27] جولائی تا دسمبر مالی سال20ء کے دوران مجموعی بجلی سازی (ماسوائے کے الیکٹرک) سال بسال 2.0 فیصد بڑھی۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 5.4 فیصد نمو ہوئی تھی (ماخذ: نیپرا)۔

[28] مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کی ملکی پیداوار میں فرنس آئل کا اوسط حصہ 20.4 فیصد رہا۔ یہ تناسب گذشتہ پانچ سال کی اوسط 21.3 فیصد سے واجبی سا کم ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات کی مجموعی درآمدات مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 24.1 فیصد کمی سے 2.6 ارب ڈالر تک گر گئیں، اس کمی میں پست مقدار اور پست اکائی قیمت دونوں کا تقریباً مساوی اثر رہا۔ پیداوار کے لحاظ سے اعدادوشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرنس آئل اور ایچ ایس ڈی کی درآمدی مقدار خاصی تیزی سے گری، اس حد تک کہ انہوں نے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم کی درآمدات میں ہونے والے اضافے کو زائل کر دیا۔ فرنس آئل کی درآمدات میں کمی کو اگرچہ بجلی کے شعبے سے پست طلب کے ساتھ منسلک کیا گیا، ایچ ایس ڈی کی درآمدات میں کمی کی وجہ ٹرانسپورٹ میں بھاری گاڑیوں کے زمرے سے آنے والی پست طلب تھی۔[29] مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایچ ایس ڈی کی فروخت 10.2 فیصد گر گئی۔ اگرچہ اس کی ملکی پیداوار بھی کم ہوگئی، تاہم طلب میں کمی اس قدر ہوئی کہ اضافی درآمدات کی ضرورت نہیں پڑی۔ صنعتی سرگرمیوں میں سست روی اور بحیثیت مجموعی درآمدات میں زبردست تخفیف ہونے کی بنا پر بھاری ٹرانسپورٹ کا زمرہ آج کل ایک آزمائش سے دوچار ہے۔

ہائی اسپیڈ ڈیزل کے برعکس، پیٹرول کی ملکی طلب نسبتاً مستحکم رہی اور اس کی مقامی پیداوار میں 8.7 فیصد تخفیف کے پیشِ نظر ملک کو پیٹرول کی بھاری مقدار درآمد کرنی پڑی۔ پیٹرول کی مقامی بلند طلب کے چند ایک عوامل ہوسکتے ہیں۔ اول، تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں کے سربراہان نے بتایا ہے کہ دوسری سہ ماہی میں سی این جی کی عدم دستیابی کے باعث بہت سے صارفین پیٹرول کی طرف منتقل ہوگئے تھے جس نے اس مدت کے دوران پیٹرول کی طلب بڑھادی (**جدول 5.9**)۔[30] دوم، بعض بڑے شہروں میں سفری وین چلانے والی دوبڑی کمپنیوں نے تیزی سے نموحاصل کی ہے، ان کی چھوٹی وینوں اور کوسٹروں کی بڑی تعداد سڑکوں پر دکھائی دینے لگی ہے، ان کی اکثریت پیٹرول استعمال کرتی ہے۔ یہ کمپنیاں مسلسل نئے روٹ متعارف کراتے ہوئے اپنے بیڑے میں اضافہ کر رہے ہیں، چنانچہ اس زمرے سے بھی پیٹرول کی طلب میں اضافہ نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

دریں اثنا درآمدات گھٹنے میں سب سے بڑا واحد عنصر خام تیل تھا جس کی درآمدی مالیت میں 27 فیصد کمی واقع ہوئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا، ریفائنریوں نے فرنس آئل کے اپنے ذخائر بڑھنے سے روکنے کے لیے اپنی پیداوار کم کر دی تھی چنانچہ خام تیل کے لیے ان کی طلب بھی گھٹ گئی تھی۔ نیز، بعض ریفائنریوں نے ملک میں نکالا جانے والا خام تیل (کنڈنسیٹ کی شکل میں) استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، چنانچہ ان کی طرف سے بھی درآمدی خام تیل کی طلب کم ہوگئی ہے۔

[29] تاہم اس بات کے بھی خاصے منقولی شواہد ہیں کہ ایچ ایس ڈی کی ملکی طلب کا معقول حصہ ایران سے مشکوک چینلز کے ذریعے سے پورا کیا جارہا ہے۔

[30] مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں گیس کی ملکی پیداوار سال بسال 9 فیصد کم ہوگئی۔ اس کمی کے باوجود حکومت نے دوسری سہ ماہی کے دوران کھاد ساز شعبے کو گیس کی رسد بڑھادی تھی جبکہ سی این جی شعبے کے لیے فی ہفتے لوڈشیڈنگ کے گھنٹے بڑھادیے تھے (ماخذ: اوگرا)۔

جدول5.9:م س20ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت، پیداوار اور درآمدی مقداروں میں نمو

سال بسال فیصد تبدیلی

	سہ1			سہ2			شش1		
	فروخت	پیداوار	درآمد	فروخت	پیداوار	درآمد	فروخت	پیداوار	درآمد
ہائی اسپیڈ ڈیزل	-15.6	-15.3	-6.3	-5.0	-4.6	-25.7	-10.2	-10.2	-17.9
پیٹرول	1.8	-15.3	10.3	7.3	-1.3	4.7	4.5	-8.7	7.4
فرنس آئل	-21.4	-18.2	-84.3	-17.4	-9.3	-100.0	-19.8	-14.1	-90.7
مجموعہ	-10.2	-14.5	-7.0	-2.5	-5.9	-11.7	-6.5	-10.3	-9.5

ماخذ:او سی اے سی اور پاکستان دفتر شماریات

توانائی کے دیگر اجزا میں سے ایل این جی کی درآمد مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 4.8 فیصد گر گئی جو کہ چار سال قبل ایل این جی کی درآمد شروع ہونے کے بعد کسی ششماہی میں پہلی بار کمی ہے۔ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کمی دوسری سہ ماہی میں درج کی گئی اور اس کا تعلق دوران مدت ایل این جی سے بننے والی بجلی کی پیداوار میں کمی سے ہے(**جدول 5.10**)۔ ایل این جی کے حویلی بہادر شاہ اور بلوکی میں دو بڑے پلانٹس یا دو معمول کی مرمّت کے لیے بند ہیں یا پھر کم استعداد پر کام کر رہے ہیں چنانچہ اس عرصے کے دوران ایل این جی کی ملکی درآمدی طلب کم ہو گئی۔[31]

آخراً، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کوئلے کی درآمدات 15.8 فیصد کی تیز رفتار کمی سے 669.5 ملین ڈالر تک چلی گئی، درآمدی مالیت میں ہونے والی اس کمی میں کوئلے کی پست اکائی قیمتوں کا دخل ہے۔ تفصیلی ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ماہ کے عرصے کے دوران کوئلے کی درآمدی مقدار کم ہوئی تھی اور نومبر 2019ء میں یہ 65.8 فیصد بڑھ گئی تھی چنانچہ سال بسال بنیاد پر اس کی درآمدی مقدار میں اضافہ ہو گیا۔[32]

کوئلے سے بننے والی بجلی کی پیداوار میں نومبر کے دوران اضافہ دیکھا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایل این جی سے بجلی کی پیداوار میں ہونے والی کمی کو درآمدی کوئلے سے پورا کیا گیا۔[33] اس کے ساتھ ساتھ ملکی کوئلے سے چلنے والے 660 میگاواٹ پیداوار کا بجلی گھر فعال ہونے سے کوئلے کی درآمد پر کمی کا کچھ دباؤ پڑا، نیز فولاد کی صنعت کی طرف سے بھی (کوئلہ جس کا ایک اہم خام مال ہے) طلب پست رہی۔

[31] موسمِ سرما کے مہینوں میں جب ملک میں بجلی کی طلب گھٹ جاتی ہے تو بہت سے بجلی گھروں میں معمول کی مرمت کی جاتی ہے۔

[32] مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران کوئلے کا درآمدی حجم بہت کم یعنی سال بسال 11.0 فیصد بڑھا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 39.8 فیصد بڑھ چکا تھا۔

[33] کوئلے سے بننے والی بجلی کی مقدار نومبر 2019ء میں سال بسال 94.5 فیصد اضافہ ہوا تھا(ماخذ: نیپرا)۔

جدول5.10: م س20ء کے دوران بجلی کی پیداوار بلحاظ ایندھن*(گیگاواٹ گھنٹہ)

	سہ 1		سہ 2**		جولائی تا دسمبر**	
	مالیت	سال بسال فرق (مطلق)	مالیت	سال بسال فرق (مطلق)	مالیت	سال بسال فرق (مطلق)
فرنس آئل	2,106.2	-1,846.2	384.3	-1,306.6	2,490.5	-3,152.8
ایل این جی**	9,601.2	196.2	4,426.0	-29.0	14,027.2	167.2
آبی	15,349.8	2,700.4	7,062.1	773.7	22,411.9	3,474.1
کوئلہ	6,145.3	1,915.6	6,558.2	2,835.6	12,703.5	4,751.2
قدرتی گیس	4,964.1	-1,101.3	2,995.0	-2,109.3	7,959.2	-3,210.6
جوہری	2,230.9	185.1	1,618.5	-986.8	3,849.4	-801.7
دیگر	1,506.6	-465.9	1,518.6	546.9	3,025.1	81.0
مجموعہ	**41,904.2**	**1,583.8**	**24,562.7**	**-275.5**	**66,466.9**	**1,308.4**

ماخذ: نیپرا *ماسوائے کراچی الیکٹرک ** نومبر اور دسمبر 2020ء کا عبوری ڈیٹا

غیر توانائی درآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک کی غیر توانائی درآمدات سال بسال 15.9 فیصد کمی سے 17.0 ارب ڈالر تک گر گئیں۔ گذشتہ سال کی اسی مدت میں ہونے والی کمی کے مقابلے میں حالیہ کمی تقریباً دگنی ہے۔ تقریباً تمام ہی زمروں کی درآمدات میں کمی درج کی گئی خاص طور پر ٹرانسپورٹ کے اجزا، لوہے اور فولاد، اور کھاد اور دیگر کیمیکلز کی درآمد کم ہوئی۔

ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات زیرِ جائزہ عرصے کے دوران 44.5 فیصد گر گئیں اور بیشتر کمی گاڑیوں کے زمرے میں ہوئی (جو کاروں، موٹر سائیکلوں، بسوں اور متعلقہ پرزوں پر مشتمل ہے)۔ نیز، سال گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کمی گہری ہوتی گئی حتیٰ کہ مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ درآمدات 11 سال کی پست ترین سطح پر آ گئیں۔ گاڑیوں کی درآمدات کا رجحان گاڑیوں کی مقامی پیداوار کے رجحان کے قریب قریب رہا ہے۔ جب اسمبلرز نے صارفین کی طرف سے طلب پست ہونے کے جواب میں اپنی پیداوار بتدریج کم کر دی تو درآمدی پرزوں کی طلب بھی کافی سکڑ گئی (**شکل 5.19 الف**)۔ مزید برآں، گفٹ اور بیگج اسکیموں کے تحت کاروں کی درآمدات سے متعلق ضوابط سخت ہونے سے تیار شدہ گاڑیوں کی درآمدات بری طرح گھٹ گئی جیسا کہ **شکل 5.19ب** سے ظاہر ہے۔

گاڑیوں کی پیداوار میں کمی اور تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی کے اثرات فولاد کی اشیا کی درآمدات پر بھی پڑے، مقداری اعتبار سے جن میں زبردست کمی واقع ہوئی (**جدول 5.8**)۔ گاڑیوں کی صنعت کے لیے فولاد ایک اہم خام مال ہے، کار کے ڈھانچے، پینل اور دیگر

حصوں کی تیاری میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔[34] لوہے اور فولاد کی بڑھتی ہوئی درآمدات مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 17.0 فیصد گر گئیں، اور یہ ساری کی ساری کمی تیار مصنوعات کے ضمن میں ہوئی۔ گاڑیوں کے شعبے سے پست طلب کے علاوہ جب پاکستان نے ستمبر کے اواخر میں کینیڈا اور روس کی فولاد کی مصنوعات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز عارضی طور پر نافذ کردیں تو تیار مصنوعات کی درآمد بھی گھٹ گئیں۔ دریں اثنا فولاد کی مقامی فرموں کی طرف سے خام مال کی طلب بھی، جو اسکریپ کی شکل میں اور جہاز شکنی کے لیے پرانے جہازوں کی شکل میں ہوتی ہے، کم رہی کیونکہ گاڑیوں کے شعبے میں سست روی کے جواب میں فولاد ساز اداروں نے اپنی پیداوار گھٹادی۔

شکل5.19 الف: کاروں کی ملکی پیداوار اور پرزہ جات کی درآمد میں نمو

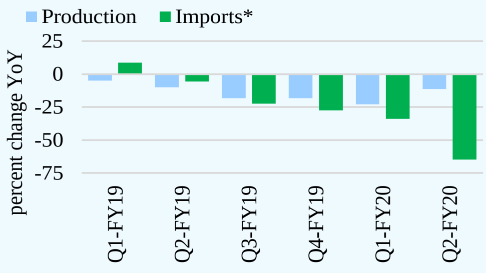

*comprising CKDs and parts, and excluding CBUs
Data source: PBS

شکل5.19 ب: پاکستان درآمد ہونے والی تیار شدہ کاروں کی تعداد میں نمو

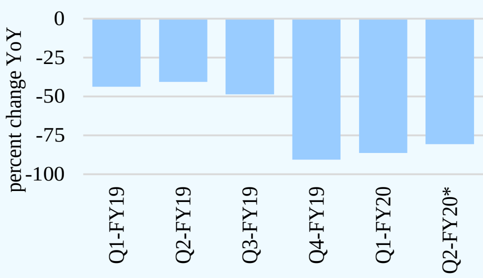

مشینری گروپ میں مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات 1.0 فیصد کمی سے 4.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 18.6 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ گذشتہ سال تمام ذیلی زمروں کی درآمدات میں خاصی کمی ہوئی تھی، اس سال برقی مشینری اور موبائل فون کی خریداری میں زبردست اضافہ ہوا۔

جہاں تک موبائل فون کا تعلق ہے، ان کی درآمدات میں 69.2 فیصد اضافہ حیرت انگیز ہے، کیونکہ صارفین کی قوتِ خرید کم ہو چکنے کے بعد یہ اضافہ تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ اس کے دو عوامل ممکن ہیں: اول، پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی کا ڈیوائس آئیڈنٹی فکیشن رجسٹریشن اینڈ بلاکنگ سسٹم (ڈی آئی آر بی ایس) دسمبر 2018ء سے فعال ہوا اور اس نے غیر قانونی طور پر درآمد شدہ موبائل فون کو

[34] مثال کے طور پر عائشہ اسٹیل ملز لمیٹڈ نے فروخت میں اپنی پست کارکردگی کی ایک وجہ یہ بتائی کہ گاڑیوں کی صنعت میں خاصی سست روی آگئی تھی۔ کمپنی نے مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے لیے اپنی رپورٹ میں بتایا ”گاڑیوں کا شعبہ خاص طور پر بری طرح متاثر ہوا، چنانچہ ہمارے شعبے کے بنیادی خام مال کولڈ رولڈ کوائل کا استعمال کم ہوگیا۔ ان دونوں قسم کے بنیادی اداروں کو اپنی پیداوار کم کرنی پڑی اور قیمتوں میں کمی لانی پڑی“۔

شناخت کرنے کے بعد اُن غیر رجسٹرڈ فون کو بند کرنا شروع کیا جو مقامی سم کارڈ استعمال کر رہے تھے۔ چنانچہ موبائل فون کی تجارت کا ایک نمایاں حصہ جو غیر قانونی ذرائع استعمال کر رہا تھا، ان اقدامات کے نتیجے میں باضابطہ ذرائع کی طرف منتقل ہو گیا ہے، جس سے باضابطہ درآمد کے اعداد و شمار میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ دوم، حکومت نے مالی سال 19ء کے بجٹ میں موبائل فون کی تجارتی درآمدات پر 3 فیصد ویلیو ایڈڈ ٹیکس ختم کر دیا تھا جس سے درآمدی لاگت معمولی سی کم ہو گئی تھی۔

برقی مشینری کے معاملے میں تفصیلی ڈیٹا ظاہر کرتا ہے کہ ہیوی ڈیوٹی (دس ہزار کلو واٹ سے زائد گنجائش والے) برقی ٹرانسفارمر اور متعلقہ آلات کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔ ان اشیا کی زائد درآمدات ملک میں، خصوصاً کراچی الیکٹرک کی طرف سے کراچی میں ترسیلی نیٹ ورک کی توسیع پر جاری کام کے عین مطابق ہے۔ نیز، نیشنل ٹرانسمشن اینڈ ڈسپیچ کمپنی (این ٹی ڈی سی) کے مطابق بجلی کی ترسیل کے 48 منصوبوں پر کام جاری ہے جن کی تکمیل مالی سال 20ء سے مالی سال 22ء تک ہو گی۔ [35]

دیگر اشیا میں سے غذائی درآمدات مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران 13.5 فیصد کم ہو گئیں۔ پام آئل کی پست اکائی قیمتیں اس کا اہم عامل تھیں۔ پام آئل کی قیمتوں کی بنا پر درامدی مالیت 9.6 فیصد گھٹ گئی اور درآمدی مقدار اس عرصے کے دوران بڑھنے سے جو معمولی اضافہ ہوا تھا، مذکورہ کمی نے اس کی بخوبی تلافی کر دی۔ پام آئل کے برعکس، دیگر غذائی اشیا جیسے چائے اور دالوں کا درآمدی حجم اور اکائی قیمتیں دونوں گذشتہ سال سے کم رہیں۔ خاص طور پر چائے کی درآمد اِس چھ ماہ کے دوران 24.1 فیصد گر گئی، اور پست درآمدی حجم نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹی کمپنیوں اور خردہ فروشوں نے گذشتہ سال ذخائر اکٹھا کر لیے تھے جب چائے کا درآمدی حجم نمایاں طور پر بڑھ گیا تھا، اور اب وہ نیا مال درآمد کرنے کے بجائے وہی ذخیرہ استعمال کر رہے ہیں۔ [36]

[35] ماخذ: این ٹی ڈی سی (https://www.ntdc.com.pk/casa)، 3 فروری 2020ء کو دیکھا گیا۔

[36] مالی سال 19ء کے پورے عرصے دوران کے چائے کا درآمدی حجم 22.5 فیصد بڑھا تھا، اور پھر مالی سال 20ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہیوں کے دوران سال بسال گھٹ گیا تھا۔

خصوصی سیکشن: پاکستان میں مسابقت کی کیفیت[1]

خ س 1.1 تعارف

مسابقت، سے مراد "وہ دباؤ ہے جو بازار کے مختلف فریق حصے اور نفع کے حصول کے لیے بازار پر ڈالتے ہیں"[2]۔ یہ کاروباری معیشت کی ترقی کے لیے ایک اہم ستون ہے، جو کارکردگی، اختراع اور صارفین کے لیے انتخاب کے تنوّع سے عبارت ہے۔ ایسی معیشتوں میں فرمیں اپنی لاگت کم کرنے کی حد درجہ کوششیں کرتی ہیں، اختراع کو ترجیح اور پیداواری عمل کو رکاوٹوں سے پاک کرتی ہیں تاکہ یہ سہل، معاون اور منافع بخش بن جائے۔ نظری مواد سے اس بات کے شواہد سامنے آتے ہیں کہ مصنوعہ منڈیوں میں مسابقت سے فرموں کی پیداواریت بڑھتی ہے، کاروباری مواقع میں اضافہ، پائیدار معاشی نمو کو تقویت ملتی ہے، بین الاقوامی مسابقت اور قیمتیں کم اور مستحکم ہوتی ہیں، جس سے صارفین کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قیمتوں میں استحکام اور کمی زری پالیسی کے نکتہ نظر سے خاص طور پر اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ دنیا بھر کے مرکزی بینکوں کا اہم مقصد قیمتوں کے استحکام کو ترجیحی ہدف بنانا ہوتا ہے۔

اس دلیل کے تحت پالیسی سازوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ریاست "سازگار ماحول" کی فراہمی کا نصب العین مزید وسیع کرے۔ بالخصوص مسابقتی پالیسی کو معاشی استحکام، انسانوں کی فلاح و بہبود میں سرمایہ کاری اور طرز حکمرانی کے قابل بھروسہ ڈھانچے کے ساتھ ساتھ ایسے ماحول کو اب لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اس سیکشن کا مقصد: (i) معاشی نمو اور ترقی میں مسابقت کی اہمیت اجاگر کرنا؛ (ii) مختلف ممالک میں بہترین مسابقتی پالیسیوں کے حوالے سے بہترین روایات بیان کرنا؛ (iii) پاکستان میں مسابقت کی کیفیت بیان کرنا؛ اور (iv) ملک میں مسابقتی پالیسی کے حوالے سے ادارہ جاتی فریم ورک کا جائزہ لینا؛ (v) معیشت میں مسابقتی روایات کی شمولیت کے لیے پالیسی پر نظر ثانی کی تجویز دینا ہے۔

خ س 1.2 مسابقت، مسابقتی پالیسی اور معاشی ترقی

معاشی ترقی کے لیے مسابقت نہایت ضروری ہے

منڈی میں مسابقت فرموں کو لاگت کم کرنے، متروکہ آپریشنل طریقوں میں تخفیف اور مسلسل اختراع کی ڈگر پر گامزن رہنے پر مجبور کرتی ہے، تاکہ وہ منڈی میں اپنا حصہ برقرار یا بڑھا سکیں۔ مسابقتی ماحول کاروباری رکاوٹوں میں کمی اور بیرونی سرمایہ کاری کی قدرے شفاف پالیسیوں کے ساتھ کاروباری اداروں کو ٹیکنالوجی پر مبنی مہارتیں بہتر بنانے اور علاقائی اور عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ روابط قائم کرنے

[1] اپنی قیمتی آراسے نوازنے پر مصنفین ڈاکٹر وقاص (لیڈ اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک)، مظہر خان (سینئر اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک) اور ڈاکٹر عمر (اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک) کے شکر گزار ہیں۔

[2] "مسابقتی پالیسیوں اور سرکاری پالیسیوں کے درمیان ہم آہنگی کی اہمیت"، اقوام متحدہ کانفرنس برائے تجارت اور ترقی سیکریٹریٹ کانوٹ، مئی 2011ء۔ TD/B/C.I/CLP/9

کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ مجموعی طور پر پیداواریت، اختراع اور زر مبادلہ کی بِلا رکاوٹ آمدنی کی صورت میں ہونے والی پیش رفت نمو پر منتج ہوتی ہے، جو نہ صرف بھرپور بلکہ ساختی اعتبار سے متوازن اور مستحکم ہوتی ہے۔

جدول خ 1.1: مسابقتی پالیسی اصلاحات کے اثرات کے مشاہداتی نتائج[1]

پالیسی کا دائرہ اور ملک	تحقیق	اصلاحات	اثر/نتائج
*یورپی یونین کے 15 ممالک	پریز بیائیلا، مارسن؛ روما، مورینو 2005ء		"مصنوعاتی منڈی میں بلند مسابقت لمبے عرصے تک مہنگائی کی اوسط شرحیں گھٹا دیتی ہے"۔
**کینیڈا	آمریلاٹ، کوان اور ولکنسن، 2006ء		"مسابقت کے مثبت اثرات نہ صرف قیمتوں کی لچک پر مرتب ہوتے ہیں بلکہ اس سے قیمتیں کم کرنے میں بھی مدد ملتی ہے"۔
ایک سے دوسرے ملک میں	کی اور ہوئیکمن 2007ء	مسابقتی قانون کا تعارف؛ پابند نما حکومتی ضوابط کا خاتمہ	ملکی فرموں کی تعداد میں 7.2 فیصد اضافہ
پینل	بسی روسی اور آنے والی دیگر	مسابقتی پالیسی اظہاریے کے تحت ادارہ جاتی اور نفاذی پالیسیوں کے معیار میں اضافہ	اظہاریے کے پیمانے میں 20 فیصد اضافے کے سبب مجموعی عاملی پیداوار میں ایک فیصد کی نمو ہوئی–جو چیک ریپبلک کی جانب سے برطانیہ کی نفاذی سطح پر منتقلی کے تقریباً مساوی ہے
برطانیہ	سائمیونیڈس 2008ء	1956ء میں کارٹیل قانون کا تعارف (پابند تجارتی روایات)	قیمتوں کی مسابقت میں شدت آنے سے کارٹیل کے زیر اثر اور مسابقتی صنعتوں کے مابین کارکنوں کی پیداواری نمو میں 20 سے 20 فیصدی درجوں کے فرق کا خاتمہ
امریکہ	وارڈن 2008ء	کارٹیل کا نفاذ	2000-07ء کے درمیان مجموعی صارفی بچتیں تقریباً 1.85 ڈالر ہیں
نیدرلینڈز	پوسٹیما، گوپلسر وئیڈر، اور نرجک 2006ء	انضمامی کنٹرول	معاشرے کو سالانہ خالص فائدے کا حجم لگ بھگ 100 ملین یورو
آسٹریلیا	آسٹریلوی پیداواری کمیشن 2005ء	مسابقت مخالف علاقائی پالیسیوں کا خاتمہ؛ مسابقتی غیر جانبداری کے اصولوں کا تعارف	بجلی کی حقیقی اوسط قیمتوں میں 19 فیصد، ریل کے بار برداری کے کرایوں میں 8 سے 42 فیصد اور بندرگاہ کے چارجز میں 50 فیصد تک کمی؛ جی ڈی پی میں 2.5 فیصد اضافہ
ویت نام	کومپس و دیگر 2009ء	اراضی اور منڈی کی اصلاحات اجتماعی سرکاری ملکیت اور پیداواری حصے کے ٹھیکوں سے نجی ملکیت کی جانب اور منڈی کی	چاول کی کاشت والے علاقوں کی مجموعی عاملی پیداواریت میں بڑا اضافہ؛ چاول کی قومی سالانہ اوسط پیداوار میں 3.5 فیصد اضافہ

		حرکیات پر منحصر پیداوار اور قیمتوں پر منتقلی	
کینیا	جین اور آر گونگس-کوڈھک 1997ء	مکئی کی قیمتیں قابو میں رکھنے کا عمل ترک اور منڈی کو آزاد کرنا	10.1 ملین ڈالر کی سالانہ صارفی بچت (ملوں کی پست لاگت کے سبب)
لاؤس	آرنلڈ2005ء	لاؤس میں ٹرکوں کے کارٹیل کی اجارہ داری کا خاتمہ اور تھائی لینڈ کے تمام ٹرکوں کو داخلے کی اجازت	بینکاک سے وینتیان کے راستے میں ترسیلی لاگت میں 30 فیصد کمی
میکسیکو	روس 2011ء	فضائی راستوں سے ترسیل کی اجازت اور سستی خدمات فراہم کنندگان کو شمولیت کا موقع دینا	فضائی سفر کے کرایوں میں 37 فیصد کمی (پست لاگتی فضائی اداروں کے روٹس پر)
مختلف ممالک کا پینل	میکو اور سریبر سکی 2004ء	فضائی ترسیل کے ضوابط کے معیار میں بہتری اور مسابقت کو فروغ دینے کی غرض سے "فضائی ترسیل کی اجازت" کے معاہدے شروع کرنا	ٹرانسپورٹ کی لاگت میں 8 سے 14 فیصد کمی
اٹلی	پیلی زاری اور پیکا 2011ء	قانونی پیشے کے لیے نچلی ترین اجرت اور تشہیری پابندی کا خاتمہ	زیادہ مؤثر وکلا کا اس شعبے میں رہنے کا امکان زیادہ ہے
آسٹریلیا	ای سی 2004ء	وکلا کے بلا شرکتِ غیرے حقوق ختم کرنا	قانونی کارروائی کی عمومی لاگت میں 12 فیصد کی ممکنہ کمی
یوکرین	شیپوٹائلو اور واکھٹو 2012ء	شعبہ خدمات کی تجارتی پابندیوں سے آزادی	مجموعی عالمی پیداواریت میں 3.6 فیصد اضافہ
امریکہ	گوس 2005ء	دکانیں کھولنے کے اوقات کو غیر منضبط کرنا	ضوابطی بوجھ سے عاری صنعتوں میں روزگار میں 4.4 سے 6.4 فیصد اور مجموعی آمدنی میں 3.9 سے 10.7 فیصد اضافہ
برطانیہ	مہر اور وائس 2005ء	بجلی، پانی اور گیس کے شعبوں میں مسابقت	پیداواری نمو میں 10 فیصد سے زائد اضافہ

معاون ضوابط کا آغاز اور

پابندیوں کا خاتمہ

اعداد و شمار کا ماخذ: *پریزیبائیلا، مارسن؛ روما، مورینو (2005ء) کیا منڈی کی مسابقت مہنگائی کم کرتی ہے؟ یورپی یونین کے ممالک اور شعبوں کے شواہد، ای سی بی ورکنگ پیپر، نمبر 453، یورپی مرکزی بینک (ای سی بی)، فرینکفرٹ، **آمریلاٹ، ڈی، کوان، سی اور ولکنسن، جی۔ (2006ء)، "کینیڈین کمپنیوں کے نرخ طے کرنے کے رویے پر سروے"، ورکنگ پیپرز 35-06، بینک آف کینیڈا۔

[1] کٹسمولر، مارکوزس؛ مارٹینز لسیٹی، مارتھا۔ 2012ء۔ مسابقتی پالیسی: حوصلہ افزا فروغ پذیر منڈیاں برائے ترقی۔ نکتہٴ نظر؛ نوٹ نمبر 331. واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک گروپ

جیسا کہ جدول خ 1.1 سے ظاہر ہے، مشاہداتی شواہد یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ مسابقت کے معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مصنوعاتی منڈی میں مسابقت مہنگائی کی پست سطح پر منتج ہوئی، ابتدائی رکاوٹوں میں کمی کے باعث کام شروع کرنے والی فرموں کی تعداد میں اضافہ ہوا، کارکنوں کی پیداواریت بڑھی، جس سے صارفین کو خاصی بچت کے مواقع ملے۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ایسے شواہد معیشت کے تمام شعبوں میں پائے گئے جیسے زراعت، صنعتیں، ٹرانسپورٹ اور خردہ شعبے۔ تاہم یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اداروں کا انضمام، اشیا سازوں کے مسابقت مخالف گروہوں (کارٹیلز) کی نشاندہی اور انہیں قاعدے کا تابع بنانا، اور حکومتی پالیسی پر نظر ثانی کی مشقیں مسابقت کے نفاذ—نا کہ محض مسابقتی پالیسیوں کی موجودگی۔ہی کی مرہون منت ہے، جس سے معاشی کارکردگی میں بہتری آتی ہے۔

اسی طرح مسابقت منڈی میں قیمتوں کو کم اور مستحکم رکھنے میں مدد دیتی ہے

معیشت میں قیمتوں کے استحکام کے حوالے سے مسابقت کی سطح بھی ایک اہم جز کے طور پر سامنے آئی ہے۔ مثلاً، Neiss (2001)، نے اقتصادی تعاون و ترقی کی تنظیم (او ای سی ڈی) کے چوبیس ممالک کی معیشتوں کا جائزہ لیا، جس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ مصنوعات کی مارک اپ شرحوں اور مہنگائی میں ایک مثبت تعلق موجود ہے۔[3] Cavelaars (2003) کی جانب سے ایسی ہی ایک تحقیق کا یہ نتیجہ برآمد ہوا تھا کہ زیرِ جائزہ ممالک میں مصنوعات کے مارک اپ مہنگائی کی شرحوں میں 67 فیصد تک تبدیلی کے ذمہ دار ہیں۔[4] یہ تجزیہ معیشت کے عمومی متغیرات جیسے ملک کا حجم، ترقی کی سطح، تجارتی آزادی کی سطح، مرکزی بینکوں کی خود مختاری اور متعلقہ مالیاتی اقدامات کی کارگذاری وغیرہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا گیا۔ یہ امر اہم ہے کہ Przybyla اور Roma (2005)، کی تحقیق میں یہ بات

[3] نیس، کے ایس (2001ء)۔ مارک اپ اور مہنگائی: او ای سی ڈی ممالک کے شواہد۔ کینیڈین جنرل آف اکنامکس/Revue canadienne d'économique، 34(2), 570-587۔

[4] کیویلارز، پی (2002ء) کیا مسابقت کو فروغ دینے میں ابتدائی اثرات مستقل نوعیت کے ہوتے؟ ڈی این بی اسٹاف رپورٹس، (92ء)۔

سامنے آئی کہ مصنوعات میں بلند مسابقت معیشت میں مہنگائی کا دباؤ لمبے عرصے تک کم کرنے کا سبب بنتی ہے (یعنی منفی تعلق عارضی اثرات سے بڑھ کر قائم رہنے کا امکان موجود رہا) اور یہ تعلق معیشت کے مختلف شعبوں میں پایا گیا ہے۔[5]

حد درجہ مسابقتی پالیسی کا ہونا اہمیت کا حامل ہے

مسابقت ازخود جنم نہیں لیتی بلکہ اس کے لیے منڈی کی تفریقوں کا سد باب کرنا پڑتا ہے۔ تب ہی ایسی مؤثر مسابقتی پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے جو مسابقت کے لیے موزوں ہو اور منڈی کے استحصال اور اجارہ دارانہ رویوں کی بجسن و خوبی حوصلہ شکنی کرے۔ تاریخی اعتبار سے کئی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ترقی کے مدارج کامیابی سے طے کرنے کا سہرا مسابقتی پالیسیوں اور ضوابط کے سر جاتا ہے۔

لہٰذا زیادہ سے زیادہ مسابقتی پالیسی کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے "ایسی پالیسیاں اور قوانین جو یہ یقینی بنائیں کہ منڈی میں مسابقت اس طرح محدود نہ ہو جائے کہ جس سے سماجی بہبود میں کمی ہو۔"[6] اس کی روشنی میں ہم مطلوبہ پالیسی کی جزویات طے کر سکتے ہیں۔ جس میں ترجیح یہ ہو گی کہ معاشرے میں سماجی بہبود کو تقویت دی جائے، اور اس کے لیے منڈی کے ارتباط کا فروغ، ناجائز منافع خوری پر قابو پایا جائے اور منڈی کے سودوں اور ساختوں میں شفافیت اور مساوات یقینی بنائی جائے، اکثر اوقات یہ سب ایک ساتھ ہو۔ ایسی پالیسیاں نہ ہونے کے سبب دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے گی اور مسابقت مخالف گروہ پیدا ہو جائیں جو منڈی کو عدم مساوات کی جانب دھکیل دیں گے، اس کے نتیجے میں مہنگائی ہو گی اور معاشرے میں فلاح عامہ کو نقصان پہنچے گا۔[7]

سہولتوں کی فراہمی کے لیے ریاستی اداروں کے اقدامات اہمیت کے حامل ہیں

مسابقت کی درج بالا تعریف سے منڈی میں سہولتی اقدامات کی گنجائش پیدا ہوتی ہے— جن سے فلاح عامہ کو تقویت ملتی ہے۔ اس ضمن میں تاریخی حوالے بکثرت موجود ہیں۔[8] یہاں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ مسابقتی پالیسی سرکاری شعبے کے مضبوط اور مؤثر اداروں کی عدم

---

[5] پریز یبائیلا، ایم؛ روما، ایم (2005ء): کیا مصنوعاتی منڈی کی مسابقت مہنگائی گھٹاتی ہے؟ یورپی یونین کے ممالک اور شعبوں کے شواہد، ای سی بی ورکنگ پیپر، نمبر 453، یورپی مرکزی بینک (ای سی بی)۔

[6] موٹا، ایم (2004ء)۔ مسابقتی پالیسی: نظری و عملی۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس

[7] عالمی بینک منڈیوں اور مسابقتی پالیسی جائزہ آلہ برائے 2016ء میں یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ مسابقت مخالف گروہ پروان چڑھانے والے عوامل، نئی فرموں کی راہ میں رکاوٹ، چند فرموں کے گہرے ارتکاز، درآمدات میں رکاوٹ، ایک جیسی مصنوعات کی پیداوار، اضافی استعداد اور خریدار کی قوتِ خرید میں کمی کی وجہ بنتے ہیں۔

[8] اس امر کی دلیل بار بار دی جاتی ہے کہ مشرقِ بعید کی "کرشماتی" نمو مستقل اور بہتر سمت کے ریاستی اقدامات کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔ معاشی انتظام اور انسانی سرمائے کو ترقی دینے والی پالیسیوں کی اصابت کے ساتھ ساتھ اس کی وجہ "کامیاب شعبے چننا" پالیسی کے تحت مخصوص صنعتی شعبوں کو براہ راست سہولت کی فراہمی کو اپنی ترجیح بنانا ہے۔ تاہم یہاں اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ کامیاب شعبے چننے کی پالیسی اپنانے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مسابقتی منڈیوں کو ترقی دینے کے عمل کو نظرانداز کیا جارہا تھا، جس کا مغالطہ اس صورتِ حال میں ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس جن شعبوں کا انتخاب کیا گیا، اس میں اِن کے ماضی کی کارکردگی اور اختراع کے امکانات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا، اور ریاستی اقدامات کو قیمتوں کی تفریق کم کرنے اور

موجودگی میں کارگر ثابت نہیں ہوگی۔اس کے لیے حکام بالا کو مہنگی اور پُرخطر تحقیق برائے ترقی میں لازمی طور پر سرمایہ کاری کرنا ہوگی؛ نجی شعبے کو طبعی، ڈجیٹل اور شراکتی ڈھانچے کی فراہمی،انسانی سرمائے کی ترقی اور صنفی مساوات پر توجہ مرکوز کرنا؛ محفوظ اور موثر مالی اداروں تک رسائی میں بہتری؛اور عالمی مسابقت اور ٹیکنالوجی کے لیے معیشت کو آزاد بنانا ہوگا۔اس سے منڈی کی ساخت میں مسابقتی خصوصیات پیدا ہو جائیں گی۔

خ س 1.3 مقابلے اور مسابقت میں پاکستان کہاں کھڑا ہے؟

درج بالا متن کے تناظر میں اولاً یہ دیکھنا اہمیت کا حامل ہے کہ معاشی پالیسیوں اور سرکاری اداروں کے انتظام کی روشنی میں پاکستانی معیشت اور یہاں مقابلے کے ماحول کی موجودہ ساخت کیسی ہے۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ "بلند تحفظ اور درآمدی متبادل" 1960ء کے اوائل میں ملک کی صنعتی پالیسی کی بنیاد تھے۔[9] تحفظی پالیسی کے اس طریق کار، جو بلند ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں، فیاضانہ مالیاتی مراعات، اور رعایتی سودی شرحوں پر بینکوں سے قرضوں کی فراہمی پر مشتمل تھا، کو ملکی کاروباری اداروں میں ذاتی فوائد کی روش پروان چڑھانے کے لیے موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔اگرچہ ابتدا میں تحفظ سے ملکی پیداکنندگان اور مزدوروں کو ضروری مہارتیں حاصل کرنے اور لاگت کے نقصانات سے نمٹنے میں مدد ملی تاہم 1960ء کی دہائی کے اواخر تک اس حد تک اس سہارے کی اتنی ضرورت نہیں رہی کیونکہ فرمیں درآمدات سے کامیابی سے مسابقت میں کامیاب رہیں (کمال، 1979ء)۔[10] مزید یہ کہ سولیگو اور اسٹرن (1965ء) کی تحقیق سے پتہ چلا کہ کاروباری اداروں کو ضرورت سے زیادہ تحفظ فراہم کرنے سے مارکیٹ میں بگاڑ پیدا ہوا کیونکہ اس کی وجہ سے صارفی اشیا کے شعبے میں بہت زیادہ سرمایہ کاری ہوگئی اور سرمایہ جاتی اشیا اور درمیانی اشیا کی صنعتوں میں خام سرمائے کی تشکیل کو نقصان ہوا۔حقیقت یہ ہے کہ صارفی اشیا کی بیشتر صنعتوں کو فراہم کردہ تحفظ ان صنعتوں کے قدر اضافی میں ڈالے گئے حصے سے بڑھ گیا۔[11] مجموعی لحاظ سے صنعتوں کو

برآمدی نمو کی حوصلہ افزائی تک محدود رکھا گیا۔اس کے لیے حکومت نے ابھرتی ہوئی ٹیکنالجیز، شعبہ جاتی برآمدی اہداف مقرر کرنے اور سرکاری و نجی شعبوں میں اشتراک بڑھانے کے لیے سرکاری سطح پر تحقیق میں سرمایہ کاری کی۔اس موقع پر فرموں کے درمیان "مقابلے" کی فضا بھی پیدا کی گئی، اور انہیں برآمدی قرضوں اور زرمبادلہ کی صورت میں اجر دیا گیا۔اس سب کی بنا پر مشرقِ بعید کی تمام آٹھوں "کرشماتی" معیشتیں (جاپان، ہانک کانگ، جنوبی کوریا، سنگاپور، تائیوان، انڈونیشیا، ملائشیا اور تھائی لینڈ) 1965ء اور 1990 کے درمیان تمام خطوں میں تیز ترین ترقی کرنے والی معیشتیں بن گئیں۔ماخذ: برڈسال، این؛ کیمپوس، جے؛ کم، سی؛ کورڈن، ڈبلیو؛ میک ڈونلڈ، ایل (نظر ثانی شدہ) (1993ء)۔ مشرق بعید کا کرشمہ: معاشی نمو اور سرکاری پالیسی۔عالمی بینک کی پالیسی ریسرچ رپورٹ۔آوکسفرڈ یونیورسٹی پریس۔

[9] عرفان الحق (2015ء) "بہترین روایات کے منافی نظریہ: صنعتی پالیسی کی دَردِزَہ" لاہور جنرل آف اکنامکس 20: ایس ای (ستمبر 2015ء): صفحہ نمبر 87 تا 106۔

[10] کمال، اے آر (1979ء) نوزائیدہ صنعت کی دلیل، تحفظی اقدامات اور پاکستان کی اشیاساز صنعتیں۔ The Pakistan Development Review 1–19

[11] سولیگو، آر اور جے جے اسٹرن (1965ء) ٹیرف تحفظ، درآمدی متبادل اور سرمایہ کارانہ کارکردگی۔ The Pakistan Development Review 5:2, 249–270.

فراہم کردہ تحفظ اور سبسڈی کی اوسط سطح قدر اضافی کے پانچ میں سے دو حصوں (2/5) کے لگ بھگ پایا گیا اور تجارت میں رکاوٹ بننے والی ان پالیسیوں کی وجہ سے ملکی قیمتیں عالمی مارکیٹوں کے نرخوں سے بہت مختلف ہو گئیں (لوئیس اور گو ئیسنگر،1968ء)۔[12]

پھر 1970ء کی دہائی میں صنعتی شعبے کو مکمل طور پر قومیائے جانے سے معیشت کے تقریباً ہر شعبے میں حکومت کا کردار بہت بڑھ گیا۔اس کی بنا پر ملکی مارکیٹ میں مسابقت کی حوصلہ شکنی ہوئی۔1980ء کی دہائی کے آخر میں ضوابط کی بندش کے خاتمے، نجکاری اور تجارتی پالیسی اصلاحات شروع ہونے کے بعد حکومت کا بلاواسطہ کردار بڑی حد تک کم ہو گیا، درآمدی رکاوٹیں کم ہوئیں اور سرمایہ کاری کی پالیسی آزاد ہو گئی۔تاہم اس بات کی نشاندہی اہم ہے کہ اگرچہ حکومت نے بینکاری، مواصلات اور اشیا سازی میں اپنا بلاواسطہ کردار بڑی حد تک کم کر دیا ہے لیکن اہم شعبوں جیسے ٹرانسپورٹ (ہوابازی، ریلوے اور شاہراہیں) اور توانائی (بجلی اور قدرتی گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم) پر اس کی گرفت مضبوط رہی۔

مزید یہ کہ تحفظی پالیسیاں 1990ء اور 2000ء کے عشروں میں بھی جاری رہیں، اس وقت تک صنعتوں کو جی ڈی پی کے 7 فیصد تک کی سبسڈیز کا فائدہ ہو رہا تھا (کمال، 1999ء)۔[13] خواجہ اور میاں (2004ء) کے مطابق 1996ء اور 2002ء کے درمیان سیاسی کاروباری اداروں (سیاسی کاروباری ادارے کی تعریف یہ ہے کہ اگر اس کا ڈائریکٹر انتخاب میں حصہ لے) نے دیگر فرموں کے 40 فیصد سے بھی زیادہ قرض لیا حالانکہ ان میں نادہندگی کا تناسب 50 فیصد سے زیادہ تھا۔مزید برآں، انہوں نے تخمینہ لگایا کہ پاکستان میں ناجائز منافع خوری کا پوری معیشت کو سالانہ نقصان جی ڈی پی کے 0.3 فیصد سے 1.9 فیصد تک کے درمیان ہے۔[14] نتیجہ یہ ہے کہ صنعتی شعبے سے متعلق حکومتی پالیسی مصنوعات اور مارکیٹ کے تنوع، تکنیکی ترقی اور ترغیبات کے ذریعے فوائد کی تقسیم پر مرکوز نہیں رہی ہے (رسیا اور نذیر، 2016ء)۔[15] خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان "آخر کار کارکردگی کی شرائط کو سبسڈیز سے منسلک کرنے میں ناکام رہا اور بڑی فرمیں طاقتور سیاسی گروہوں کے ساتھ اتحاد بنا کر ایک بار ملنے والی سبسڈیز کو از سر نو مختص کرانے سے روکنے میں کامیاب رہیں۔"[16]

[12] لوئیس جونئیر، ایس آر اور ایس ای گو ئیسنگر (1968ء) ترقی پذیر ملک میں تحفظی اقدامات کا احاطہ: پاکستان کا کیس۔ Journal of Political Economy 76:6, 1170–1198.

[13] کمال، اے آر (1999ء) پاکستان کے صنعتی شعبے کی نمو کے رجحانات۔ پاکستانی معیشت کے پچاس برس۔ کراچی: او کسفرڈ یونیورسٹی پریس

[14] خواجہ، اے، اور میاں، اے (2004ء)۔ بدعنوانی اور سیاستدان: ابھرتی ہوئی منڈی میں ناجائز منافع خوری۔ کیمرج، امریکہ: ہارورڈ یونیورسٹی، کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ۔ میمو گراف دستاویز۔

[15] رسیا، آر اور این نذیر (2016ء) پاکستان اور مشرق بعید کی معیشتوں کے مابین صنعت کاری کا موازنہ۔ لاہور جرنل آف اکنامکس 21:167۔

[16] میک کارٹنی، ایم۔ (2014ء) صنعتی پالیسی کی سیاسی معیشت: پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت کا موازنہ۔ لاہور جرنل آف اکنامکس 19:105۔

اب جو صورت حال ہے اس میں ٹرانسپورٹ اور توانائی کے شعبوں کو چھوڑ کر جہاں حکومت کی براہِ راست شمولیت بہت زیادہ ہے، اشیا سازی ایک اور شعبہ ہے جہاں سرکاری اداروں کی شمولیت بہت زیادہ ہے۔[17] مثال کے طور پر سرکاری شعبے کے اداروں نے گیس کوٹے کے اختصاص اور کھاد سازی کے یونٹس کے لیے خام مال کی قیمتوں کے تعین؛ ادویات سازی کے شعبے میں دواؤں کی قیمتوں کا تعین؛ پیٹرولیم ریفائنریوں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے نفع کا تعین؛ چینی اور آٹے کی صنعتوں کے لیے اجناس کی قیمتِ خرید کا انتظام؛ گاڑیوں کی صنعت کو ٹیرف تحفظ کی فراہمی اپنے ہاتھ میں رکھی۔ مزید برآں نرخوں کے ذریعے محاصل بڑھانے کے پے در پے اقدامات (بشمول ریگولیٹر ڈیوٹی کا نفاذ) نے بھی درآمدات پر منحصر شعبوں، جیسے فولاد اور برقی آلات، کے لیے مشکلات پیدا کیں۔ اس کے برعکس برآمدی شعبوں کو بھی ٹیکس ریفنڈز، ڈیوٹی ڈرابیکس اور رعایتی مالکاری کی صورت میں زرِاعانت فراہم کیا گیا۔ آخر میں، کم از کم معاون قیمتیں، کھاد پر زراعانت اور کم از کم آبیانہ چار جز سے زراعت میں مؤثر پیداواری روایات کو جلا نہیں ملتی۔

معیشت کے مختلف شعبوں میں مسابقتی منڈیاں ایسے بالادست ضوابطی ڈھانچے کے زیرِ سایہ پروان نہ چڑھ سکیں۔ دریں اثنا، متواتر معاشی عدم توازن، ناکافی انفراسٹرکچر اور پست ملکی بچتوں کے باعث سرمایہ کاری کی مجموعی سرگرمی اور نئے فریقوں کی آمد محدود رہی۔[18] علاوہ ازیں یہاں یہ اعتراف کرنا بھی ضروری ہے کہ جن شعبوں میں کاروباری ادارے آزادانہ کام کرتے ہیں وہاں فرموں کو سنگین نوعیت کی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ان کی نمو کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک معاملہ جو بحث کا متقاضی ہے وہ ملک میں نجی شعبے تک مالکاری کی رسائی ہے۔ 2017ء کے عالمی بینک کے گلوبل فنڈیکس ڈیٹا بیس کے مطابق پاکستان میں بینک اکاؤنٹ رکھنے والے نوجوان (15 تا 24 سال) اور اس سے زیادہ عمر (25 سال اور زائد) کے افراد کا تناسب بالترتیب صرف 15 اور 25 فیصد ہے۔ اور کاروبار کا آغاز کرنے، چلانے یا توسیع دینے کے لیے باضابطہ بینکاری ذرائع تک رسائی حاصل کرنے والے بالغ افراد میں نوجوان بالغان کا تناسب صفر اور زیادہ عمر کے بالغان کا تناسب فقط 2 فیصد تھا۔ پاکستان کی جی ڈی پی میں مجموعی بینک قرضوں کا تناسب ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں میں سے پست ترین میں شمار ہوتا ہے اور بینکوں کے قرضوں کے سب سے بڑے کلائنٹ بڑے کارپوریٹس ہیں۔ بینکوں کے قرضوں کے جزدان میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کا حصہ (آخر دسمبر 2019ء میں) صرف 5.4 فیصد ہے۔

---

[17] "ٹیرف کے علاوہ شعبوں کو قانون ضوابطی احکامات (ایس آر اوز) کے ذریعے تحفظ فراہم کیا جارہا ہے۔ ایس آر اوز قانون بنی ہوئی کمرشل اور تجارتی پالیسی کا احاطہ کرتے ہیں، جس سے حکومت اور وزارتِ تجارت کو اُن شعبوں کو تحفظ فراہم کرنے کا موقع ملتا ہے، جو اِن کے ساز باز مؤثر انداز سے کر سکتے ہیں، اس صورت میں تجارتی پالیسی کے نفاذ پر صوابدیدی اقدامات اور غیر یقینی کے سائے منڈلانے لگتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان برآمدی شعبے، جیسے کھیلوں کے سامان، ملبوسات اور سرجیکل آلات، تجارت بڑھانے کے خواہاں رہے ہیں، تاہم یہ ٹیرف میں اضافے کے ریاستی تحفظی اقدامات کے باعث متاثر ہوئے ہیں، اور زیادہ مہنگے درآمدی خام مال کی وجہ سے وسائل اور سرمایہ کاری ایسے غیر مؤثر شعبوں کو منتقل ہوئی جس کا ثمر معاشرے کو نہیں ملتا"۔ ماخذ: ڈینگ، ای ایلان گوون، پی، بلانکو آرمس، ای 2019ء۔ Pakistan at 100: Regional Connectivity. Washington, D.C.: World Bank Group.

[18] تفصیلات کے لیے، دیکھیے معیشت کی کیفیت کے موضوع پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 19-2018ء کا باب "پاکستان میں سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل"۔

ذاتی بچت (کمائی میں سے پس انداز کردہ رقم یا مالکان کے ذاتی فنڈ) اور غیر رسمی طریقوں پر (جو مہنگے اور غیر معتبر ہیں) ضرورت سے زیادہ انحصار ایس ایم ایز کے لیے کام کی مؤثر طور پر انجام دہی اور مسابقت کو مشکل بنا دیتا ہے۔ سرمایہ کاری سرگرمیاں بھی کم رہتی ہیں کیونکہ جو معمولی رقوم دستیاب ہوتی ہیں ان سے صرف جاری سرمائے کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ چونکہ زیادہ توجہ بقا پر رہتی ہے اس لیے مصنوعات کے تنوع، جدت کاری اور پیداواریت میں اضافے جیسے مقاصد کو ترجیح نہیں ملتی اور فرمیں اپنے موجودہ آپریشنز میں ہی پھنسی رہتی ہیں۔

ممکنہ اور موجودہ سرمایہ کاری قانونی اور ضوابطی نظام کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ عرصے سے کاروبار شروع کرنے میں پیچیدہ دستاویزیت اور منظوری کے طریقوں سے گذرنا پڑتا ہے جہاں وفاقی، صوبائی سطح پر متعدد مراحل اور مختلف سرکاری اداروں کے درمیان رابطہ کاری کا فقدان کاروباری عمل کو تاخیر کا شکار کردیتا ہے۔[19] علاوہ ازیں قدرے معیاری عدالتی کارروائیاں ختم ہونے میں کافی وقت لیتی ہیں۔ مثال کے طور پر 2017ء کے OICCI سروے کے مطابق انٹرویو دینے والے نصف سے زیادہ سرمایہ کاروں نے کہا کہ ملک میں ایک تنازع کے تصفیے میں اوسطاً پانچ سال سے زیادہ عرصہ لگتا ہے۔ اس قسم کے مسائل نہ صرف وقت اور لاگت کے حوالے سے اہم ہیں بلکہ ان کے نتیجے میں کاروباری اداروں کے مسابقت شکن طور طریقے عرصے تک بغیر نمٹائے جاری رہتے ہیں۔

مزید یہ کہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے متعلق قوانین اور پالیسیوں میں اہم عناصر واضح نہیں جیسے سرمایہ کاری سرگرمیوں کا جائز دائرہ، کن کن شعبوں میں سرمایہ کاری کی اجازت ہے اور مقامی سامان کی ضروریات وغیرہ۔ اس وجہ سے بیرونی سرمایہ کار ملکی منڈی میں داخل ہونے اور، یا اپنے آپریشنز میں توسیع کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ملکی فرموں کو بھی نقصان ہوتا ہے کیونکہ بڑی کثیر القومی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ کاروبار تحقیق و ترقی کی سرگرمیوں میں اضافے، مصنوعات کے تنوع اور پیداواریت اور مسابقت میں اضافے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

اس پس منظر میں منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے پیش کردہ نمو کے جائزے کے نتائج کا تجزیہ کارگر ہو سکتا ہے۔ کمیشن نے معاشی نمو کی راہ میں دو اہم رکاوٹوں کی نشاندہی کی: "(i) منڈی کا ناکافی فروغ، جسے مسابقت کی کمی، اس کے ساتھ ساتھ ٹیکس، ٹیرف اور پالیسی مسخ شدگی؛ نوواردوں کے لیے رکاوٹیں؛ حکومتی مداخلت؛ اور ناقص ضابطہ کاری وغیرہ سے منسوب کیا گیا؛ اور (ii) منڈیوں کو سہولت دینے اور

---

[19] حال ہی میں حکومت نے ملک میں کاروبار میں آسانیاں پیدا کرنے کی غرض سے جو اقدامات کیے ان میں کاروبار شروع کرنے کے عمل کو سادہ بنانے کے حوالے سے بھرپور توجہ دی۔ نتیجتاً، کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے سلسلے میں عالمی بینک کی درجہ بندی برائے 2020ء میں بہتری کے ساتھ پاکستان 28 ویں نمبر پر آگیا اور دس بہترین اصلاحات کرنے والے ممالک میں شامل ہوا۔

باخبر پالیسی کے ساتھ سرمایہ کاری اور موثر ضوابط، اور طبعی، انسانی اور سماجی ڈھانچوں کی ترقی کو جلا بخشنے کی غرض سے سرکاری شعبے کے موثر انتظام کی کمی"۔[20]

اس سے یہ مراد ہے کہ اتنے برس گزر جانے کے باوجود ریاستی ادارے منڈی پر مبنی معیشت کے قیام میں سہولت کار کا کردار ادا کرنے کے قابل نہ ہو سکے۔ اسے ادارہ جاتی انفراسٹرکچر، غیر تجارتی شعبوں/خدمات، تجارتی رکاوٹوں، اور کاروبار اور لاگت میں آسانی کے حوالے سے غیر موزوں نتائج سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں، مجموعی طور پر پاکستان کی معیشت میں اس کے باعث مسابقت کو نقصان کو پہنچا ہے۔

شکل خ 1.1: عالمی مسابقتی اظہاریے کی درجہ بندی برائے 2019ء

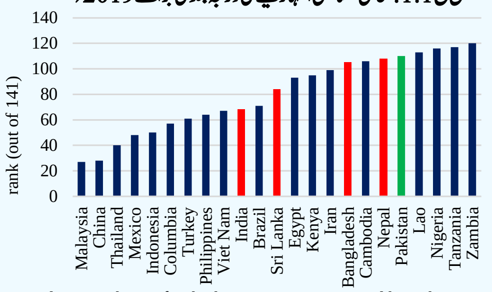

Note: lower rank signifies higher competitiveness; red bars show other South Asian economies
Data source: World Economic Forum

فی الوقت، عالمی اقتصادی فورم کے مسابقتی اظہاریے 2019ء میں پاکستان 141 میں سے 110 ویں نمبر پر آیا ہے، جو جنوبی ایشیائی اور بیشتر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں پست ترین ہے (**شکل خ 1.1**)۔ متفرق اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سازگار ماحول، منڈیوں اور انسانی سرمائے کے حوالے سے تمام اظہاریوں میں ملکی درجہ 100 سے نیچے (141 ممالک میں سے) رہا؛ ماسوائے منڈی کے حجم (29 واں)، کاروباری تحرک (52 واں) اور اختراعی استعداد (79 واں) جیسے اظہاریوں میں (**جدول خ 1.2**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجی شعبے میں اپنی آپریشنل سرگرمیاں بہتر بنانے کی استعداد موجود ہے۔ تاہم معاشی، ضوابطی اور مسابقتی ماحول کے نقائص ہمارے ملک کو ہم پلہ ممالک سے مسابقتی برتری حاصل کرنے سے روک رہے ہیں۔

ہماری پالیسیاں بھی عالمی منڈی کے رجحانات کے تناظر میں ناکافی ہیں۔ بالخصوص، ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں، بارڈر کلیئرنس کی اثر پذیری اور خدمات میں مسابقت جیسے عوامل کے حوالے سے پاکستان کی صورتِ حال اب بھی چیلنجنگ ہے (**جدول خ 1.3**)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر ممالک کے مقابلے میں آزادانہ تجارت کی سطح پست ہے۔ اس کے نتائج کئی طرح کے ہیں۔ بین الاقوامی مرکزِ نمو (آئی جی سی) کی ایک حالیہ تحقیق[21] کے مطابق پاکستان کی بیشتر نان ٹیرف رکاوٹیں، جو خطے کے چند ممالک سے کم ہیں، زراعت، پلانٹ اور غذائی مصنوعات سے متعلقہ شعبوں میں مرتکز ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق پاکستان کے نان ٹیرف اقدامات (این ٹی ایمز) مسابقت کاروں کو

[20] "حتمی رپورٹ: معاشی نمو کا فریم ورک" منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان، 23 مئی 2011ء کو قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں اسے منظور کیا گیا۔
[21] شاہ، ایس اور کیانی، یو (2014ء)، "نان ٹیرف رکاوٹیں اور خطے میں پاکستان کی تجارت"، آئی جی سی۔

جدول خ 1.2 : مسابقت کے لحاظ سے جنوبی ایشیائی ممالک—اسکور (اور درجہ بندی)

	پاکستان	بھارت	سری لنکا	بنگلہ دیش	نیپال
مجموعی	**51 (110)**	**61 (68)**	**57 (84)**	**52 (105)**	**52 (108)**
سازگار حالات					
ادارے	48 (107)	57 (59)	52 (79)	46 (109)	48 (103)
انفراسٹرکچر	56 (105)	68 (70)	69 (61)	51 (114)	52 (112)
آئی سی ٹی کا اختیار کرنا	25 (131)	32 (120)	40 (107)	39 (108)	39 (109)
معاشی استحکام	69 (116)	90 (43)	68 (118)	73 (95)	74 (90)
انسانی سرمایہ					
صحت	56 (115)	61 (110)	87 (43)	72 (93)	66 (100)
مہارتیں	41 (125)	50 (107)	64 (66)	46 (117)	49 (109)
منڈیاں					
مصنوعاتی منڈیاں	45 (126)	50 (101)	43 (131)	47 (119)	43 (132)
لیبر منڈی	51 (120)	54 (103)	52 (118)	51 (121)	49 (128)
مالی نظام	55 (99)	69 (40)	57 (87)	52 (106)	66 (51)
منڈی کا حجم	71 (29)	94 (3)	58 (58)	67 (36)	48 (85)
اختراعی نظام					
کاروباری حرکیات	63 (52)	60 (69)	60 (70)	50 (121)	56 (98)
اختراعی استعداد	36 (79)	51 (36)	35 (84)	31 (105)	29 (112)

نوٹ: اسکور 100 میں سے؛ درجہ بندی 141 میں سے

اعداد و شمار: عالمی مسابقتی رپورٹ 2019ء؛ عالمی اقتصادی فورم

منڈی سے باہر نکال دیتے ہیں، اور یہ نہایت عمومی نوعیت کے ہیں، جبکہ خطے کے دوسرے ممالک اپنی ملکی منڈیوں میں مسابقت پیدا کرنے کی غرض سے این ٹی ایمز کو مؤثر انداز سے استعمال کر رہے ہیں۔

پاکستان کے حوالے سے عالمی بینک کی رپورٹ برائے 2018ء میں بھی اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ماضی میں ٹیرف کے ڈھانچے کا استعمال مخصوص صنعتوں کو تحفظ دینے اور محاصل کی پیداوار دونوں کے لیے کیا گیا۔[22] چنانچہ جن شعبوں کو تحفظ حاصل رہا وہ دوسری منڈیوں کو ہدف بنانے کی گنجائش سے مستفید نہ ہو سکے، جبکہ مہنگے درآمدی خام مال کی وجہ سے برآمدی شعبے اپنے مسابقت کاروں کا مقابلہ کرنے میں مشکلات کا شکار رہے۔ یہ تحفظی ماحول ملکی فرموں کو بین الاقوامی مسابقت (بذریعہ درآمدات) سے دور رکھنے، اور برآمدات

[22] عالمی بینک (2018ء)، "پاکستان—تجارت کے فروغ اور مسابقتی سرمایہ کاری کے ذریعے نجی شعبے کی ترقی کا حصول، واشنگٹن، ڈی سی۔

مخالف اور اختراع مخالف رجحانات کا سبب بنا۔ نتیجتاً، جیسے علی(2011ء)نے نشاندہی کی، متعدد صنعتوں میں اجارہ دارانہ خصوصیات نے جنم لیا، جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ منڈی کے مزید ارتکاز اور قیمتوں کے بلند تغیرات پر منتج ہوئیں۔[23]

جدول خ 1.3: مصنوعاتی منڈی کے اظہاریوں میں پاکستان کی درجہ بندی (126/141)

اظہاریہ	درجہ بندی/141
ملکی مسابقت	**88**
ٹیکسوں اور زراعانت کے مسابقت پر برے اثرات	65
منڈی کی بالادستی کی حد	66
خدمات میں مسابقت	126
تجارتی آزادی	**138**
نان ٹیرف رکاوٹوں کا غلبہ	115
تجارتی ٹیرف	139
ٹیرف کی پیچیدگی	49
سرحدی کلئیرنس کی کارکردگی	128

اعداد وشمار کا ماخذ: عالمی مسابقتی رپورٹ 2019ء؛عالمی اقتصادی فورم

حال ہی میں اوای سی ڈی اور عالمی بینک نے ترقی پذیر ملکوں میں کارٹلز سے ہونے والے معاشی نقصان پر ایک مشترکہ تحقیق کی جس میں یہ انکشاف ہوا کہ پاکستان میں برسوں تک بڑی فرموں کی اجارہ داری کی وجہ سے ، جس میں 1995ء سے 2013ء کے درمیان کارٹلز کا وجود شناخت کیا گیا، ان کا سالانہ اضافی منافع اور گراں قیمتوں پر فروخت کی سطح زیر جائزہ دیگر ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ تھی۔[24] 2003ء اور 2011ء کے درمیان کارٹلز کی وجہ سے جی ڈی پی کے تقریباً 1.1 فیصد مالیت کی فروخت زائد قیمتوں پر ہوئی، جس کے نتیجے میں انہیں معمول کے ریٹس سے اوپر جی ڈی پی کے 0.2 فیصد کا اضافی منافع ہوا(**جدول خ 1.4**)۔ اگرچہ نفع آوری اور فروخت کے تخمینے زیادہ بڑے معلوم نہیں ہوتے لیکن مسابقت مخالف گروہوں کی موجودگی دووجوہ کی بناپر اہمیت کی حامل ہے: (i) مسابقت مخالف گروہ دیگر فریقوں کے مقابلے میں 20 سے 25 فیصد زائد قیمتیں وصول کرتے پائے گئے؛ اور (ii) مسابقت مخالف گروہوں کی وجہ سے پیداوار 15 فیصد کم رہی۔ مزید برآں زیادہ تر مسابقت مخالف گروہ نیم تیار شدہ مصنوعات (جیسے سیمنٹ اور خوردنی تیل) تیار کر رہے تھے، جس کے سبب ان کی غیر مؤثر کارکردگی کے اثرات معیشت کے دوسرے شعبوں پر بھی پڑے۔[25]

خ س 1.4 کاروباری مسابقت کا عالمی اور ملکی ضوابطی ماحول

ترقی پذیر ملکوں نے اپنی مقامی صنعتوں میں مسابقت کو فروغ دینے کے لیے آزادروی کی تجارتی پالیسیوں پر عمل کیا ہے۔ کسی کاروبار کے آغاز کو آسان بنانے کی خاطر انہوں نے اپنا طریقہ کار باہم منضبط کیا ہے تاکہ رکاوٹیں کم کی جائیں، عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ اپنی فرموں کو

[23] علی، ایس او(2011ء)۔: بجلی، نفع اور مہنگائی: پاکستان میں نفع اور اثرورسوخ کی تحقیق، ایس بی پی ریسرچ بلیٹن، 41-11 ,7۔

[24] لسیٹی، ایم، پاپ، جی، نائمن، ایس، اور بیزاگوگومز، ٹی پی (مدیران)۔(2017ء) ایک قدم آگے: مشمولہ نمو اور سانجھی ترقی۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[25] پاکستان کے معاملے میں بینکاری، سیمنٹ، گیس، پٹ سن، مرغ بانی، خوردنی تیل اور ٹیلی کام کے شعبوں میں مسابقت مخالف روایات سامنے آئی ہیں۔

جدول خ 1.4: مسابقت مخالف گروہ بندی کے معاشی نقصان کا تخمینہ–مختلف ممالک کا موازنہ

ملک	عرصہ تجزیہ	اوسط اضافی نفع (مجموعی - متاثرہ فروخت (جی ڈی پی کا فیصد)	(جی ڈی پی کا فیصد)
برازیل	1995-2005	0.21	0.89
چلی	2001-2009	0.06	0.92
کولمبیا	1997-2012	0.001	0.01
انڈونیشیا	2000-2009	0.04	0.50
کوریا	1998-2006	0.53	3.00
میکسیکو	2002-2011	0.01	0.05
پاکستان	**2003-2011**	**0.22**	**1.08**
پیرو	1995-2009	0.002	0.01
روس	2005-2013	0.05	0.24
جنوبی افریقہ	2000-2009	0.49	3.74

اعداد و شمار کا ماخذ: عالمی بینک (2017ء)

مربوط کرنے میں مدد دی ہے، کاروبار کو سہولت دینے کی پالیسیاں نافذ کی ہیں تاکہ مقامی اور بین الاقوامی دونوں سرمایہ کار راغب ہوں، اور برآمدات پر بھرپور توجہ دی ہے۔

کاروباری مسابقت کے بارے میں پالیسی نافذ کرنے کا معاملہ ہو تو بیشتر ملکوں نے اینٹی ٹرسٹ / اجارہ داری کے خلاف ایکٹ متعارف کرائے اور مجاز مسابقتی ادارے قائم کر دیے۔ فروری 2020ء تک جن ملکوں اور علاقوں میں مجاز مسابقتی ادارے قائم ہیں ان کی تعداد 147 ہے۔[26] اسی طرح، ایسے اداروں کا ضوابطی دائرہ کار وقت گزرنے کے ساتھ وسیع ہو گیا ہے۔ ان اداروں کو قیمتیں مستحکم رکھنے اور کاروباری اداروں کو ملی بھگت سے روکنے کے اہداف دیے گئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے کہ وہ آگاہی اور مشاورت کی حکمتِ عملیوں، مارکیٹ میں نت نئے اور اختراعی خیالات کی بلا رکاوٹ تخلیق اور ابلاغ، تمام کاروباری اداروں دینے کی خاطر ترقی کے مساوی مواقع، اور مددگار اور ترغیباتی سرکاری اسکیموں کی مساوی تقسیم کو یقینی بنا کر صارفین کا اعتماد بڑھائیں۔

یہ مسابقتی ادارے اِن اہداف کی تکمیل کے لیے چار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اول، وہ اپنی حدود میں اینٹی ٹرسٹ پالیسیوں کا نفاذ کرتے ہیں۔ دوم، وہ معیشت کے مختلف شعبوں کے بارے میں تفتیشی مطالعے انجام دیتے ہیں تاکہ مسابقت میں رکاوٹ ڈالنے والی سرگرمیوں کو اجاگر کیا جائے۔ سوم، وہ مسابقتی مارکیٹوں کے فوائد کے بارے میں متعلقہ فریقوں کی آگاہی بڑھانے کے لیے مشاورتی اداروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اور چہارم، وہ سرکاری پالیسی کے تجزیوں کی صورت میں تکنیکی مہارت سرکاری شعبے کے اداروں کو فراہم کرتے ہیں۔ **جدول خ 1.5** میں آسٹریلیا، چین، بھارت، جاپان، ملائشیا، پاکستان، سری لنکا اور ویت نام کے مسابقتی اداروں کے اہم وظائف کا ایک خاکہ دیا گیا ہے۔

---

[26] ماخذ: فیڈرل ٹریڈ کمیشن امریکہ۔

جدول خ 1.5: مسابقتی ایجنسیوں کے مخصوص وظائف کا موازنہ

ایجنسی	وزارت کے ماتحت	تنظیمی ڈھانچہ	سرکاری پالیسی کا جائزہ	منڈی پر تحقیق	منڈی پر غلبے کا اصول	فرموں کو دستاویزات کی فراہمی پر مجبور کرنا؟ بغیر اطلاع دوروں کا اہتمام؟ اگر ایسا ہو تو کیا وارنٹ درکار ہوگا؟
آسٹریلوی مسابقتی اور صارفی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی تنظیم جس کے ملک میں دفاتر ہوں	جی ہاں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی ہاں /جی ہاں/جی ہاں
انسدادِ اجارہ داری کمیشن چین	جی ہاں	3 مختلف تنظیموں کے ذریعے قانون کا نفاذ ہوتا ہے	دستیاب نہیں	جی ہاں	ایک فرم: 50 فیصد؛ 2 فرمیں: 66 فیصد؛ 3 فرمیں: 75 فیصد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
بھارتی مسابقتی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی ہاں /جی ہاں/جی ہاں
کمیشن برائے شفاف تجارت جاپان	جی نہیں	وفاقی ادارہ مع سیکریٹریٹ، 2 دفاتر اور کئی علاقائی دفاتر	جی ہاں	جی ہاں	50 فیصد سے زائد	مشروط /جی ہاں/جی ہاں
ملیشیائی مسابقتی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	60 فیصد سے زائد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
مسابقتی کمیشن پاکستان	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	دستیاب نہیں	جی ہاں	40 فیصد یکطرفہ انضمام	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
صارفی امور اتھارٹی سری لنکا	جی ہاں	ایک وفاقی ادارہ	دستیاب نہیں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
مسابقتی اور صارفی اتھارٹی ویتنام	جی ہاں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	ایک فرم: 50 فیصد؛ 2 فرمیں: 66 فیصد؛ 3 فرمیں: 75 فیصد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں

اعداد و شمار کا ماخذ: او ای سی ڈی (2018ء)، ایشیا - بحرالکاہل میں مسابقتی قانون: منتخب علاقوں کے بارے میں رہنمائی

پاکستان میں 1970ء میں 'اجارہ داریوں اور تحدیدی تجارتی سرگرمیوں (کنٹرول اور تحفظ) کا آرڈیننس' (ایم آر ٹی پی او) منظور کیا گیا جس کے تحت 'اجارہ داری کے کنٹرول کی اتھارٹی' (ایم سی اے) قائم کی گئی۔ مذکورہ آرڈیننس کی جگہ بعد ازاں 2007ء میں مسابقتی آرڈیننس آیا جس کے تحت مسابقتی کمیشن آف پاکستان (سی سی پی) بنایا گیا۔ اس کمیشن کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ کاروباری اور معاشی سرگرمیوں کے تمام دائروں میں آزادانہ مسابقت کو یقینی بنانے کے لیے عمل درآمد، طرف داری اور تحقیق انجام دے، اور اس کی حدود نجی اداروں کے ساتھ ساتھ سرکاری اداروں تک پھیلی ہوئی ہیں (**باکس خ 1.1**)۔ مسابقتی آرڈیننس 2007ء بعد ازاں 2010ء میں مسابقتی ایکٹ 2010ء بن گیا تھا۔

باکس خ1.1: مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے اختیارات

مسابقتی ایکٹ2010ءنے مسابقتی کمیشن آف پاکستان کو درج ذیل مقاصد پورے کرنے کے لیے اختیارات تفویض کیے ہیں:

برتر حیثیت کا غلط استعمال۔ ایکٹ کسی بھی کاروباری سرگرمی کے ذریعے برتر حیثیت کے غلط استعمال کی ممانعت کرتا ہے۔ وہ غلط استعمالات یہ ہو سکتے ہیں: پیداوار یا فروخت گھٹا دینا، قیمت نامناسب طور پر بڑھا دینا، معروضی جواز کے بغیر قیمت میں امتیاز روا رکھنا، ایسی شرائط عائد کرنا کہ اشیا یا خدمات کی فروخت دیگر اشیا یا خدمات کی خریداری سے مشروط کر دی جائے، ظالمانہ قیمت رکھنا، نئے کاروبار کو داخلے سے روکنا، اشیا کی تیاری، تقسیم یا فروخت یا کسی خدمت کی فراہمی کی ذمہ داری سے انکار کرنا، اور بائیکاٹ کرنا یا الگ کرنا۔

- **ممنوعہ معاہدے۔** یہ ایکٹ ذمہ نویسوں یا تنظیموں کو اشیا کی پیداوار، رسد، تقسیم، حصول یا کنٹرول یا خدمات کی فراہمی کے سلسلے میں ایسے معاہدے کرنے یا ایسے فیصلوں سے روکتا ہے جن کا مقصد متعلقہ مارکیٹ میں مسابقت کرنے سے روکنا، محدود کرنا، کم کرنا، یا مسخ کرنا ہو یا اس پر اثر انداز ہونا ہو، ماسوائے اس کے کہ قانون کے تحت اس مارکیٹ کو استثنیٰ حاصل ہو۔ اس قسم کے معاہدوں میں مارکیٹ شیئرنگ اور کسی قسم کی قیمت مقرر کرنا، پیداوار، تقسیم یا فروخت کی مقدار مقرر کرنا، تکنیکی ترقی کو محدود کرنا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سازشی انداز میں ٹینڈر کرنا یا بولی لگانا اور متنوّع حالات کا اطلاق کرنا بھی شامل ہے۔
- **فریب کارانہ مارکیٹنگ۔** یہ ایکٹ فریب کارانہ مارکیٹنگ کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اس میں غلط یا ایسی گمراہ کن معلومات کی فراہمی شامل ہے جن سے دوسروں کا کاروبار متاثر ہو سکتا ہو، کوئی ایسی اشتہاری یا ابلاغی مواد جو اشیا، خدمات یا تجارتی سرگرمیوں کی نوعیت، خواص، خصوصیات، یا جغرافیائی اصلیت کو حقیقت سے الگ ظاہر کرے، اشتہار بازی کے عمل میں اشیا کا گمراہ کن موازنہ کرے، اور کسی اور کے ٹریڈ مارک، فرم کے نام، شے کی ظاہری صورت یا پیکنگ کا دھوکہ بازی سے استعمال کرے۔
- **انضمام کی منظوری۔** یہ قانون ایسے انضمام کو ممنوع قرار دیتا ہے جس کا مقصد متعلقہ مارکیٹ میں ایک غالب حیثیت حاصل کرنا یا اسے مستحکم کر کے مسابقت کو خاصا کم کرنا ہو۔ اس ایکٹ کے تحت لازم ہے کہ مجوّزہ انضمام یا تحویل کا ایسا پیشگی نوٹس دیا جائے جو قانون میں صراحت کردہ اعلامیے کی شرائط کو پورا کرتا ہو۔ اگر سی سی پی محسوس کرے تو وہ انضمام یا تحویل کی کارروائی روک سکتا ہے، شرائط عائد کر سکتا ہے یا divestitures طلب کر سکتا ہے۔

ماخذ: مسابقتی کمیشن، ایکٹ2010ء، مسابقتی کمیشن آف پاکستان

ایکٹ کے تحت سی سی پی کو یہ اختیارات حاصل ہیں: (i) متاثرہ اداروں کی طرف سے دائر کردہ شکایات پر یا از خود نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرنا، (ii) مارکیٹ کی موجودہ روایات کا تجزیہ کرنے کے لیے اس شعبے سے مخصوص تحقیق انجام دینا (یا تو از خود یہ کام کرنا، یا پھر مسابقت کی انسدادی سرگرمیوں کی شکایات پر کارروائی کرنا)، اور (iii) موجودہ اور نئے قوانین اور پالیسی ڈھانچوں کا جائزہ لینا اور انہیں 'مسابقت دوست' بنانے کے لیے مناسب سفارشات دینا۔ اگر کوئی ادارہ تعمیل نہ کر رہا ہو تو کمیشن کو اختیار ہے کہ 75 ملین روپے تک یا ملوّث اداروں کے سالانہ ٹرن اوور کے 10 فیصد تک کی رقم (اس کا انحصار نتائج پر ہو گا) بطور جرمانہ عائد کرے۔ جرمانے کے ساتھ ساتھ قید کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ دریں اثنا ایکٹ میں نرمی اور رعایت کا امکان بھی رکھا گیا ہے جس کے تحت عائد کردہ جرمانے میں رعایت کی جا سکتی ہے، جس کا انحصار اس امر پر ہو گا کہ کاروباری ادارے متعلقہ شرائط کو پورا کرتے ہوں۔

سی سی پی اپنے پیش رو ادارے (ایم سی اے) کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ایسی سرگرمیوں کو شناخت کرنے میں مستعد اور فعال ہے جو مسابقت کو روکتی، کم کرتی یا مسخ کرتی ہوں۔ سی سی پی نے 2007ء میں اپنے قیام کے بعد سے 127 فیصلے دیے ہیں (اور 26.8 ارب

روپے کے مجموعی جرمانے عائد کیے ہیں) جو فرموں کے مسابقت کش رویّے کے بارے میں تھے، کمیشن نے انضمام اور تحویل کے 288 واقعات کی منظوری دی، اور معیشت کے متعدد شعبوں پر 40 پالیسی نوٹ تحریر کیے (**جدول خ 1.6**)۔

جدول خ 1.6: مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے فیصلوں اور پالیسی نوٹ کی تعداد

	فیصلوں کی تعداد	انضمام کی منظوریاں	آرا/پالیسی نوٹ کی تعداد
2008ء	7	-	-
2009ء	15	-	6
2010ء	15	-	3
2011ء	13	3	1
2012ء	10	1	4
2013ء	5	-	2
2014ء	1	-	5
2015ء	13	24	4
2016ء	7	70	4
2017ء	12	62	-
2018ء	14	74	5
2019ء	15	54	6
2008-19ء	127	288	40

ماخذ: مسابقتی کمیشن آف پاکستان

مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے شائع کردہ پالیسی نوٹس اور تحقیقاتی رپورٹوں میں شعبے سے مخصوص جامع تجزیے اور یکساں نوعیت کے قومی اور بین الاقوامی کیسز کے ساتھ موازنہ شامل ہے جس سے یہ جاننے میں مدد ملی ہے کہ پاکستان کی معیشت کے مختلف شعبوں میں اجارہ داری کی کون کون سی سرگرمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض سرگرمیاں یہ ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی ہیں: صنعت کی تنظیموں کے ارکان کو پیداواری کوٹا تفویض کرنا/ مقرر کرنا، گٹھ جوڑ کر کے قیمتیں بڑھانا، مصنوعات یا خدمات کی فراہمی کے معاہدوں میں خریداروں کی سودے بازی کی طاقت کم کرنا، اور اشتہار بازی کی غلط/فریب کارانہ سرگرمیاں انجام دینا، وغیرہ (**جدول خ 1.7**)۔

معاملہ شناخت کر لینے کے بعد کمیشن اُن کاروباری اداروں کے خلاف کیس چلاتا ہے جن پر مسابقت کش سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے کا شبہ ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ ادارہ اُن فرموں یا تنظیموں کو اظہارِ وجوہ کے نوٹس جاری کرتا ہے، اور یا پھر انہیں خبردار کرتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی سرگرمیوں کی اصلاح نہ کی تو تادیبی کارروائی کی جائے گی، یا ان پر مسابقتی ایکٹ 2010ء کے تحت جرمانہ عائد کرتا ہے اور/یا قید تجویز کرتا ہے (**جدول خ 1.8**)۔

تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اپنے فیصلوں پر عمل درآمد کرانے میں کمیشن کو سنگین قانونی دشواریوں کا سامنا ہے۔ نگرانی میں آنے والی کمپنیاں اکثر یہ موقف اپناتی ہیں کہ 18 ویں ترمیم صوبوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ وفاقی قوانین سے خود کو مستثنیٰ کرلیں۔ [27] نتیجتاً کمیشن کی طرف سے کیے گئے کسی بھی نئے اقدام کو چیلنج کیا جاتا ہے، جس کے سبب کمیشن مؤثر طریقے سے کام نہیں کر پارہا۔ کمیشن کے فیصلوں کے خلاف اب تک مجموعی طور پر 311 کیس دائر کیے جا چکے ہیں جن میں سے 127 کیسوں کا تعلق کمیشن کے قوانین کی دستوری حیثیت پر سوال سے ہے۔ نتیجتاً، عائد کردہ جرمانوں کی وصولی دشوار ہوگئی ہے، کیونکہ سزایاب فریق کمیشن کے فیصلوں کے خلاف حکم امتناعی حاصل کرلیتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ کمیشن عائد کردہ 26.8 ارب روپے کے جرمانوں میں سے 2008ء سے اب تک ایک بھی وصولی عمل میں نہیں لا سکا ہے۔

خ س 1.5 پالیسی مضمرات اور مستقل کے امکانات

متعلقہ لٹریچر کے محتاط جائزے پر مبنی گذشتہ سیکشنوں کی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں مسابقتی ماحول بالعموم پیداواریت بڑھانے اور نمو کے لیے سازگار نہیں رہا۔ سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے معیشت کے ٹرانسپورٹ اور توانائی کے شعبوں کی ایک بڑی خصوصیت بنے ہوئے ہیں، جبکہ اشیاسازی کے شعبے میں حکومتی اداروں کی بالواسطہ مداخلتیں بھی مستقل طور پر بلند رہی ہیں۔ ان دونوں پیش رفتوں نے معیشت کے مارکیٹ کے ڈھانچے کو مسخ کیا ہے اور کاروباری اداروں کے مابین برآمدات اور اختراعات کے خلاف تعصب کو ہوا دی ہے۔ مزید برآں، ایک سرگرم مسابقتی ایجنسی (سی سی پی) کی موجودگی کے باوجود مجموعی مسابقتی پالیسی ماحول مقید ہے جس کی وجہ وہ دشواریاں ہیں جو اپنی نوعیت میں آپریشنل سے زیادہ قانونی ہیں۔ نتیجتاً، معیشت میں خلاف مسابقتی خصوصیات زیادہ پھیل گئی ہیں، یہ صورت حال بیشتر شعبوں میں عیاں ہے جیسا کہ سی سی پی کی تحقیقات اور ایجنسی کے جاری کردہ شوکاز نوٹسز میں نمایاں ہے۔

یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ترقی پذیر معیشتوں کی حکومتیں کثیر جہتی ترقیاتی اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں جو ضروری نہیں کہ ہمیشہ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوں۔ اس بنا پر پالیسی سازوں کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ اپنی ترقیاتی حکمت ہائے عملی کو غیر مطلوبہ ضمنی اثرات سے بچنے کے لیے کیے گئے احتیاطی اور اصلاحی اقدامات کے ساتھ متوازن رکھیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ کم از کم طویل مدت میں ملکی منڈی میں مسابقت کا ماحول متاثر نہ ہو۔ چنانچہ تجارت اور سرمایہ کاری کے شعبوں میں مختلف پالیسیوں کی اثرانگیزی کے لیے ربط و تسلسل کا عنصر ازبس ضروری ہے۔

[27] مسابقتی کمیشن ایکٹ 2010ء کا سیکشن (3) 12 بیان کرتا ہے کہ "کمیشن انتظامی اور عملی لحاظ سے آزاد ہوگا، اور وفاقی حکومت کمیشن کی آزادی کے فروغ، اضافے اور اس کی برقراری کے لیے اپنی بہترین کوششیں بروئے کار لائے گی"۔

جدول خ 1.7 : مسابقتی کمیشن آف پاکستان کی آرا/تیار کردہ پالیسی نوٹ

عنوان	مسابقت کے بارے میں رائے
1۔ **گاڑی سازی کے شعبے** میں مسابقت کے حوالے سے تشویش 2019ء	''... اس شعبے کے موجودہ اداروں کے پاس اس بات کا کافی وقت رہا ہے کہ اپنی اُس سرمایہ کاری پر منافع حاصل کرلیں جو قریب قریب اجارہ جاری جیسے حالات میں لگائی گئی تھی کیونکہ انہیں تحفظ حاصل تھا۔ پاکستان کی آٹو موبائل صنعت کی تباہی کا بنیادی سبب اس میں **مسابقت کی عدم موجودگی** ہے۔''
2۔ **رئیل اسٹیٹ** کے شعبے میں مسائل 2019ء	''موجودہ قانونی ڈھانچہ اس شعبے کی نگرانی رکھنے اور اس میں مناسب احتساب کا نظام لانے میں ناکام ہوچکا ہے جس کے نتیجے میں عام لوگوں کے ساتھ ساتھ کاروباری سرمایہ کاروں کی خون پسینے کی کمائی ضائع ہوجاتی ہے.... چنانچہ لازم ہے کہ حکومت اس شعبے پر فوری توجہ دے اور اسے **منظم بنانے، زیرِ ضوابط لانے اور باقاعدہ بنانے** کے لیے ضروری اقدامات کرے''
3۔ **فضائی ٹرانسپورٹ** کے شعبے میں مارکیٹ اور ضوابط کا تجزیہ 2019ء	''بطور اقتصادی ضابطہ ساز ادارے کے سی اے اے اس بات کا ذمہ دار ہے کہ سہولتوں کے نرخوں میں اجارہ داری پر نظر رکھے۔ 'برتر ذمہ دار' کی حیثیت سے سی اے اے ان سہولتوں کا فراہم کنندہ ہے اور وہ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے چار جز مقرر کرتا ہے۔ **وظائف کے اس ارتکاز** کے نتیجے میں مفادات کے اِس تصادم کی موجودگی میں انفراسٹرکچر سروسز کے استعمال کنندگان (ایئرلائنز اور مسافر) وصول کردہ چار جز اور مہیا کی گئی سروس کے معیار کے لحاظ سے غیر محفوظ ہیں''۔
4۔ **موبائل ٹیلی مواصلات** کی مارکیٹ کا تجزیہ 2019ء	''پاکستان میں موبائل نیٹ ورک کی قدر بڑھانے کی غرض سے کلیدی چیز یہ ہے کہ مارکیٹ میں **مسابقت بڑھائی جائے** (جو کہ فرموں کے باہمی مقابلے کی سطح ہے) اور موجودہ ضوابطی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔''
5۔ **گندم کے آٹے کی صنعت** کے مسابقتی تجزیے کا مطالعہ 2019ء	''سرکاری اداروں (محکمہ زراعت سندھ، محکمہ زراعت پنجاب، محکمہ زراعت خیبر پختونخوا) کا **اجارہ دارانہ رویہ** نجی شعبے کی شرکت میں رکاوٹ بنتا ہے۔''
6۔ **شکر کے شعبے** میں مسابقت کے حوالے سے تشویش 2018ء	شکر کا شعبہ تمام ہی سطحوں پر **ناکار گزاریوں** سے متاثر ہے... مثالی صورت تو یہ ہے کہ صوبائی حکومتوں کو گنّے کی کم از کم قیمت مقرر نہیں کرنی چاہیے تاکہ مارکیٹ طلب و رسد کی بنیاد پر قیمت خود طے کرے۔ کم از کم قیمت صرف اُس حالت میں محدود مدت کے لیے مقرر کی جا سکتی ہے جب غذائی تحفظ کی صورت حال کو شدید خطرہ ہو۔''
7۔ شعبہ **تعمیرات** میں بعض ذمہ داریوں سے استثنیٰ 2014ء	''تعمیرات کے شعبے میں ایف ڈبلیو او، این سی ایل اور این ایل سی کو دی گئی مراعات **مارکیٹ کے حالات کو مسخ اور مسابقت کو محدود کرتی ہیں** ... ایف ڈبلیو او، این سی ایل اور این ایل سی کے زیرِ تعمیر متعدد منصوبوں کی کلائنٹ وفاقی اور صوبائی حکومتیں رہی ہیں۔ نجی کنٹریکٹرز مذکورہ ''مراعات'' کی بناپر ان منصوبوں کے لیے مسابقت میں حصہ نہیں لے سکتے۔ یہ صورتِ حال طویل عرصہ رہنے سے نجی کنٹریکٹرز کی نمو متاثر ہوگی اور وہ بین الاقوامی مسابقت میں شریک نہیں ہوسکیں گے''۔
8۔ **کھاد کے منتخب کارخانوں** پر امتیازی جی آئی ڈی سی لیوی 2014ء	"2001ء سے پہلے کے کھاد کے کارخانوں پر جی آئی ڈی سی کی امتیازی لیوی آیا مارکیٹ کی صورتِ حال کو مسخ کرتی ہے اور اُس نے یوریا کی مارکیٹ میں **مسابقت کو محدود کر کے** صارفین کو نقصان پہنچایا ہے... یہ سفارش کی جاتی ہے کہ جی آئی ڈی سی کھاد کے تمام کارخانوں پر مساوی طور پر عائد کی جائے تاکہ یوریا مارکیٹ میں سب کے لیے مساوی مواقع پیدا ہوں۔ چنانچہ تجویز کیا جاتا ہے کہ 2001ء سے پہلے کے کھاد کے کارخانوں کے لیے فیڈ اسٹاک پر جی آئی ڈی سی کی لیوی ہٹائی جائے اور یہ کہ جی آئی ڈی سی ایکٹ کے سیکنڈ شیڈول میں ترمیم کی جائے تاکہ کھاد کے کارخانے جو فیول گیس استعمال کرتے ہیں ان پر جی آئی ڈی سی کو معقول بنایا جائے۔''
9۔ **آئی ایف ای ایم** * کا امتیازی اطلاق (رائے)۔ 2014ء	''تیل صاف کرنے کے کارخانوں کے مابین امتیاز کو ختم کرنے کے لیے اور خام اور صاف تیل کی مارکیٹوں میں **مساوی مواقع پیدا کرنے** کی خاطر یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ خام تیل کے ترسیلی اخراجات کے لحاظ سے ریفائنری کو آئی ایف ای ایم کا فائدہ پہنچایا جائے جیسا کہ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اجازت دی ہے۔''

10۔آئی ایف ایف سی ** کی طرف سے Ware آلوؤں کی درآمد پر آر ڈی کا استثنیٰ (رائے) 2009ء	''پاکستان میں کام کرنے والی بین الاقوامی فاسٹ فوڈ چینز/فرنچائزز سے ware آلوؤں کی درآمد پر 25 فیصد ضوابطی ڈیوٹی ہٹانا فاسٹ فوڈ کی مقامی چینز اور ware آلوؤں کے دیگر مقامی درآمد کنندگان کے ساتھ امتیاز روا رکھنا ہے، اور انہیں مسابقت کا فائدہ نہ پہنچانے جیسا ہے... مارکیٹ میں آزاد اور صحت مند مسابقت کو یقینی بنانے کے لیے اور مارکیٹ میں موجود تمام اداروں کے لیے مساوی مواقع پیدا کرنے کی خاطر لازم ہے کہ ذمہ داریاں مساوی طور پر پوری کی جائیں۔ چنانچہ سفارش کی جاتی ہے کہ تمام درآمد کنندگان کے لیے ware آلوؤں پر یکساں ضوابطی ڈیوٹی عائد کی جانی چاہیے...''

*اِن لینڈ فریٹ اکولائزیشن مارجن، ** انٹر نیشنل فاسٹ فوڈ چینز/فرنچائزیز، ماخذ: سی سی پی ویب سائٹ

پاکستان میں بھی یہ ضروری نہیں کہ معیشت نے اپنے لیے جو تمام ترقیاتی اہداف طے کیے ہیں ان کے حصول میں مارکیٹ کا تجزیہ ہی بہترین حل ہو۔ یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ کچھ شعبوں/صنعتوں، جہاں مارکیٹ میں نمایاں ناکامیوں کا سامنا ہو، بشمول مثبت و منفی خارجی عوامل، سرکاری اشیا اور معلومات کا تضاد، یا وسیع تر ترقی کے ایجنڈے کے حصول کے لیے باز تقسیمی پالیسیاں، وہاں حکومتی مداخلت ناگزیر ہے۔ تاہم، ایسی مداخلتوں سے خطرہ ہوتا ہے کہ وہ معیشت میں مسابقت کے جذبے کو متاثر کریں اور حکومت کی گرفت اور مضبوط کردیں۔

اس تناظر میں پاکستانی معیشت کو اپنے ضوابطی ڈھانچے کے ضمن میں بنیادی غور و فکر کی ضرورت ہے: اسی دوران ملک میں برآمدات کی حوصلہ افزائی، سرمایہ کاریاں اور غذائی و توانائی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے دانستہ طور پر زور دینے کی ضرورت ہوسکتی ہے، جس سے سرکاری شعبے کے اداروں کی براہِ راست مداخلتوں اور بھاری ضوابط کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مزید برآں، اگر حکومتی مداخلت ضروری بھی ہو جائے، تو بھی ایسے پالیسی اقدامات زیادہ پائیدار اور مسابقتی نمو کی سمت کی طرف لے جانے کی رہنما کاروباری سرگرمیوں کے ابتدائی مقصد سے دور نہیں جائیں گے۔ اگر یہ طویل ہو جائیں تو، یہ خطرہ ہے کہ سرکاری شعبے کی شمولیت پر انحصار صنعت/ڈھانچے کا مستقل وصف نہ بن جائے۔ طویل مدت میں سرکاری شعبے کا کردار ساختی اصلاحات کے ذریعے مارکیٹ کی ناکامیوں کا حل اور کاروباری اداروں کو وسیع تر اداراتی معاونت کی فراہمی ہونا چاہیے۔

بالخصوص، حکام کو مسابقت اور برآمدات کی ترغیب دینے کے لیے کم سے کم اور یکساں ٹیرف اسٹرکچر کا اختیار کرکے تجارتی پالیسی کو ہموار اور منطقی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وقت گزرنے کے ساتھ بلند ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں کے نتیجے میں ایک صنعتی ڈھانچہ پیدا ہوا جو برآمدات کے خلاف تعصب، غیر موثریت اور منافع خوری کو فروغ دیتا ہے۔ پاکستان کو ایک ایسا روڈمیپ تیار کرنے پر توجہ دینی ہوگی جو کاروباری اداروں کے لیے کم مداخلتی اور زیادہ سہولت بخش ہو۔

اس ضمن میں، ملک کی پہلی قومی ٹیرف پالیسی (این ٹی پی) کی منظوری ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔ اسے مکمل طور پر وزارتِ کامرس کے دائرہ کار میں رکھنے سے، یہ حکومت کی جانب سے واضح ہو جاتا ہے کہ ٹیرف کو محاصل پیدا کرنے والے اقدامات کے طور پر استعمال نہیں

جدول خ 1.8 : مسابقتی کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ اظہارِ وجوہ کے نوٹس

شعبہ	فیصلہ/تبصرہ	جرمانہ/اقدام
1۔ **فارما بیورو** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2019ء)	”ہم دوبارہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ کمیشن کسی بھی مارکیٹ میں، بشمول شعبہ دواسازی کے، ہونے والی سازش اور کارخانہ داروں کے گٹھ جوڑ کی تمام اقسام کی روک تھام کے لیے مستعد ہے۔“	وارننگ جاری کی گئی
2۔ **تیل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل** (او سی اے سی) کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2019ء)	”او سی اے سی فیول مارکنگ کمپنی کی تحصیل کے لیے جس طریقہ کار پر عمل کرتی ہے وہ سارے کا سارا ایکٹ (مسابقتی ایکٹ) کی دفعہ 4 کی خلاف ورزی ہے۔“	تعمیلی رویّے کے پیشِ نظر کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی
3۔ **پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2018ء)	”پی ایف ایم اے موجودہ اور/یا آئندہ کی خوردہ اور چکی سے نکلنے والے آٹے (ex-mill flour) کی قیمتیں عوام، مقامی حکام اور اپنے ارکان کی اطلاع کے لیے پریس ریلیز کے ذریعے جاری کرتی رہی ہے۔ یہ سلسلہ ایکٹ کی دفعہ 4 کی خلاف ورزی ہے۔“	75 ملین روپے جرمانہ
4۔ **یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن آف پاکستان** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2017ء)	”کمیشن مدعا علیہ کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ آئندہ ٹینڈر تیار کرتے ہوئے مسابقت کی ہدایات پیشِ نظر رکھے خواہ وہ فوری نوعیت کے ہوں یا نہ ہوں، اس کا مقصد یہ ہے کہ سب کے لیے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں اور متعلقہ مارکیٹ میں مسابقت میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔“	تعمیلی رویّے کے پیشِ نظر کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی
5۔ **پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2016ء)	”اس معاملے میں زیرِ غور اہم نکتہ یہ ہے کہ آیا پی پی اے نے برائلر مرغی اور مرغی کے انڈوں کے نرخوں کا بذریعہ اخبارات اشتہار دے کر ایکٹ کی دفعہ (1)4 کے اعتبار سے مسابقت کے انسداد کا فیصلہ کیا ہے۔“	100 ملین روپے جرمانہ
6۔ **پاکستان انجنیئرنگ کونسل** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2016)	”پی ای سی نے بیمہ کمپنیوں کے لیے ‘AA’ درجہ بندی کی کم از کم شرط مقرر کر کے دفعہ (1) 4 کے اعتبار سے ایک فیصلہ لیا ہے جو بادی النظر میں دفعہ (1) 4 کی خلاف ورزی ہے۔“	30 ملین روپے جرمانہ
7۔ **ڈیری کمپنیوں** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2015)	”اس معاملے میں اہم نکتہ یہ ہے کہ ذمہ نویس اداروں (اینگرو فوڈ لمیٹڈ، نون فوڈ لمیٹڈ، شکر گنج فوڈ پاکستان لمیٹڈ) کی جو مارکیٹنگ مہمات ڈیری مشروبات، ڈیری مائعات اور/یا ٹی وائٹنرز سے متعلق ہیں آیا وہ ایکٹ کی دفعہ 10 کے اعتبار سے فریب کارانہ اشتہار بازی کی ذیل میں آتی ہیں۔“	اینگرو فوڈز لمیٹڈ پر آخری ٹرن اوور کا 03. فیصد، اور دیگر پر 2.5 ملین روپے جرمانہ
8۔ **پاکستان آٹو موبائلز مینوفیکچررز آتھرائزڈ ڈیلرز ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2015)	”پی اے ایم اے ڈی اے کی طرف سے طے شدہ سازشی انداز کے اظہار کے پیشِ نظر، اور تین متعلقہ مارکیٹوں میں واضح خلاف ورزی کی چار مثالوں کو دیکھتے ہوئے کمیشن ڈائریکٹر پی اے ایم اے ڈی اے کو حکم دیتا ہے کہ اپنا سازشی رویّہ ختم کریں۔“	140 ملین روپے جرمانہ
9۔ **انڈس موٹر کمپنی** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2013)	”پی بی او (پروویژنل بکنگ آرڈر) انڈس موٹر کو خریدار کے علم میں لائے بغیر ان چیزوں میں تبدیلی کا مکمل حق دیتا ہے (i) قیمت، (ii) ڈیزائن/خصوصیات، (iii) ڈیلیوری شیڈول۔ ایسی شرائط واضح عدم توازن پیدا کرتی ہیں جس سے خریدار کے حقوق پر زد پڑتی ہے اور معاہدے کے نتیجے میں بننے والی ذمہ داریاں پوری نہیں کی جا سکتیں۔“	پی بی او میں ترمیم کی گئی
10۔ **ون لنک گارنٹی لمیٹڈ اور رکن بینکوں** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2011)	”یہ دیکھا گیا ہے کہ بینک اے ٹی ایم سے رقم نکلوانے پر یکساں چارج وصول کر رہے ہیں.... اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر، اے ٹی ایم سے رقم نکلوانے کی سہولت پر اکثر بینکوں کی جانب سے یکساں شرح سے چارج وصول کرنا بینکوں کے مابین طے شدہ سازش کا شبہ پیدا کرتا ہے۔“	ون لنک پر 150 ملین روپے جرمانہ، ہر تاسیسی رکن پر 50 ملین روپے جرمانہ، ہر غیر تاسیسی رکن پر 10 ملین روپے جرمانہ

ماخذ: مسابقتی کمیشن آف پاکستان

کیا جائے گا، تاہم یہ صنعتی ترقی کو سہولت دینے میں مددگار ہوں گے اور فرمز کے لیے بین الاقوامی منڈی میں اپنی موجودگی بڑھانے میں معاونت کریں گے۔

حکومت کو سی سی پی کی اثر انگیزی میں اضافہ کرنے کے لیے کو تمام قومی اور صوبائی مسابقتی امور پر قانونی صورت حال پر فوری طور پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ یہ اس لیے بھی اہم ہے کہ ایک مسابقتی ادارے کو قیمتوں میں استحکام اور بڑے فریقوں کی جانب سے مارکیٹ میں بگاڑ کو روکنے کے اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے مخالف اجارہ داری پالیسیوں کے لیے ایک معتبر نافذ کنندہ بننا بھی ضروری ہے۔ مسابقتی حکام اگر قانونی حیثیت، خود مختاری، شفافیت، مؤثریت اور ذمہ داری کے معیار پر پورا اترتے ہیں تو وہ کار گزار اور فعال سمجھے جاتے ہیں۔[28]

متعلقہ فریقوں کے مابین معلومات کے اشتراک کو بہتر بنا کر اور پالیسی فیڈ بیک کے لیے انھیں ایک پلیٹ فارم کی فراہمی کے ذریعے وکالتی طریقوں کو تقویت دینا ضروری ہے۔ مؤخر الذکر چار وجوہ کی بنا پر اہمیت کا حامل ہے۔ اول، سی سی پی کے وظائف اور مارکیٹ کے بناپڑتال طریقوں کے نقصانات سے آگاہی میں اضافہ معقولیت اور سی سی پی کی بطور ادارہ ساکھ کو بہتر بنانے پر منتج ہوگا۔ دوم، پالیسی کی وکالت کے ذرائع ممکنہ تنازعوں کے قانونی راستے کی بجائے دوستانہ حل میں اداروں اور ان کے آفیشل حکام کی مدد کریں گے۔ سوم، یہ سفارشات کی فراہمی یا (نرمی کے) معاہدات تک پہنچنے کے بعد ایجنسیوں کو فرموں کے طریق کار کی نگرانی اور جائزہ لینے کے قابل بنا کر نفاذ کو بہتر بنائے گی۔ چہارم، یہ نتائج ازاں بعد سی سی پی کی فیصلہ سازی میں معاون ہوں گے، اور اس طرح اس کی آپریشنل سرگرمیوں کی استعداد اور مؤثریت کو بہتر بنائیں گے۔

تاہم، ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مسابقتی پالیسی علیحدگی میں کام نہیں کر سکتی۔ اس کے مقصد کا حکومت کے مجموعی کلی معاشی ایجنڈے سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ ایک سفارش یہ ہے کہ سی سی پی کو دیگر اداروں، جیسے بی او آئی اور ایف بی آر کو ساتھ ملا کر ایک ایسی پُر اثر پالیسی مرتب کرے جو نمو اور جدت کو پروان چڑھاتی اور اجارہ داری و مارکیٹ کے بگاڑ کے طریقوں کی حوصلہ شکنی کرتی ہو۔ اسی طرح، مسابقتی ضوابط صارفی تحفظ کے قوانین کے ساتھ مل سکتے/ان کی معاونت کر سکتے ہیں تاکہ استحصالی طریقوں کے خلاف صارفین کو بہتر تحفظ دے سکیں اور منڈی میں عمومی قیمت کے استحکام اور معیار کے انضباط کو یقینی بنا سکیں۔

[28] اوٹو، اے، (2015ء)۔ مارکیٹ اور مسابقتی حکام: ایجنسی کے اچھے اصول۔ اویوپی اوکسفرڈ۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثرانداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد
benchmark	نشانیہ
Completely Built Unit	مکمل ساختہ اکائی
core inflation	قوزی مہنگائی
exchange rate	شرحِ مبادلہ
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
forwards market	بازارِ مستقبلات
growth	نمو
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liquidity	سیالیت
manufacturing	اشیا سازی
maturity profile	خاکۂ عرصیت
monetization	تسکیک
money supply	رسد زر
non-perishables	غیر تلف پذیر اشیا
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
perishables	تلف پذیر اشیا
remittances	ترسیلات زر
retailer	خردہ فروش
risk-adjusted returns	منافع بلحاظ خطر
rollover	اجرائے ثانی
Semi-Knocked Down	نیم ساختہ صورت میں
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
twin deficit	جڑواں خسارہ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجرائے ثانی	rollover
اشیاسازی	manufacturing
بازارِ مستقبلات	forwards market
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
ترسیلاتِ زر	remittances
تسکیک	monetization
تلف پذیر اشیا	perishables
جڑواں خسارہ	twin deficit
خاکۂ عرصیت	maturity profile
خالص بیرونی اثاثے	Net Foreign Assets
خالص ملکی اثاثے	Net Domestic Assets
خردہ فروش	retailer
رسدزر	money supply
زراعانت	subsidy
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
غیر تلف پذیر اشیا	non-perishables
فاضل	surplus
قوزی مہنگائی	core inflation
مکمل ساختہ اکائی	Completely Built Unit
منافع بلحاظ خطر	risk-adjusted returns
منقولی شواہد	anecdotal evidence
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نشانیہ	benchmark
نمو	growth
نیم ساختہ صورت میں	Semi-Knocked Down